مشفق خواجہ

# فرہنگ یگانہ

اردو لغت بورڈ کراچی

# فرہنگ یگانہ

(یاس یگانہ چنگیزی کے الفاظ، ترکیبات اور اردو محاورات کی فرہنگ)

مشفق خواجہ

اُردو لغت بورڈ
قومی تاریخ و ادبی ورثہ ڈویژن، حکومت پاکستان
ST - 18 - A گلشن اقبال نمبر 5
نزد پوسٹ آفس، کراچی

بار اوّل : 2018ء

تعداد : 500

ناشر : اردو لغت بورڈ، کراچی

طابع : طباعت پرنٹرز

آئی ایس بی این: 978-969-9113-01-7

# پیش لفظ

سرسیّد احمد خاں نے ترقّی تعلیم مسلمانان کی سلیکٹ کمیٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''تجویز ہمیشہ ہم کو پوری اور کامل کرنی چاہیے اور اس تجویز پر عمل اس قدر جتنا کہ ہم وقتاً فوقتاً کر سکتے ہوں۔'' یہی کلیہ اُردو لغت بورڈ کے قیام کے وقت بھی اہل دانش اور ارباب اختیار کے پیش نظر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ادارے کے وظائف اور دائرۂ کار کے تعین کے لیے ۱۴ر جون ۱۹۵۸ء کی قرارداد میں اہداف و مقاصد کی ایک طویل فہرست شامل تھی جو کہ ترقّی اُردو بورڈ (موجودہ اُردو ڈکشنری بورڈ) کی زبان و اَدب سے متعلقہ علمی و تحقیقی اداروں میں مقتدر حیثیت کی آئینہ دار ہے۔ لیکن مذکورہ صدر کلیے کے تحت ہی ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۶ء کی قراردادوں کے مطابق ادارے کو اُردو لغت (تاریخی اُصول پر) کے اہم ترین منصوبے کی تکمیل کے لیے مختص کر دیا گیا اور وقتی طور پر دیگر ذمّے داریوں کو ثانوی قرار دے دیا گیا۔

الحمد للہ! ۲۰۱۰ء میں اُردو ڈکشنری بورڈ، کراچی نے باون سال کی محنت کے بعد بائیس جلدوں پر مشتمل عظیم الشان لغت کی تکمیل کا تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔ لیکن یہ ادارے اور ملازمین کی کم نصیبی کہ وہ سرخروئی کے اس تاریخی موڑ پر صلہ و ستائش سے محروم رہے بلکہ آئندہ پانچ برسوں میں ادارہ مستقل سربراہ کے تقرر سے بھی محروم رہا۔ مگر علمی و اَدبی اداروں کی خوش قسمتی کہ قومی تاریخ و اَدبی ورثہ ڈویژن کا قیام عمل میں آیا اور اس کی سربراہی کے لیے قرعہ مشیر وزیرِاعظم برائے قومی تاریخ و اَدبی ورثہ محترم عرفان صدیقی صاحب کے نام نکلا۔ جس کے بعد نیم جان اداروں میں زندگی کی نئی رُوح دوڑ گئی۔

محترم عرفان صدیقی صاحب نے راقم الحروف کو اُردو لغت بورڈ کے سربراہ کی ذمّے داریاں تفویض کیں اور یہ حوصلہ عطا کیا کہ اُردو لغت (تاریخی اُصول پر) کی تکمیل کے بعد اب وقت آ چکا ہے کہ ادارے کے قیام کے وقت طے کردہ دیگر اہداف و مقاصد کے حصول کے لیے کوششوں کا آغاز کیا جائے۔

اسی جذبے کے تحت مختصر اُردو لغت، بچوں کے لیے لغت اور ''کمپیوٹرائزیشن آف اُردو ڈکشنری،

سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ فار موبائل فون، ویب ہوسٹنگ اینڈ اسٹیبلشمنٹ آف سرور رُوم" کے جاری منصوبوں کے ساتھ اَدبی فرہنگوں کی اشاعت کے سلسلے کا آغاز کرنے کے لیے کلیات یگانہ میں شامل مشفق خواجہ صاحب کی مرتب کردہ "فرہنگ یگانہ" کا ترمیم و اضافہ شدہ ایڈیشن شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مشفق خواجہ صاحب کے برادر محترم طارق خواجہ سے حسب ضابطہ تحریری اجازت کے بعد فرہنگ یگانہ کی ترتیب نو اور اُردو لغت (تاریخی اُصول پر) میں شامل یگانہ کے کلام سے اخذ کردہ تمام اسناد کی مدد سے ترمیم و اضافے کے کام کا آغاز کیا گیا اور اُردو لغت بورڈ کے عملۂ ادارت کے ارکان نزہت سیما ارشاد، نجم السحر، ڈاکٹر شاہد الدین، نفیس الرحمٰن، تبسم اختر ہاشمی، محمد علی لودھی، طارق بن آزاد نے فرائض منصبی کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ اس کام کی تکمیل میں بھرپور تعاون کیا۔ کمپیوٹر سیکشن کے ارکان نے حروف چینی اور تزئین کاری کا فریضہ بحسن و خوبی سرانجام دیا اور انتظامی امور میں سیّد عامر عالم رضوی کی خدمات پیش پیش رہیں جس کی بدولت فرہنگ یگانہ کے زیرنظر ایڈیشن کی تیاری ممکن ہو سکی۔

اپنی افادیت کے باعث فرہنگ کے آخر میں جناب قدرت نقوی کا مضمون "یگانہ کی زبان" اور ڈاکٹر نجیب جمال کا مضمون "یگانہ کی شعری زبان" شامل کیے جا رہے ہیں۔ جناب قدرت نقوی کا مضمون تخلیقی اَدب کے شمارہ نمبر۲ سے حاصل کیا گیا ہے جبکہ ڈاکٹر نجیب جمال کا مضمون ان کی کتاب، یگانہ، تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کا حصہ ہے اور اس کے لیے ڈاکٹر نجیب جمال سے خصوصی اجازت حاصل کی گئی ہے۔

اُردو لغت بورڈ، کراچی کے زیراہتمام "فرہنگ یگانہ" کی اشاعت محترم عرفان صدیقی صاحب کی اس بصیرت کی آئینہ دار ہے جو کہ ادارے کو قیام کے وقت متعین کردہ خطوط پر گامزن رکھتے ہوئے بقا کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔ اس تسلسل میں عنقریب دیگر نامور اہل قلم کی فرہنگوں کی اشاعت بھی عمل میں آئے گی جو اہل ذوق کی اَدبی تسکین کا سامان فراہم کرنے کا موجب بنیں گی۔

آخر میں اس تمام سفر میں قومی تاریخ و اَدبی ورثہ ڈویژن کے سیکرٹری انجینئر عامر حسن صاحب اور ڈویژن کے جمیع کارپردازان کی پس پردہ اعانت کا شکریہ واجب ہے۔ ادارہ مستقبل میں بھی اسی طرح سرپرستی اور عنایت کا طالب ہے۔

سیّد عقیل عباس جعفری

مدیراعلیٰ

اُردو لغت بورڈ، کراچی

# فرہنگ یگانہ

مشفق خواجہ

اِس فرہنگ میں کلامِ یگانہ کے تمام الفاظ و محاورات کا احاطہ نہیں کیا گیا۔ صرف وہی شامل کے گئے ہیں جو آج کے قارئین کے لیے کسی حد تک اجنبی ہیں یا اُن کے ایسے معنی مراد ہیں جو معروف نہیں ہیں۔ غزل کی مخصوص لفظیات اور تلمیحات کو بھی اِس فرہنگ سے خارج کردیا گیا ہے۔ اگر کوئی لفظ کثیر المعانی ہے تو فرہنگ میں تمام معنی درج نہیں کیے گئے، صرف اُنھیں معانی کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے جو مطلوب و مرادِ شاعر ہیں۔

ہر لفظ یا محاورے کے آگے وہ شعر درج کیا گیا ہے جس میں متعلقہ لفظ یا محاورہ استعمال کیا گیا ہے اور پھر قوسین میں دو نمبر درج کیے گئے ہیں۔ پہلا نمبر کلیات یگانہ کے اس صفحے کا ہے جس پر وہ شعر ہے اور دوسرا نمبر شعر کا ہے۔ اِس طرح یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ کسی لفظ یا محاورے کا محلِّ استعمال کیا ہے۔ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی اور شعر میں یہ لفظ یا محاورہ استعمال نہیں ہوا۔ فرہنگ میں عموماً اُس شعر کا حوالہ دیا گیا ہے جہاں یہ لفظ یا محاورہ پہلی مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

فرہنگ کی تیاری میں مندرجۂ ذیل لغات سے استفادہ کیا گیا ہے:

۱۔ مخزن الفوائد از نیاز علی بیگ نکہت دہلوی

سالِ تصنیف ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) مرتبہ ڈاکٹر محمد ذاکر حسین۔ شائع کردہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۸ء۔

۲۔ سرمایۂ زبانِ اُردو و تحفۂ سخنوراں از جلال لکھنوی

مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۰۴ھ (۸۷-۱۹۸۶ء)

٣۔ محاوراتِ ہند از مولوی سبحان بخش

مطبع مجتبائی دہلی، طبعِ دوم، ۱۹۱۳ء

۴۔ فرہنگِ آصفیہ از مولوی سیّد احمد دہلوی

طبع دوم ۱۹۱۸ء کا عکس، مرتبہ خورشید احمد خاں، لاہور، سالِ طبع ندارد۔

۵۔ فرہنگِ شفق از منشی لالتا پرشاد شفقؔ لکھنوی

طبعِ اوّل ۱۹۱۹ء کا عکس، شائع کردہ اتر پردیش اُردو اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء

٦۔ نوراللغات از مولوی نورالحسن نیّرؔ کاکوروی

طبعِ اوّل ۲۵۔۱۹۲۴ء کی نقل بنام "جدید ایڈیشن"، کراچی ۱۹۵۷ء

۷۔ جامع اللغات از خواجہ عبدالمجید

لاہور، ۳۵۔۱۹۳۳ء

۸۔ معیار اُردو نواب فصاحت جنگ جلیل (مانک پوری)

طبعِ اوّل صفر ۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء) کا عکس، شائع کردہ مکتبہ جامعہ دہلی، ۱۹۹۴ء

۹۔ فرہنگِ اثر از اثرؔ لکھنوی

شائع کردہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، جلد اوّل ۱۹۸۷ء، جلد دوم ۱۹۹۲ء

۱۰۔ اُردو لغت، جلد اوّل تا ہفت دہم

شائع کردہ اُردو لغت بورڈ کراچی، مطبوعہ، ۱۹۷۷ء تا ۲۰۰۰ء

معانی بیان کرتے ہوئے جہاں کہیں رشید حسن خاں کا حوالہ آیا ہے، ایسے تمام مقامات کے مطالب رشید حسن کے خطوط بنام مرتب کلیات یگانہ سے ماخوذ ہیں۔

### اب سے آئے گھر سے آئے

(کہاوت) جو ہوا سو ہوا، آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

وہ حسن کا عالم کہ الٰہی توبہ
توبہ ہوئی، اب سے آئے گھر سے آئے
(۴/۳۸۷)

### اب سے دُور

کسی گزشتہ سانحے کا ذکر کرتے ہوئے، اُس کے دوبارہ وقوع پذیر نہ ہونے کے خیال سے یہ الفاظ کہے جاتے ہیں۔ اب خدا اِس بات سے محفوظ رکھے۔ عموماً عورتوں کی زبان میں مستعمل، کبھی کبھی مرد بھی بولتے ہیں۔

کہاں کی بوئے حقیقت، کہاں کا رنگِ مجاز
جو اب سے دُور یہ پردہ نہ درمیاں ہوتا
(۵/۵٦۷)

### اپنا سا مُنھ لے کر رہ جانا

شرمندہ ہونا، نادم ہونا، سٹی گم ہونا۔

ہنستے ہنستے رہ گیا اپنا سا مُنھ لے کر غریب
جا و بے جا ہنسنے والا خود پشیماں کیوں نہ ہو
(۲/۵۵۲)

### اپنی اپنی گانا

اپنے اپنے مطلب کی باتیں کہنا، اپنی بات کے آگے کسی کی نہ سننا۔

اپنی اپنی گا رہے ہو کچھ ہماری تو سنو
اے اسیرو، اِس برس بھی حکمِ آزادی نہیں
(۳/۱۸۳)

### اپنی بات پر آنا

جو کہا اُس پر قائم رہنا، اپنے کہے کی پچ کرنا، ضد کرنا۔

یاس آپ کی بے جُرمی آڑے نہیں آسکتی
گر بات پر اپنی وہ بے داد گر آجائے
(۴/۱۷۵)

### اپنی ڈفلی اپنا راگ

(کہاوت) ہر شخص کا قول وفعل جدا ہے، سب کی باتیں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ جب کسی گروہ میں اتحادِ عمل نہ ہو اور افراتفری کا عالم ہو تو بولتے ہیں۔ یہ کہاوت اِس طرح بھی مستعمل ہے: اپنی اپنی ڈفلی، اپنا اپنا راگ۔

اپنی ڈفلی اپنا راگ، اپنی دَوڑ ہے اپنی بھاگ
کہنے میں بات آتی ہے سردار نہیں تو کچھ بھی نہیں
(۲/۴۷۴)

### اپنی سی کر گزرنا

جہاں تک امکان ہو کوشش کرنا، مقدور بھر اپنی حد تک کر گزرنا، اپنی مرضی کے مطابق اپنے مطلب کے لیے کر گزرنا (اپنی سی کرنا، اپنی سی کر دیکھنا، بھی مستعمل ہے)۔

ناخدا اپنی سی کر گزرا مگر مجبور تھا
کھینچ لایا پھر دُرِ مقصود ساحل سے مجھے
(۸/۳۰۰)

### اپنی موت مرنا

طبعی موت واقع ہونا، مبتلائے مرض ہو کر جان دینا۔

مرا دشمن خود اپنی موت تو نے نہیں مارا
کوئی مردِ عمل جھوٹی خوشی پر شاداں کیوں ہو
(گنجینہ،۵۸)

**اپنے پیرہن میں مست ہونا**

محاورہ ''اپنی کملی میں مست ہونا'' یا ''اپنی کھال میں مست ہونا'' ہے۔ پیرہن میں مست ہونا یگانہ کا تصرف ہے۔ جیسا بھی حال ہو، اُس میں خوش رہنا۔

بندۂ خودشناس ہے اپنے ہی پیرہن میں مست
بوئے خودی کو دخل کیا پیش گہِ ایاز میں
(۳/۲۶۳)

**اپنے سائے سے بھڑکنا**

اعتدال سے زیادہ چوکنا ہونا، خوف زدہ ہونا۔

آئینے کا سامنا کرے گا کیوں کر
اپنے سائے سے جو بھڑکتا جائے
(۲/۳۵۱)

**اُتارَن**

اُترن، دوسرے کا اُتارا ہوا یا استعمال شدہ لباس۔ بقول اثر لکھنوی: لکھنؤ میں ''اُترن'' مستعمل ہے۔ ''اُتارن'' کوئی نہیں بولتا۔ (فرہنگ اثر، دوم، ۱۳۲)۔

خاصہ نہ سہی بلا سے گُھرجن ہے بہت
تن ڈھکنے کو صاحب کا اُتارن ہے بہت
(۷/۵۳۴)

**اَٹکھیلی**

شوخی، شرارت، ناز و انداز۔

قربان تیری اٹکھیلیوں کے!
خود سر چڑھائے خود مار اتارے
(۱/۴۸۷)

**اَٹکھیلیاں کرنا**

اٹھلانا، شوخیاں کرنا، چھیڑ کرنا۔

دیکھتا رہ گیا آئینہ کسی کی صورت
زلفیں اٹکھیلیاں کرتی رہیں رخساروں سے
(۷/۱۶۶)

**اَجیرن**

دُشوار، دُوبھر، ناگوار، بارِ خاطر، تکلیف دہ۔

سکھ میں جو سواد ہے تو دُکھ کے دم سے
سکھ ہی سُکھ ہو تو پھر اَجیرن ہوجائے
(۶/۳۸۵)

**اَحوَل**

بھینگاپن، ایک کی جگہ دو نظر آنے کا عمل۔

فریبِ چشمِ اَحول سے ہوس دُوئی ہوئی دل کی
مگر کیا دسترس دنیا کے رنگا رنگ خرمن پر؟
(۱/۲۶۱)

**اداسی چھانا**

حزن، ملال، افسردگی، پژمردگی کا مسلط ہونا، اُداسی برسنا۔

اُداسی چھا گئی چہرے پہ شمعِ محفل کے
نسیمِ صبح سے شعلے بھڑک اٹھے دل کے
(آیات وجدانی،۲۵۶)

**ادب گاہ**

وہ جگہ جہاں رہنے والے پر خاص ضابطوں کی پابندی لازم ہو یا وہ جگہ جہاں کسی کو سزا کے طور پر رکھا جائے۔

دل اور دھڑکتا ہے ادب گاہِ قفس میں
شاید یہ زباں تشنۂ فریاد رہے گی
(۷/۳۱۹)

**ادوائن کا توتا**

حاشیہ از یگانہ: "سُست رفتار شخص پر ادوائن کے توتے کی پھبتی کہی جاتی ہے۔ جس طرح توتا پلنگ کی ادوائن پر رسان رسان قدم رکھتا ہے، وہی حال تقلید پیشہ متشاعرین کا ہوتا ہے"۔ (کنایتہً) ٹانگیں گھسیٹ گھسیٹ کر آہستہ آہستہ چلنے والا شخص، سُست رفتار شخص (جو اِس طرح آڑا آڑا چلے جیسے توتا ادوائن کی رسی پر ایک پنجے سے دوسرا پنجا جوڑ کر چلتا ہے)۔

رفتار میں تیزی ہے نہ پرواز بلند
شاعر تو نہیں توتے ہیں ادوائن کے
(۴/۴۰۰)

**ارے توبہ**

کسی کیفیت یا حالت کی غیر متوقع کثرت ظاہر کرنے کے لیے۔

کشش لکھنؤ ارے توبہ!
پھر وہی ہم وہی امین آباد
(گنجینہ، ۳۴)

**اُڑ چلنا**

سبقت لے جانا، آگے نکل جانا، مقابلے پر آنا۔

اُڑ چلے کیا فرشتہ انساں سے؟
سو اُڑان اُس کی، اِس کی ایک پھلانگ
(۷/۴۲۷)

**اُستادِ ازل**

(کنایتہً) خداوند تعالیٰ، خالقِ کائنات۔

استادِ ازل کے ہیں جو شاگردِ رشید
غالبؔ کی طرح بے سُرے کیوں ہوتے
(۲/۴۰۱)

**اِستخارہ کرنا**

کام کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کلام اللہ یا دوسرے مقرر طریقوں سے استصواب یا مشورہ یا غیبی اشارہ معلوم کرنا۔

اپنا ہاتھ اپنا گریباں، اپنا سودا اپنا سر
استخارہ کر چکے پابندِ فرمانِ بہار
(۶/۲۴۸)

**اِسمَعُوا**

سنو (کلمۂ تخاطب)۔

یاسِ نام آورم فاتحِ لکھنؤ
اِسمعُو، اِفْھمُو، اِسمعو اِفْھمُو
(۱/۲۷۶)

**اُفتاد پڑنا**

ناگہانی آفت آنا، اتفاقیہ مصیبت ٹوٹنا، اچانک کوئی حادثہ پیش آنا۔

دل کے ہاتھوں خراب رہتے ہی بنی
افتاد پڑی جیسی، سہتے ہی بنی
(۵/۳۴۵)

**اُفسردہ خاطر**

جس کا دل بجھ گیا ہو، پریشان، ملول، رنجیدہ۔

افسردہ خاطروں کی خزاں کیا بہار کیا
کنجِ قفس میں مر رہے یا آشیانے میں
(گنجینہ، ۴۹)

**اِفھمُوا**

سمجھو (کلمۂ تخاطب)۔

یاسِ نام آورم فاتحِ لکھنؤ
اِسمعُو، اِفْھمُو، اِسمعُو اِفْھمُو
(۱/۲۷۶)

**اقبال**

بخت یاری، خوش نصیبی، سازگاری وقت و زمانہ، ادبار کی ضد۔

کیسا ادبار اور کہاں کا اقبال
دنیا فانی مگر یگانہ باقی
(ترانہ، ۱۲۷)

**اکڑ کے چلنا**

غرور و تکبر کا اظہار کرنا۔

دیکھوں زمین پاؤں تلے سے نکل نہ جائے
اتنا اکڑ کے چلتے ہو، اک روز بَھد نہ ہو
(۲/۵۴۹)

**اُکڑوں بیٹھنا**

تلووں پر بیٹھنے کا وہ طریقہ جس میں زانو پیٹ سے، گھٹنے سینے سے اور ایڑیاں پنڈلیاں رانوں سے ملی رہیں۔ مگر یگانہ نے، بقول رشید حسن خان، طنزاً جماع کرنے کے مفہوم میں لکھا ہے۔

عادت ہے جسے کموڈ پر بیٹھنے کی
اُکڑوں بیٹھے گا وہ کسی پر کب تک؟
(۲/۵۳۹)

**الاپنا**

ویسے تو اِس لفظ کے معروف معنی سر ملانے اور تانیں لگانے کے ہیں، لیکن ایک معنی تکلیف سے کراہنے اور چیخنے چلانے کے بھی ہیں۔ یگانہ کے یہاں یہی مفہوم ملتا ہے۔

کہاں کے معنی و مطلب؟ یہ راگ ہے کچھ اور
الاپنے پہ مرے حال آئے ہیں کیا کیا
(۵/۴۶۴)

**اُلٹا سبق پڑھانا**

نامناسب صلاح دینا، خلافِ مصلحت یا خلافِ اُصول کوئی بات سکھانا، بہکانا، ورغلانا، اپنی مرضی کے مطابق دوسرے کو آمادہ کرنے کی کوشش کرنا۔

ہنس کے کہتا ہے کہ گھر اپنا قفس کو سمجھو
سبق اُلٹا مرا صیّاد پڑھاتا ہے مجھے
(۶/۳۱۳)

**اُلٹوانسی (اُلٹ واں سی)**

سیدھی بات کو پلٹ دینا، اُلٹا کام، اُلٹی بات۔

درد سے پہلے کروں فکرِ دوا
واں یہ اچھی اُلٹوانسی کہی
(۵/۴۸۸)

**اُلٹی کہنا**

اُلٹی بات کہنا، بے ڈھنگی بات کہنا، خلافِ اُصول بات کہنا۔

کوئی ضِد تھی یا سمجھ کا پھیر تھا
من گئے وہ، میں نے جب اُلٹی کہی
(۴/۴۸۸)

**اُلٹی گنگا بہانا**

رسم و رواج اور دستور کے خلاف کوئی بات یا کام کرنا۔

کل جُگ میں ہوس فضول ہے ست جُگ کی
اُلٹی گنگا بہانے والے، باز آ
(۴/۵۴۰)

**اُلٹی مت**

اُلٹی سمجھ، اوندھی عقل۔

اُلٹی تھی مت زمانۂ مردہ پرست کی
میں ایک ہوشیار کہ زندہ ہی گڑ گیا
(۲/۲۳۱)

**اُلٹی ہوا چلنا**

خلافِ قاعدہ امور کا واقع ہونا، رسم و رواج یا معمول کے خلاف باتوں یا کاموں کا چلن ہونا۔

اُلٹی ہوا زمانے میں چلتی ہے آج کل
فرق آ گیا ہے گردشِ لیل و نہار میں
(۶/۲۶۶)

**الست**

بدمست، سرشار، نشے میں چور (مجازاً) لااُبالی، بے خبر۔

الست مچاتے ہیں اُدھم شام و سحر
ہم زندہ دلوں پہ ہنسنے والا تُو کون؟
(۴/۵۶۲)

**اللہُ غنی**

لفظی معنی: اللہ بے نیاز ہے۔ عموماً حیرت و استعجاب کے موقع پر بولتے ہیں۔ (اظہار عظمت یا شدت و کثرت کے لیے مستعمل)۔

اللہُ غنی بُتوں کی یہ جلوہ گری
کیا ساری خدائی ہے خداؤں سے بھری؟
(۳/۵۱۳)

**الّھڑ**

نادان، کم سن، بھولا بھالا، اناڑی، ناتجربے کار۔

جاہل سے پوچھیے کسی اَن پڑھ سے پوچھیے
الّھڑ کی شاعری کو علی گڑھ سے پوچھیے
(۶/۴۸۰)

**آم جانا**

کسی عضو کا دُکھ جانا، بھاری، سُن، ماؤف یا شل ہو جانا۔

پھر گیا تلوار کا مُنھ اَم گئے بازوئے دوست
کیوں اجل اس کی تلافی سخت جاں کیوں کر کریں
(۵/۱۵۱)

**امانت لے چل**

جوں کا توں، بہت احتیاط کے ساتھ، کسی کمی بیشی کے بغیر لے چل۔

وہ جانِ وفا نہ جانے کسی حال میں ہے
لے چل مجھے لکھنؤ، امانت لے چل
(۴/۳۵۹)

**اَن چھِلی ٹھونک دینا**

(لفظاً) کھردری، ناہموار لکڑی یا سلاخ وغیرہ گاڑنا (مراداً) سخت جسمانی اذیت دینا۔

یگانہ نے کیا اَن چھِلی ٹھونک دی
علیجی پکارے، چُھری بھونک دی
(۳/۵۷۸)

**ان سُنی کرنا**

بات سُن کر ایسا بن جانا جیسے سُنی ہی نہیں، انجان بننا۔

مُفت میں سُن لی یگانہ کی غزل
ان سنی کردی جو مطلب کی کہی
(گنجینہ، ۶۴)

**اناالحق**

(لفظاً) میں حق (خدا) ہوں۔ (مراداً) ایک کلمہ جس کو منصور حلاج محویت اور استغراق کے عالم میں کہہ اُٹھتے تھے اور اس بنا پر اُنھیں موت کی سزا دی گئی۔

ہاں، کیوں نہ اُٹھے شورِ اناالحق پہ فساد
بڑ مار اُٹھے پیٹ کے ہلکے ناحق
(۴/۳۷۳)

**اندھا آئنہ**

وہ آئنہ جس میں کچھ دکھائی نہ دے، میلا، غیر شفاف۔

اُترے گا کبھی نہ حُسنِ بے رنگ کا عکس
روشن ہے تو کیا، آئنہ اندھا ہے تو کیا
(۶/۵۰۹)

**اندھوں کے آگے بیٹھ کے رونا**

کہاوت جو یوں ہے: اندھے کے آگے رونا، اپنی آنکھیں (دیدے یا نَین) کھونا۔ یگانہ نے اس میں تصرف کیا ہے: مراد یہ کہ نااہل کو نصیحت کرنا، مفت کا دردِ سر مول لینا ہے۔ بے حس انسان سے اپنا دُکھ درد بیان کرنا بے سود ہے۔

نا آشنائے حُسن کو کیا اعتبارِ عشق
اندھوں کے آگے بیٹھ کے رویا نہ کیجیے
(۶/۲۸۷)

**اندھی روشنی**

یگانہ نے یہ ترکیب ''اندھا آئینہ'' (دُھندلا آئینہ) اور ''اندھا چراغ'' (جو دُھندلا یا دھیما جلتا ہے) کے قیاس پر بنائی ہے۔ مراد ہے بجھی بجھی سی روشنی، ایسی دُھندلی روشنی جس میں کوئی چیز واضح طور پر نظر نہ آئے۔

دل کی خبر تو لے مرے روشن دماغ دوست!
یہ اندھی روشنی ہی نہ اُلٹی دغا کرے
(۶/۴۹۴)

**اندھی نگری**

وہ بستی جہاں بُرے بھلے اور کھوٹے کھرے میں تمیز نہ ہو، جاہلوں یا بے وقوفوں کا نگر، ظالموں اور نامنصفوں کا راج۔

دلِ بیدار گھبرائے نہ کیوں اِس اندھی نگری میں
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں اِک دیارِ بے شبستان کو
(۶/۲۸۱)

**اندھیاری**

تاریکی، سیاہی۔

سنسار میں چار دانگ اندھیاری ہے
کیا جاہیے، خواب ہے کہ بیداری ہے
(۱/۴۳۲)

**اندھیرا پاک**

یہ دراصل ''اندھیرا پاکھ'' ہے۔ ''پاکھ'' کے لفظی معنی ہیں آدھا مہینہ یا پندرھواڑا۔ ہر قمری مہینے میں دو پاکھ ہوتے ہیں۔ پہلے پندرہ دن ''اُجالا پاکھ'' کہلاتے ہیں جب چاند بڑھتا ہے اور چاندنی بھی بڑھتی ہے۔ دوسرے پندرہ دن ''اندھیرا پاکھ'' کہلاتے ہیں جب چاند گھٹتا ہے اور اِسی نسبت سے اندھیرا بڑھتا جاتا ہے۔

جاگتی جوت کی تھی سب لیلا
آنکھ مُندتے ہی تھا اندھیرا پاک
(۴/۶۰۷)

**اندھیرے اُجالے**

وقت بے وقت، موقع بے موقع، کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں۔

اندھیرے اُجالے کہیں تو ملیں گے
وطن سے ہمیں دربدر کرنے والے
(۸/۲۹۴)

**اندھیرے کا اُجالا**

اندھیرے میں اُجالے کا شائبہ، اندھیرے میں ہلکی سی روشنی جو اندھیرے میں کمی نہ کرسکے۔ دیکھیے :

''اندھیرے گھر کا اُجالا'' جس میں تصرف کر کے یگانہ نے یہ ترکیب (اندھیرے کا اُجالا) وضع کی ہے۔

نظر آئے گا کیا ظلمت کدے میں چشمِ حیراں کو
اندھیرے کا اُجالا جانیے خوابِ پریشاں کو
(۴/۲۸۱)

**اندھیرے گھر کا اُجالا**

جس سے گھر کی رونق ہو، نہایت محبوب، پیارا۔

میرے اندھیرے گھر کے اُجالے
اُٹھ مرے کالی کملی والے
(۳/۴۲۹)

**اُوپری دل سے**

ظاہر داری سے، بناوٹ سے۔

ہنس بھی لیتا ہوں اوپری دل سے
جی نہ بہلے تو کیا کرے کوئی
(۱۰/۴۱۹)

**اَوکھی**

اُردو لغات میں اِس لفظ کے معنی بے جا، بے موقع، بری یا چبھتی ہوئی بات بتائے گئے ہیں۔ لیکن یگانہ نے یہ لفظ پنجاب کے حوالے سے استعمال کیا ہے۔ پنجابی میں اِس کے معنی ہیں: مشکل، نرالی یا عجیب و غریب (بات)۔

ایسے کبھی مُنھ سے پھول جھڑتے تو نہ تھے
اوکھی بکتے ہو کیا مزے لے لے کر
(۴/۵۳۱)

**اَوندھا چولھا**

ٹھنڈا چولھا۔

چولھا مُلّا کا چاہے اوندھا ہو جائے
رِندوں کا پیالہ تو نہ ہوگا اوندھا
(۲/۵۸۱)

**آہلے گہلے پھرنا**

حاشیہ از یگانہ: ''اہلے گہلے پھرتے ہیں یعنی اینڈے اینڈے پھرتے ہیں''۔ مراد: خراماں خراماں، جھومتے جھامتے، اِتراتے ہوئے پھرنا۔

پھرتے ہیں ترے کوچے میں اَہلے گہلے
چوری نہ سہی تو ہیرا پھیری ہی سہی
(۲/۳۹۴)

**ایسے ویسے**

ادنیٰ درجے کے، کم حیثیت، نامعتبر لوگ۔

جسے ایسے ویسوں سے جُھکنا پڑے
بجا ہے ہم ایسوں سے جتنا تنے
(۳/۵۴۶)

**ایک گھاٹ اُترنا**

یکساں برتاؤ کا مستحق ہونا۔

دیں دار و بُت پرست اُترتے ہیں ایک گھاٹ
کیا معجزہ ہے جنبشِ ابروئے یار میں
(۱/۲۶۷)

**اینٹھنا**

غرور یا تکبر سے اکڑنا، غرور یا ناز کرنا (نشے، نیند یا مستی میں) بدن کو تاننا، انگڑائیاں لینا، جھومنا۔

وہ دن گئے کہ زور نہ چلتا تھا چرخ کا
مست اینڈتے تھے سایۂ ابرِ بہار میں
(۶/۲۰۱)

**آبِ آتشیں**

مجازاً شرابِ سرخ کو کہتے ہیں معنی اشکِ خونیں بھی ہیں۔ یگانہ نے یہ ترکیب اِسی مناسبت سے استعمال کی ہے۔

یہ آبِ آتشیں ہے اور یہ دریا خونِ ناحق کا
مگر تفسِ تشنگی کی، پیاس میں تسکین نہیں ہوتی
(۱/۳۰۵)

**آبِ حیواں**

زندگی بخش پانی، ایک چشمہ اور اس کا پانی جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے پینے سے موت نہیں آتی۔

افسانۂ عمر جاودانی بھی حرام
آبِ حیواں کہاں کا؟ پانی بھی حرام
(گنجینہ، ۱۰۹)

**آبِ دمِ خنجر**

خنجر کی دھار کی تیزی (آب = چمک دمک، کاٹ، دھار، تیزی۔ دم = دھار) دیکھیے: خنجر کا پانی۔

اب چین گنہ گاروں کو دم بھر نہیں ملتا
پیاسے ہیں اور آبِ دمِ خنجر نہیں ملتا
(۱/۱۲۵)

**آبِ شمشیر**

تلوار کی چمک، تیزی، کاٹ۔

اپنے سر سے بھی کسی روز گزر جائے گا
آبِ شمشیر کو قاتل جو یہی جوش رہا
(۲/۱۱۶)

**آب و گِل**

جسم، سرشت، خمیر، مزاج، قالب بشری، کالبد۔

رشید حسن خاں لکھتے ہیں: ''اِس کی تذکیر و تانیث میں اختلاف ہے مگر اساتذہ لکھنؤ نے بطورِ عموم اِسے بہ تانیث نظم کیا ہے۔''

جان دے دینا فقط آتا ہے پروانے کو بس
آتشِ فرقت کو سہنا میرے آب و گل میں ہے
(۷/۱۷۵)

ہنستا ہے عشق مجھ کو گراں بار دیکھ کر
زندان آب و گل میں گرفتار دیکھ کر
(گنجینہ، ۱۰۹)

**آبلہ پا**

جس کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہوں (مجازاً) تھکا ہوا، درماندہ۔

آبلہ پا نکل گئے کانٹوں کو روندتے ہوئے
سوجھا پھر آنکھ سے نہ کچھ منزلِ یار دیکھ کر
(گنجینہ، ۳۶)

**آبلے پھوٹ بہنا**

آبلے کا پھوٹ کر پانی جاری ہونا، چھالے کا پھوٹ جانا۔ مجازی معنی: دل کی حسرت یا دل کا غبار نکلنا۔

بس چھیڑتے ہی پھوٹ بہے دل کے آبلے
بیٹھے تھے رازِ عشق کا دفتر لیے ہوئے
(۲/۱۷۹)

**آپ سے گزرنا**

اپنے آپ کو بھول جانا، اپنی ہستی کو مٹا دینا، اپنے وجود کا احساس دل سے نکل جانا۔

گزر کے آپ سے ہم، آپ تک پہنچ تو گئے
مگر خبر بھی ہے کچھ پھیر کھائے ہیں کیا کیا
(۷/۳۶۴)

**آپ میں آنا**

ہوش میں آنا، غفلت کے بعد اپنے وجود کا، اپنی ذات کا احساس پیدا ہونا۔

دیارِ بے خودی میں ٹھوکریں کھانے دو مستوں کو
غضب ہے آپ میں آنا قیامت ہے سنبھل جانا
(۴/۱۳۵)

**آپ میں رہنا**

ہوش و حواس قائم رکھنا، حد سے تجاوز نہ کرنا۔

آپ میں کیوں کر رہے کوئی یہ ساماں دیکھ کر
شمعِ عصمت کو بھری محفل میں عریاں دیکھ کر
(۲/۳۱۲)

**آتش افروزی**

آگ لگانا، فتنہ پردازی کرنا، شرانگیزی کرنا۔

دروازہ کیوں نہ بند ہو روزی کا
دھندا چل نکلا آتش افروزی کا
(۱/۵۴۰)

**آتش بہ جان**

جس میں تڑپ اور بے چینی ہو، مضطرب، بے قرار۔

کنول روشن تو ہو دل کا، پیامِ ناگہاں آئے
بلا سے شامتِ پروانہ آتش بجاں آئے
(۱/۳۱۵)

**آج مرے کل دوسرا دن**

زندگی کی بے ثباتی ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں۔ عمر کا کیا بھروسا۔

کیسی جفائیں، کیسی وفائیں، آج مَرے کل دوسرا دن
عشق کی دنیا دیکھ چکے اب جینے کا ارمان نہیں
(۲/۳۲۷)

**آذر**

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد یا چچا کا نام جو بت تراش تھے (تلمیحات میں مستعمل)۔ قب: آزر جو اس کا صحیح املا ہے۔

دل جن کا علیل رائے بھی ان کی علیل
باطن میں آذر اور ظاہر میں خلیل
(ترانہ، ۱۹۹)

**آر پار**

اور چھور، حد و انتہا۔

نہ جانیں بہتے پھریں گے کدھر یہ دشمن و دوست
بڑھا تو دل ہے وہ دریا کہ آر پار نہیں
(گنجینہ، ۵۴)

**آڑے آنا**

مشکل کے وقت کام آنا، درمیان میں آنا، مدد کرنا، پناہ لینا۔

پاس آپ کی بےجُرمی آڑے نہیں آسکتی
گر بات پر اپنی وہ بیداد گر آجائے
(۴/۱۷۵)

**آزاری**

روگی، مریض، بیمار۔

آنکھ کا مارا مرے نزدیک آزاری نہیں
اور جو سچ پوچھو تو اچھی کوئی بیماری نہیں
(۶/۱۴۱)

**آفریدہ**

جسے پیدا کیا گیا ہو، مخلوق۔

نکل ہی جاتا ہے مطلب، تری قسم کھا کر
تو بندگانِ ضرورت کا آفریدہ سہی
(۹/۵۰۱)

**آگ بگُولا**

غضب ناک، غصے میں بھرا ہوا، برافروختہ۔

دل وہی دل ہے جو ہو اپنی حرارت سے فنا
خاک ہوجائے مگر آگ بگولا نہ بنے
(۸/۳۰۶)

**آگا باندھنا**

سامنے آ کر روکنا، سدّراہ ہونا۔

کس دُھن میں کوہکن نے تیشہ باندھا
سر پھوڑ کے خود مَوت کا آگا باندھا
(۱/۳۸۱)

**آنکھ جُھکنا**

شرمندہ ہونا، شرمانا، شرم سے آنکھ نیچی کرنا۔ اِن معنی میں "آنکھیں جھکنا" بھی آتا ہے۔

آنکھ جُھک جاتی ہے خار وگُل کو باہم دیکھ کر
دیدنی نادیدنی دونوں کو توام دیکھ کر
(۳/۲۵۳)

**آنکھ سے سُوجھنا**

یہ یگانہ کا تصرف ہے۔ محاورہ "آنکھوں سے سوجھنا" ہے۔ دکھائی دینا، نظر آنا۔

آبلہ پا نکل گئے کانٹوں کو روندتے ہوئے
سوجھا پھر آنکھ سے نہ کچھ منزلِ یار دیکھ کر
(۴/۱۴۱)

**آنکھ کے آگے ناک، سُوجھے کیا خاک**

(کہاوت) کسی کو سامنے کی چیز بھی دکھائی نہ دے تو طنزاً کہا جاتا ہے۔ بے وقوف اور بے عقل کے لیے بھی مستعمل ہے۔ "آنکھوں کے آگے ....." بھی مروّج ہے۔

فلسفی کو خبر نہیں اپنی
آنکھ کے آگے ناک، سُوجھے خاک؟
(۷/۴۲۶)

**آنکھ مُندی اندھیرا پاک**

(کہاوت) جب مرگئے دنیا اندھیر ہوگئی۔ مرنے کے بعد کچھ نظر نہیں آتا۔ کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ دنیا میں کیا ہے اور کیا نہیں۔

دیکھیے : اندھیرا پاک۔

جاگتی جوت کی تھی سب لیلا
آنکھ مُندتے ہی تھا اندھیرا پاک
(۴/۶۰۷)

**آنکھوں آنکھوں میں تولنا**

جانچنا، اندازہ کرنا۔

آثارِ زلال و دُرد و مستی و خمار
آنکھوں آنکھوں میں تول لیتا ہوں میں
(۴/۳۳۱)

**آنکھوں میں اندھیرا آنا**

غش آنا، دنیا کا نظروں میں تاریک ہو جانا، چکرانا، کچھ نہ سوجھنا۔

گر پڑے تیورا کے، آنکھوں میں اندھیرا آ گیا
واں نقابِ رُخ اُٹھی یاں راز سر تا سر کُھلا
(۲/۱۱۲)

**آنکھوں ہی آنکھوں میں پینا**

گُھورنا، خواہش کی نظر سے دیر تک دیکھنا، بے روک ٹوک دیر تک محبوب کا نظارہ کرنا، بُری نظر سے گُھورنا۔

عجب کیا ہے سحر تک آنکھوں ہی آنکھوں میں پی جائیں
قیامت ڈھائیں گے بد بیں جمالِ شمعِ روشن پر
(۷/۶۰۰)

**آنکھیں بنوائیے**

دیکھنے کی قابلیت پیدا کرو۔ (طنزاً) پرکھ یا لیاقت پیدا کرو۔ بینائی کی کمی کی طرف اشارہ کہ اس کا علاج کراؤ۔ ''آنکھ بنوایئے'' بھی مستعمل ہے۔

آنکھیں بنوایئے پہلے ذرا اے حضرت قیس!
کیا انھیں آنکھوں سے نظارۂ لیلیٰ ہوگا
(۵/۱۳۱)

**آنکھیں جُھک آنا (آنکھیں جُھکنا)**

نشے (یا نیند) کے غلبے میں آنکھیں بند ہونا۔

شغلِ مے کب تک یہ ساقی آنکھیں جُھک آئیں بہت
رات بھیگی اور زلفیں بھی پریشاں ہوگئیں
(۷/۱۵۳)

**آنکھیں دکھانا**

ڈرانے دھمکانے کے لیے گھورنا، تنبیہ کرنا، غصہ کرنا، آنکھ کے اشارے سے بات سمجھانا۔ ''آنکھ دکھانا'' بھی مستعمل ہے۔

آنکھیں دکھاتے ہیں حباب چشمِ ہوس کو بار بار
محوِ طلسم بندیِ نقش و نگار دیکھ کر
(۲/۱۴۱)

**آنکھیں سینکنا**

نظارہ کرنا، دیکھ کر خوش ہونا، نظربازی کرنا، گھورنا۔ ''آنکھ سینکنا'' بھی مستعمل ہے۔

مرے دل میں لگا کر آگ، آنکھیں سینکنے والے
تری چشمِ توجہ اور قاتل ہوتی جاتی ہے
(۳/۵۰۰)

**آنکھیں مَلنا**

نیند کا خمار دُور کرنے یا دُھندلا پن محسوس ہونے پر آنکھوں کو ہتھیلیوں سے ملنا۔

آنکھیں بھی ملتے ہیں مگر سوجھتا کچھ نہیں ہے اب
چونکے ہیں خواب سے جو ہم، جلوۂ یار دیکھ کر
(۹/۱۴۰)

**آوازہ**

شہرت، چرچا، دُھوم، ناموری۔

اے زہے حسنِ فیضِ ملکِ دکن
دور پہنچا ہے جس کا آوازہ
(۱/۵۸۰)

**آہِ سرد**

ٹھنڈی سانس، وہ گہری سانس جو غم کی شدت یا صدمے کو زائل کرنے کے لیے کھینچتے ہیں۔

دُہائی ہے دلِ درد آشنا دہائی ہے
کہ آہِ سرد پہ تُہمت ہے دل دُکھانے کی
(۵/۳۱۱)

**آہٹ لینا**

ٹوہ لگانا، خبردار ہونا، سن گن لینا۔

آسان نہیں موت کی آہٹ لینا
گہوارۂ بے خودی میں کروٹ لینا
(۳/۳۸۱)

**آئی پر چُوکنا**

''ترانہ'' کی رُباعی: ۱۸۱ کا (ص ۳۹۵) کا عنوان: ''آئی پر چوکنا کیا۔'' محاورہ ''آئی پر نہ چوکنا'' ہے: موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ موقع پر کچھ کہنے سے باز نہ رہنا۔ یگانہ نے مذکورہ رُباعی پر یہ حاشیہ لکھا ہے: ''آئی پر گئی کیوں کرتا، یعنی آئی پر کیوں چوکتا''۔

**آئی پر گئی کرنا**

دیکھیے: آئی پر چوکنا۔

ہاں موت کو آغوش میں لیتے ہی بنی
خود آئی تو آئی پہ گئی کیوں کرتا
(حاشیہ ص ۳۹۵)

**آئی کو ٹالنا**

آئی ہوئی آفت یا مصیبت کو دُور کرنا۔

آئی کو ٹال دے جبھی جانیں
دم بخود ہے تو پھر خدا کیا ہے
(۳/۴۹۲)

**آئینہ دکھانا**

حقیقتِ حال ظاہر کر دینا۔

ہائے وہ ماجرائے شب، ہائے وہ صبح اوّلیں
جھک کے سلام کیوں کیا، آئنہ کیوں دکھا دیا
(۱/۶۰۸)

**بازیچۂ طفلاں**

بچوں کا کھیل، آسان کام۔

درد کا قحط ہو دل کا کوئی گاہک نہ رہے
وائے بر عشق کہ بازیچۂ طفلاں ہو جائے
(گنجینہ،۷۴)

**باگ اُٹھانا**

چل پڑنا، روانہ ہونا، گھوڑا دوڑانا۔

تو آپ اپنی ہے شمشیر آپ اپنی سپر
یگانہؔ باگ اُٹھا اپنے بل پہ کستا جا
(۸/۴۶۲)

**باگ کسنا**

باگ (لگام) کھینچنا، گھوڑے کو پوری طرح قابو میں رکھنا اور زیادہ تیز دوڑنے نہ دینا۔

تو آپ اپنی ہے شمشیر آپ اپنی سپر
یگانہؔ باگ اُٹھا اپنے بل پہ کستا جا
(۸/۴۶۲)

**بال باندھے بردے**

حاشیہ از یگانہؔ: "بال باندھے غلام لٹکے ہیں یعنی معلق ہیں۔ ان کے مقدمے کا کوئی فیصلہ نہیں ہو چکتا۔"

بال باندھا: مجبور، تابع، مطیع۔

بردہ: غلام

بال باندھے بردے: ایسے غلام جو ہر حال میں تابع فرمان ہوں۔ مجبور، بے بس۔

پھانسی ہی سہی، حکم رہائی نہ سہی
کب سے لٹکے ہیں بال باندھے بردے
(۶/۳۸۴)

**بال ٹیڑھا کرنا**

ذرا سا نقصان پہنچانا، کسی کا کچھ بگاڑنا۔

حجام ہو چاہے تکّوریا ایک بال تو ٹیڑھا کر دیکھے
اوزار نہیں تو کچھ بھی نہیں، ہتھیار نہیں تو کچھ بھی نہیں
(۵/۴۷۴)

**بالا روی**

دوسروں سے الگ اور بلند ہو کر چلنا۔ کنایہ ہے تیز رفتاری اور بلند پروازی سے۔

یگانہؔ آپ کی بالا روی کے کیا کہنے!
مجال کیا ہے جو دامن پہ گردِ رہ بیٹھے
(۶/۴۹۰)

**بالیں**

سرہانا، پائنتی کی ضد، تکیہ۔

سرِ شام گل ہوگئی شمعِ بالیں
سلامت ہیں اب تک سحر کرنے والے
(۷/۲۹۵)

**باندھنا**

جادو، دعا یا کسی اور عمل وغیرہ سے کسی طاقت یا حالت کو روک دینا، معطل کر دینا۔

کس دھن میں کوہکن نے تیشہ باندھا
سر پھوڑ کے خود موت کا آگا باندھا
(گنجینہ، ۱۶۸)

**بانس پر چڑھانا**

بے جا تعریف کرنا، شہرت دینا، بہت بڑھا دینا۔

غالبؔ کو میرؔ سے بڑھانے والے
چوروں کو بانس پہ چڑھانے والے
(۱/۴۰۲)

**بانک پن**

(۱) البیلا پن، چھبیلا پن، حُسن، ناز و انداز، شوخی۔

خار و گل دونوں کو اپنے بانکپن پر ناز ہے
دیکھیے، رہتا ہے کس کے ہاتھ میدانِ بہار
(۷/۲۴۹)

(۲) سپاہیانہ آن بان، دلیری، خودداری، سج دھج۔

تصویرِ یگانہؔ آپ بول اُٹھے گی
ہاں ایسے ہی مُنھ پہ بانکپن کھپتا ہے!
(۲/۳۸۰)

**باؤ کے گھوڑے پہ اُڑنا**

محاورہ ''باؤ کے گھوڑے پر سوار ہونا'' ہے۔ یگانہؔ نے اس میں تصرف کیا ہے: غرور کرنا، اِترانا، جلد بازی کرنا۔

کیا باؤ کے گھوڑے پہ اُڑا پھرتا ہے
جھونکا کھاتے ہی مُنھ کے بھل گرتا ہے
(۲/۳۶۶)

**بپتا سہنا**

تکلیف یا دُکھ اُٹھانا۔

بپتا اپنے ہی دیس میں کیوں نہ سہے
بے چارہ غریب کیا کہے، کس سے کہے؟
(۵/۵۳۷)

**بتِ بے پیر**

(لفظاً) جس کا کوئی مرشد یا رہنما نہ ہو (مراداً) ظالم، بدذات، بے ایمان، بداعتقاد۔ لیکن محبوب کے لیے صرف ظالم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

برگشتہ اور وہ بتِ بے پیر ہو نہ جائے
اُلٹی کہیں دعاؤں کی تاثیر ہو نہ جائے
(۱/۱۶۱)

**بجلی چمک جانا**

یہ کسی لغت میں نہیں ملا۔ یگانہؔ نے بے طاقتی کے اظہار کے لیے یہ پیرایہ اختیار کیا ہے کہ ہاتھ اُٹھانا بھی صدمہ اُٹھانے (بجلی گرنے) کی طرح ہے۔

ہاتھ اُٹھاتے ہی چمک جاتی ہے بجلی دُور تک
ہائے اب وہ جَس کہاں اس دستِ بے شمشیر میں
(۷/۶۰۱)

**بجلی دوڑنا**

بجلی جیسی تیزی اور حرکت پیدا ہو جانا۔

بجلی سی دوڑنے لگی پھر جسمِ زار میں
دیواریں پھاندنے لگے وحشی بہار میں
(۵/۲۶۶)

**بَجا**

بچّہ، بچّو۔ تحقیر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

چنگیزی لہو ہے اپنی رگ رگ میں رچا
مجھ سے جو تنے تو منھ کی کھاؤ گے بجا
(۳/۴۰۲)

**بِچارنا**

غور کرنا، اندازہ لگانا، سمجھنا۔

سنتا نہیں ناخدا، پکاریں کب تک
پوچھیں کب تک پتا بچاریں کب تک
(۵/۳۸۳)

**بد گہر**

بد اصل، بری نسل کا، کمینہ، پاجی، بد ذات۔

کھلتے ہیں علم سے بشر کے جوہر
پاکیزہ سرشت و بد گہر کے جوہر
(۳/۵۱۹)

**بَدا**

قسمت کا لکھا، مقسوم۔ (بدنا: مقرر کرنا، قسمت میں لکھنا، قسمت ہونا، مقدر ہونا)۔

رونا ہے بَدا جنھیں وہ جم جم روئیں
جب عیش مہیّا ہو تو ہم کیوں کھوئیں
(۱/۳۴۹)

**برآمد ہونا**

کھوج لگانے یا تفتیش کرنے سے مل جانا، سراغ لگنا، نکل آنا۔

جب اس طرح مال مسروقہ سامنے رکھ دیا جاتا ہے تو غالب کے وکیل کے اس الزام کو تو رد کر سکتے نہیں کیونکہ مال مسروقہ برآمد ہو ہی گیا۔
(غالب شکن، یگانہ، ۱۴)

**بُرش [ بُ رَّش ]**

کاٹ، دھار کی تیزی۔

اک اشارے میں کٹے سو سو گلے
ہائے ری بُرّش تری شمشیر کی
(۸/۱۷۱)

**بَڑ مارنا**

لفاظی کرنا، فضول باتیں کرنا، بڑھ چڑھ کر باتیں کرنا۔

پیٹ کے ہلکے لاکھ بڑ ماریں
کوئی کُھلتا ہے جاننے والا
(۳/۴۵۴)

**بغل میں پالنا**

اپنی حمایت میں پرورش کرنا، اپنی نگرانی میں پال پوس کر بڑا کرنا۔

ارادے سے عمل تک کچھ تو اپنا دسترس ہوتا
بغل میں پالتے کیوں پاس دل سے دشمنِ جاں کو
(۹/۲۸۲)

**بِکسنا**

مُرجھانا، کَملانا، پژمردہ ہونا۔

دل تھا غنچہ مگر بکسنے کے لیے
ہنستوں کو دیکھ کر ترسنے کے لیے
(۱/۳۷۵)

**بکھاننا**

بیان کرنا، تشریح کرنا، تفصیل سے کہنا۔

پہلے اپنی تو ذات پہچانے
رازِ قدرت بکھانئے والا
(۲/۴۵۴)

**بکھیڑا پاک ہونا**

قضیہ، جنجال یا جھیلا ختم ہونا۔ مشکل حل ہونا۔ مسئلہ طے ہونا۔

میں کہاں اور کہاں کے پست و بلند؟
ایک ٹھوکر میں تھا بکھیڑا پاک
(۵/۴۲۶)

**بلبلانا**

(اُونٹ کا) مستی پر آنا۔ جوش مارنا، بکواس کرنا، مہمل باتیں کرنا۔

کعبے میں ہے شیخ بلبلاتا پھرتا
دیکھیں تو سہی یہ اونٹ کس کل بیٹھے؟
(۶/۳۹۷)

**بند**

موٹی چوڑی جو عورتیں دوسری نازک چوڑیوں کے آگے پہنتی ہیں، (لاکھ یا شیشے وغیرہ کا) کڑا۔

حسن دونا ہوگیا گوری کلائی کا تری
بند جو پہنے سنہرے اور دھانی چوڑیاں
(دیوان یاس و یگانہ، ۱۲۲)

**بندگی بے چارگی**

یہ مقولہ ہے بہ معنی: تابع داری اور فرماں برداری میں کچھ اختیار نہیں رہتا۔ مراد: ملازمت، پابندی، مجبوری۔

لد گئی وہ بندگی بے چارگی
بندہ و صاحب میں کیا جھگڑا پڑا؟
(۷/۴۶۱)

**بَوراہا**

باؤلا، پاگل۔

غلچی بھونکتا پھرتا ہے جیسے کوئی بَوراہا
اہاہا، اہاہا، اہاہا، اہاہا
(۲/۵۷۸)

**بوسہ بہ پیغام**

کسی دوسرے کی وساطت سے حصولِ مقصد۔ نمائشی ربط ضبط۔

اُمیّد سلامت ہے تو کیوں باز آئیں
بوسہ نہ سہی بوسہ بہ پیغام سہی
(۴/۴۳۱)

**بَوکَھل**

گھبرایا ہوا، بدحواس، احمق، بے وقوف، دیوانہ۔ ''بوکھلانا'' اور ''بوکھلاہٹ'' اِسی سے بنے ہیں۔

اتنا بھی سمجھتے نہیں بَونگے بَوکھل
آخر آخر ہے اور اوّل اوّل
(۱/۵۳۰)

**بولتی تصویر**

جیتی جاگتی یا چلتی پھرتی تصویر، ہو بہو اصل کے مطابق جس سے پورا حال معلوم ہو جائے۔ مراد: انسان۔

غش ہیں سب اہلِ نظر اِس بولتی تصویر پر
خاک کے پتلے کو کیا اعجاز حاصل ہو گیا
(۴/۲۴۴)

**بُوند کا چوکا گھڑے ڈھلکائے**

جب موقع ہاتھ سے نکل جائے تو پھر بہت زیادہ ہاتھ پاؤں مارنے سے بھی کام نہیں چلتا۔ یہ کہاوت کئی طرح بولی جاتی ہے:

بوند کا چوکا گھڑے لنڈھائے تو کیا ہوتا ہے۔

بوند کا گیا حوض سے نہیں آتا۔

بوند کا چوکا گھڑا ڈھلکائے۔

کب تک جھوٹی تسلّیوں کی خاطر
چُوکا اِک بونْد کا گھڑے ڈھلکائے؟
(۸/۵۱۹)

**بَونڈلا**

گرد باد، بگولا۔

گردش میں بھنور ہے، بونڈلا چکّر میں
ہاں تو بھی یُونہی رقصِ فنا کرتا چل
(۴/۴۷۷)

**بَونگا**

بے وقوف، نادان، ٹیڑھا، بے ڈھب، ناموزوں، بے محل۔

اِتنا بھی سمجھتے نہیں بَونگے بَوکھل
آخر آخر ہے اور اوّل اوّل
(۱/۵۳۰)

**بے اٹکل**

بلا سوچے سمجھے، کسی قرینے، اندازے یا قیاس کے بغیر۔

کس طلب میں چلا ہے بے اٹکل
آنکھ والوں سے پہلے آنکھیں مانگ
(۴/۴۲۷)

**بَیٹھک**

بیٹھنے کا انداز، آسن (یگانہ نے جماع کے آسن کے لیے یہ لفظ استعمال کیا ہے)۔

مانجھا ڈھیلا ہے، اُکھڑی اکھڑی بیٹھک
کِس بل پہ کرے گا فتح ایسا مردک؟
(۱/۵۳۹)

**بیدھا**

حاشیہ از یگانہ: "بیدھا وہ جس کی مت اوندھی ہو گئی ہو۔ جو سقراط و ارسطو کے مقابلے پر غازی میاں کو نچاتا پھرے"۔ مسحور، جس پر جادو کیا گیا ہو۔ (مجازاً) غافل، بے خبر، احمق۔

مغرب زدہ بیدھوں کو نہ یوں چُمکارو
چُمکار کو کب مانتے ہیں، پھٹکارو
(۳/۵۳۷)

**بے گُرا**

بے وصف، بے تدبیر، نکتہ ناشناس۔

استاد یگانہ بے گُرے کیوں ہوتے
آپ اپنی نگاہوں میں برے کیوں ہوتے
(۱/۴۰۱)

**بیگار میں پکڑے جانا**

بغیر اجرت کے کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔

عمر گھٹنے کے لیے ہے، وقت کٹنے کے لیے
مفت دن گننے کو ہم پکڑے گئے بیگار میں
(۳/۲۶۴)

**بیگانہ رَوی**

بے نیازی، لاتعلقی۔

شہرہ ہے یگانہ تری بیگانہ روی کا
واللہ یہ بیگانہ روی یاد رہے گی
(گنجینہ، ۸۱)

**بیل منڈھے چڑھنا**

کسی کام کا تکمیل کو پہنچنا، کسی عمل کا نتیجہ خیز ہونا۔

جھونکے میں فنا کے کیا پنپتا کوئی
مرجھائی ہوئی بیل منڈھے کیا چڑھتی؟
(۶/۳۵۳)

**بینش**

بینائی، بصارت۔

دل کو جلا کے سرمۂ بینش بنائیے
آنکھوں سے معرفت کا اگر حق ادا نہ ہو
(۶/۲۷۷)

**بے ہودہ نگار**

فضول نویس، لغویات لکھنے والا۔

بیہودہ نگار سے اُلجھتے کیوں ہو
اِس ناہموار سے اُلجھتے کیوں ہو
(۱/۳۹۹)

**بھاری ہونا (دل، منزل)**

(دل کے ساتھ) اُداس، غمگین، افسردہ ہونا۔

(منزل کے ساتھ) کٹھن، دُشوار، مشکل اور دُور دراز ہونا۔

کعبے کا سفر ہی کیا ہے؟ گھر سے در تک!
دل سے دل تک مگر ہے منزل بھاری
(۲۰۱/۳۴۶)

**بھاڑ میں تپنا**

بھاڑ میں جلنا بُھننا۔ مراد: حسد کی آگ میں جلنا۔

اقلیم سخن نام میرا جپتا ہے
کیوں لکھنوَ اپنے بھاڑ میں تپتا ہے
(۱/۳۸۰)

**بھاویں**

پسندِ خاطر، لائقِ توجہ۔

بھاویں ہو کیا کسی کے دنیا و دیں کی دولت
جس گھر میں آپ آئے دولت ہی دولت آئی
(۸/۵۵۰)

**بَھد**

بے عزتی، رُسوائی، خواری۔

دیکھو زمین پاؤں تلے سے نکل نہ جائے
اتنا اکڑ کے چلتے ہو، اک روز بَھد نہ ہو
(۲/۵۴۹)

**بھکّو**

بھیک مانگنے والا (''بھیک'' سے بنا ہے)

بُھوکا (''بھوک'' سے بنا ہے)

بھکو نے کہا، کہاں میسر ہے وہی؟
سیروں پی جائیے دہی ہو کہ کڑھی
(۳/۵۸۶)

**بھلے کو**

اچھا ہوا کہ، خیریت گزری کہ، خوش بختی سے۔

مستِ اتنا بھلے کو پیمبر نہ بن گیا!
سُوجھی تو خوب نشۂ بے اعتدال میں
(۹/۴۷۹)

بھنبھوڑنا

دانتوں سے کاٹنا، نوچنا کھسوٹنا۔

ترسا ہوا میں ہوں تمھیں ڈر لگتا ہے

مُنھ چومتے ہی بھنبھوڑ ڈالوں نہ کہیں

(۶/۳۹۴)

بَھنگ چڑھ جانا

بھنگ کے نشے میں بے حواس ہو جانا۔

ہائے یہ بہکی بہکی باتیں کیوں؟

کیا کوئی بھنگ چڑھ گئی سرکار؟

(۱۰/۴۶۶)

بَھنگ ہونا

تباہ ہونا، برباد ہوا، شکستہ ہونا، بے حال ہونا۔

آتا نہیں کچھ گرہ سے کھونے کے سوا

دولت کے نشے میں بھنگ ہونے کے سوا

(۳/۳۹۳)

بھور کرنا یا کر دینا

تمام کر دینا، خاتمہ کر دینا ("بھور" صبح کو بھی کہتے ہیں۔ یگانہ نے متعلقہ شعر میں اِس رعایت کو ملحوظ رکھا ہے)

شبِ ہجراں کی بلا ٹالے نہیں ٹلتی ہے

بھور کر دیتے اگر زور ہمارا ہوتا

(۳/۱۲۷)

بھوک پیاس جاتی رہنا

خواہشات کا ختم ہو جانا، کسی کا ایسا گرویدہ ہونا کہ سوا اُس کے کسی اور چیز کی خواہش نہ رہنا۔

جاتی رہے بھوک پیاس، جلوہ ایسا!

دیکھے تو کبھی چشم ہوس سیر نہ ہو!

(۶/۵۱۸)

پاٹنا

(گڑھے یا نشیب کو) مٹی یا کوئی چیز ڈال کر بھرنا یا ہموار کرنا۔

شرحیں لکھنے دو، یوں ہی دن کاٹنے دو

انبار لگانے دو، گڑھے پاٹنے دو

(۴/۴۸۰)

پارَس

ایک پتھر جس کی نسبت مشہور ہے کہ لوہے کو چُھو جائے تو اُسے سونا بنا دیتا ہے۔

ذرّے ہی پارس تھے اپنی خاک پُر تاثیر کے

آشنا تھا کون پہلے نام سے اکسیر کے

(۶/۶۰۳)

پالا ہاتھ ہونا

بازی جیتنا، فتح یاب ہونا۔

دیکھا جو مجھے مُہری کے رستے بھاگا

پالا ہے مرے ہاتھ، ارے واہ رے میں!

(۲/۵۶۳)

پالے پڑنا

واسطہ ہونا، ذمے ہو جانا، پلّے بندھ جانا۔

اُسی نے خاک کیا تھا، اُسی نے پاک کیا

خوشا نصیب جو پالے پڑے محبت کے

(۴/۲۹۳)

پانجھی

ندی کا وہ حصہ جہاں پانی کم ہو۔ گھٹنوں تک یا اِس سے بھی کم پانی۔ یگانہ نے اپنی بیاض (ش: ۴) میں اِس لفظ کے معنی "پایاب" لکھے ہیں۔

پانچھی میں بھی ہے زور وہی دھارے کا
لو پاؤں تلے سے نکلی جاتی ہے زمیں
(۴/۵۱۲)

**پانی پھیرنا**

ملیامیٹ کر دینا، مٹا دینا، ضائع کر دینا۔

جو سبز باغ تمنا پہ پھیر دے پانی
خدا بچائے، ہم ایسی نظر سے در گزرے
(۵/۴۹۳)

**پانی نہ مانگنا**

فوراً دم نکل جانا (کہ پانی تک مانگنے کا موقع نہ ملے)۔جھٹ پٹ مر جانا۔

پانی بھی نہیں مانگتا اِس کا مارا
سوتا ہے پڑا، جیسے ناگن کا ڈسا
(۶/۳۵۷)

**پاؤ رتی باون تولے**

ٹھیک ٹھیک، اندازے یا بیان کے مطابق درست، پورم پور۔

کانٹوں کا تُلا ہوا نگاہوں میں جچا
لے تول لے پاؤ رتی باون تولے
(۴/۳۸۰)

**پاؤں پکڑنا**

روکنا، جگہ سے حرکت نہ کرنے دینا، جانے نہ دینا۔

پاؤں پکڑے نہ کہیں کوچۂ جاناں کی زمیں
خاک اُڑاتا جو نکل آؤں بیابانوں سے
(۵/۱۵۹)

**پاؤں توڑ کے بیٹھ رہنا**

خدا پر بھروسا کر کے بیٹھ رہنا، گوشہ نشین ہو جانا، قناعت کر کے بیٹھ رہنا۔

بیٹھا ہوں پاؤں توڑ کے، تدبیر دیکھنا
منزل قدم سے لپٹی ہے تقدیر دیکھنا
(۱/۲۲۳)

**پاؤں کی خاک کا سر پر آنا**

ذلیل وحقیر کا شریف پر غلبہ پانا۔

زمیں کروٹ بدلتی ہے بلائے ناگہاں ہو کر
عجب کیا سر پہ آئے پاؤں کی خاک آسماں ہو کر
(۳/۲۵۸)

**پتّانا**

شرمندہ ہونا، حواس باختہ ہونا، گھبرانا، مضطرب ہونا۔

پامال کرے کون سی طاقت اُس کو
پتّاتا پھرے جو اپنے ہلکے پن سے
(۴/۵۲۶)

**پتھر پانی ہونا**

کسی کی حالت زار سے متاثر ہونا، سنگ دل آدمی کو رحم آ جانا۔

پھر چشمِ ندامت کا دکھا دوں اعجاز
پتھر بھی خدا چاہے تو پانی ہو جائے
(۲/۳۷۲)

**پٹّم ہونا**

(آنکھ کا) بے نور ہونا۔ کوسنا: ''آنکھیں پٹم ہو جائیں''۔ اندھا ہو جانے اور دیدے پھوٹ جانے کے معنوں میں آتا ہے۔

پٹم کیوں نہ ہو جائے مانگے کی آنکھ؟
کہ عینک سے دھاگا پرویا تو کیا
(۸/۴۵۹)

**پٹی**

پلنگ یا تخت وغیرہ کا بازو جو سرہانے اور پائنتی کے پائے کی چول میں بٹھایا جاتا ہے۔ "پٹی سے لگ کر رونا" محاورہ ہے جس کے معنی ہیں پلنگ کے پاس بیٹھ کر رونا۔ عورتیں اِسے فالِ بد سمجھتی ہیں کیوں کہ اِس طرح رونا اُس میّت کے لیے ہوتا ہے جو پلنگ پر رکھی ہو۔ یگانہ نے متعلقہ شعر میں "کوئی پٹی سے چمٹا رو رہا ہے" کہا ہے۔ یہ یگانہ کا تصرف ہے۔

کوئی ٹانگیں سکیڑے سو رہا ہو
کوئی پٹی سے چمٹا رو رہا ہو
(۵/۴۷۸)

**پٹیت**

یہ لغات اضداد میں سے ہے۔ اِس کے معنی دشمن، حریف اور مدِّ مقابل کے بھی ہیں اور حمایتی اور طرف دار کے بھی۔ یگانہ نے یہ لفظ حمایتی اور طرف دار کے معنوں میں استعمال کیا ہے (لفظی معنی: پٹے بازی کے فن کا ماہر۔ پٹا: لاٹھی، ڈنڈا۔)

غالب کے پٹیت، دشمنِ جانِ ادب
وہ کان لیے جاتا ہے کوا، وہ دیکھ!
(۸/۵۳۱)

**پٹیتی**

پٹے بازی کی مہارت، مقابلہ، لڑائی۔

چپکے چپکے ریشہ دوانی، یہ بھی کوئی پٹتی ہے؟
للکار نہیں تو کچھ بھی نہیں، جھنکار نہیں تو کچھ بھی نہیں
(۴/۴۷۴)

**پٹھے پہ ہاتھ رکھنا**

قریب آنا، چمکارنا، اپنانے کی کوشش کرنا۔

دُنیا سے لپٹتے تو لپٹتے کیوں کر
پُٹھے پہ کبھی ہاتھ تو رکھنے نہ دیا
(۴/۳۵۷)

**پچھاڑیں کھانا**

(انتہائے غم میں) زمین پر لوٹنا، پٹخنیاں کھانا، غش کھانا۔

کیوں نقشِ قدم دیکھ کے کھاتے ہو پچھاڑیں
کیا قافلے سے کوئی بچھڑ کر نہیں ملتا
(۲/۱۲۶)

**پچھڑنا**

ہار جانا، شکست کھا جانا۔

وہ مرد ہے جو زیر کرے دیوِ نفس کو
وہ مرد کیا جو پیرِ فلک سے پچھڑ گیا
(۱/۲۳۲)

**پچھواڑا**

گھر کا پچھلا حصہ، مکان کا عقب، پڑوس۔

رُوٹھے تو سہی پھر بھی نہ پیچھا چھوڑا
گھر چھوڑ کے جا بیٹھے کہاں پچھواڑے؟
(۸/۵۲۷)

**پرکٹا**

اُڑنے سے معذور پرندہ جس کے پر کاٹ دیے گئے ہوں۔ (مجازاً) مجبور، بے بس، بے چارہ۔

کیا مطلب، مرہٹوں پہ کیسی بیتی
یا غدر کے پرکٹوں پہ کیسی بیتی
(۳/۵۳۶)

**پر نکالنا**

حد سے بڑھ جانا، اِترانا۔ اُڑنے کے قابل ہو جانا۔

وبالِ رنگ و بو سے چھوٹتے ہی پر نکالیں گے
گراں بارِ بہار آخر، سبک دوشِ خزاں ہو کر
(۱/۲۵۹)

**پُرخون**

خون سے بھرا ہوا؛ خون آلودہ، زخمی۔

چشم پُرخون نے مجسم کردیا موہوم کو
ورنہ بے تعبیر تھا خوابِ پریشانِ بہار
(گنجینہ، ۳۹)

**پُردغا**

دغا باز، دھوکے باز، فریبی۔

حاسد مکّار و پُردغا ہوتے ہیں
ظالم، بے درد، بے وفا ہوتے ہیں
(۷/۵۶۳)

**پُرفن**

چالاک، مکار، عیار۔

ہر روز نیا رکھتی ہے جوبن دنیا
مکّار و زمانہ ساز و پُرفن دنیا
(۱/۱۸۴)

**پرچہ لگنا**

مخبری کرنا، خفیہ امر کی اطلاع دینا۔

مرے فرشتے بھی شاید ہیں آپ کے جاسوس
کہ آہ کرتے ہی پرچہ لگے، خبر گزرے
(۳/۴۹۳)

**پَرچھانواں / پرچھاواں ڈالنا**

سایہ ڈالنا، اپنے جیسا کرنا، اپنے رنگ میں رنگنا۔

پرچھاواں اپنا مجھ پہ نہ ڈالیں جنابِ عشق
جس گھر میں جلوہ گر ہوئے ویرانہ ہوگیا
(۴/۱۲۹)

**پردہ کُھل جانا**

بھید ظاہر ہونا، کسی چیز کی اصلیت یا حقیقت ظاہر ہونا، عیب کا ظاہر ہونا۔

حسنِ نادیدہ کُجا، اپنا ہی پردہ کُھل گیا
آسماں ثابت ہو حدِ نظر میرے لیے
(۳/۳۲۱)

**پریم بھگت**

محبت کی مشق یا ریاضت میں منہمک رہنے والا۔

ہنستے ہنستے بنے تھے پریم بھگت
دل لگی بڑھتے بڑھتے لائی رنگ
(۱۲/۴۶۹)

**پریم پاپی**

گناہ گارِ محبت۔

کیا کیا دیں دار پریم پاپی نکلے
کیا اچھے بنے تھے، کیسے اچھے بگڑے
(۶/۴۳۲)

**پڑا رہنا**

بے حرکت ایک ہی حالت میں (بیماری یا غم کی وجہ سے) لیٹے رہنا۔

پڑا رہنا بُرا کیا تھا ذرا تسکین تھی دل کو
بلائے جاں ہُوا بیمار کا غش سے سنبھل جانا
(۳/۱۳۵)

**پس پردہ**

چھپ کر۔

کیا کیا چوٹیں لیتا ہوں اور کیا کیا خالی دیتا ہوں
دیکھنے والے پس پردہ سرکار نہیں تو کچھ بھی نہیں
(گنجینہ،۵۴)

**پَس خُوردہ**

آگے کا بچا ہوا کھانا، جُھوٹا کھانا، اُلش۔

مل جائے جو رام پور کا پَس خوردہ
دو لقمے میں چُھٹ جائے پھپھوندی مُنھ کی!
(۴/۵۸۶)

**پس فردا**

(آنے والی) پرسوں، آئندہ کل کے بعد کا دن۔

عجب کیا وعدۂ فردا پس فردا پہ ٹل جائے
کوئی شام اور آجائے نہ شام بے سحر ہو کر
(گنجینہ،۳۸)

**پَسارنا**

(ہاتھ، پاؤں، دامن کے ساتھ) پھیلانا، دراز کرنا۔
(منھ کے ساتھ) طمع کرنا، حرص کرنا، لالچ کرنا، کھولنا، پھاڑنا، حیران رہ جانا۔

کسی کے غم میں کوئی رو رہا ہو
کوئی ٹانگیں پسارے سو رہا ہو
خدا کے سامنے دامن پسارنے والے
وہ ہاتھ تھک گئے کیا، مال مارنے والے

نکالتے ہیں اُسی مُنھ سے حُسن میں سو عیب
ہوس نصیب وہی مُنھ پسارنے والے
(۲/۴۷۸-۷/۴۹۰-۷/۴۹۱)

**پسلی پھڑکنا**

(کسی بات کی) خود بخود خبر ہو جانا (کسی شخص کا حال یا کسی امر کی اصلیت) بغیر کسی کے بتائے معلوم ہو جانا۔

خلوت میں بجز شمع ابھی کوئی نہیں
پروانوں کی شام ہی سے پسلی پھڑکی
(۲/۳۶۳)

**پگڑی اُتارنا**

آبرو لینا، عزت بگاڑنا، رُسوا کرنا۔

یگانہ کون؟ وہ بزمِ ادب سے بیگانہ
لڑائی چھیڑ کے پگڑی اُتارنے والے
(۹/۴۹۱)

**پُن**

نیک عمل، نیکی، کارِ خیر، ثواب کا کام۔

موجی من کی یہ ایک دُھن کیا کم ہے
پاپی ہی سہی مگر یہ پُن کیا کم ہے
(۳/۴۳۳)

**پنجہ گڑونا**

ضرب پہنچانا تکلیف دینا۔

یہاں کیا دھرا ہے جو ہاتھ آئے گا
کلیجہ میں پنجہ گڑویا تو کیا
(گنجینہ،۱۸)

**پنجے میں پھنسنا**

قابو میں آنا، مصیبت میں گرفتار ہونا۔

کیوں کھول دیے راز اجل کے ناحق
پنجے میں پھنسے آپ اجل کے ناحق
(گنجینہ،۱۴۳)

**پَونڈا**

موٹا گنا جو دو طرح کا ہوتا ہے۔ سفید اور سیاہ۔ اِس میں بہت رس ہوتا ہے، کھانڈ کے ذرّات کم ہوتے ہیں، اِس لیے زیادہ تر رس پینے کے کام آتا ہے۔

کہاں کا گنّا کہاں کا پَونڈا
کہاں کی لونڈی کہاں کا لونڈا
(۳/۶۱۷)

**پہاڑ کاٹنا**

مصیبت جھیلنا، سخت دُشوار اور مشکل کام کرنا۔

گلا نہ کاٹ سکے اپنا، وائے ناکامی!
پہاڑ کاٹتے ہیں روز و شب مصیبت کے
(۱/۲۹۳)

**پہلو دبانا**

زیر کرنا، غالب آ جانا۔

شبِ تاریک نے پہلو دبایا روزِ روشن کا
زہے قسمت مرے بالیں پہ تیرا جلوہ گر ہونا
(۶/۲۳۲)

ادب نے دل کے تقاضے اٹھائے ہیں کیا کیا
ہوس نے شوق کے پہلو دبائے ہیں کیا کیا
(گنجینہ،۱۷)

**پہلے ہی چُمّے گال کاٹنا**

پہلی ہی ملاقات میں رنج دینا۔

پہلے چمے ہی گال کاٹ لیا
ابتدا یہ تو انتہا کیا ہے؟
(۳/۵۵۷)

**پیام (و) سلام**

میل جول، تعلقات۔

جو نہ سمجھے خود اپنا مطلب شوق
وہ پیام و سلام کیا کرتا
(گنجینہ،۱۱)

**پیٹ کا بندہ**

خودغرض، لالچی۔

پنشن جو ہوئی بند تو بھوک اور کھُلی
ہے ایسا کوئی پیٹ کا بندہ صوفی؟
(۶/۵۳۳)

**پیٹ کا ہلکا**

جو راز فاش کر دے، جسے کوئی بات نہ پچے، اوچھا، تنگ ظرف۔

ہاں، کیوں نہ اُٹھے شورِ اناالحق پہ فساد
بڑ مار اُٹھے پیٹ کے ہلکے ناحق
(۴/۳۷۳)

**پیٹھ لگنا**

آرام پانا، قرار پانا، چین ملنا۔

مرنے کے بعد بھی مری پیٹھ لگی نہ قبر سے
کھاتے ہو کیوں پچھاڑیں اب سوئے مزار دیکھ کر
(۷/۱۴۰)

**پیچھے ہٹنا**

کسی بات سے دست بردار ہو جانا۔

امید صلح کیا ہو کسی حق پرست سے
پیچھے وہ کیا ہٹے گا جو حد سے بڑھا نہ ہو
(گنجینہ،۵۵)

**پَیدا**

ظاہر، آشکارا، نمایاں ۔

پیدا کتنے ہیں، کتنے معنی پنہاں
کب تک نہ ہو اربابِ نظر سے لغزش؟
(۲/۵۲۶)

**پَیرنا**

تیرنا، عبور کرنا ۔

مبارک ہو مبارک، ساحلِ رحمت پہ دم لینا
قدم مارا تو ڈر کیا، پَیر جا دریائے عصیاں کو
(۶/۲۸۲)

**پیش گاہ / گہ**

دربار میں بیٹھنے کی جگہ، بارگاہ، حضوری، نشست گاہ ۔

بندۂ خودشناس ہے اپنے ہی پیرہن میں مست
بوئے خودی کو دخل کیا پیش گہِ ایاز میں
(۳/۲۶۳)

**پیمانہ بھر دینا/ بھرنا**

مار ڈالنا ۔

بے درد بلا سے قصہ کوتہ کردے
پیمانہ اسیروں کا لہو سے بھردے
(ترانہ، ۱۵۳)

**پینگ بڑھا لینا**

میل ملاقات بڑھا لینا، تعلقاتِ محبّت میں اضافہ کرلینا، ارتباط پیدا کرنا ۔

لڑتے ہی نظر پینگ بڑھا لیتا ہے
اُلٹا سیدھا سبق پڑھا لیتا ہے
(۵/۵۱۳)

**پھاڑے کھانا**

تکلیف دہ ہونا، ناگوار گزرنا، ناپسند ہونا ۔

پھاڑے کھاتی ہے ہمیں یہ ململی پوشاک یاسؔ
جامۂ تن کی بتاؤ دھجّیاں کیوں کر کریں
(۷/۱۵۲)

**پَھپّھس**

بہت موٹا اور غیر متوازن جسم ۔ پولا، اندر سے خالی (پھل یا گنا وغیرہ) پھیکا، بدمزہ ۔

شاعر تو ہیں بہتیرے مگر پَھپّھس ہیں
کچھ اِن میں ہیں خام جوش کچھ کچ رس ہیں
(۳/۵۳۰)

**پَھٹ پڑنا**

ٹوٹنا، بوجھ سے گر پڑنا، تباہ و برباد ہونا ۔

یاسؔ کیا ناخواندہ مہماں تھے کہ رکھتے ہی قدم
پھٹ پڑے بام و در و دیوارِ زنداں، دیکھنا
(۷/۲۳۸)

**پھلانگ**

جست، کود، چھلانگ ۔

اُڑ چلے کیا فرشتہ انساں سے؟
سو اُڑان اُس کی، اس کی ایک پھلانگ
(۷/۴۲۷)

**پَھندَیت**

سدھا ہوا جانور (جیسے ہاتھی یا بٹیر) جو ہم جنسوں کو فریب دے کر جال میں پھنسوائے ۔ (مجازاً) دوسروں کو پھانس کر لانے والا شخص، جال بچھانے والا ۔ یہ لفظ ’’پھند‘‘ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں مکر، فریب، ترکیب ۔

کیوں کیا ہوئی وہ ہیبت بسر کی تیزی؟
غالبؔ کے پھندیت، نیم ترکی تیزی
(۱/۵۳۷)

**پھوٹی آنکھ**

وہ آنکھ جس میں کوئی خلل آ گیا ہو، آنکھ کے نابینا ہونے کی کیفیت۔

ترسی ہوئی آنکھوں کا تقاضا ہے تو کیا
پُھوٹی ہوئی آنکھوں کی تمنّا ہے تو کیا
(۵/۵۰۹)

**پھول وہی جو مہیسر چڑھے**

یگانہ نے اِس کا یہ مطلب بیان کیا ہے: "اِک مثل ہے، اِک پھول کی معراج یہی ہے کہ دیوتا پر چڑھایا جائے۔ جو دیوتاؤں پر نہ چڑھایا گیا، وہ پھول کس کام کا"۔ لغت نگاروں نے یہ معنی بھی بتائے ہیں: چیز وہی اچھی جسے لوگ پسند کریں۔ اِس محل پر بولتے ہیں کہ کوئی چیز پسندیدۂ عمائد ہو۔ تحفہ وہی بہتر جو قابلِ قبول ہو۔ مہیسر کی جگہ مہیش بھی بولتے ہیں۔ مہیسر = مہیشور = مہا ایشور = مہیش = ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق سب سے بڑا خدا۔

کس کام کا وہ خار جو دل میں نہ گڑے
وہ پھول ہی کیا ہے جو مہیسر نہ چڑھے
(۶/۳۶۳)

**پھولوں سے لدنا**

درخت میں بہت زیادہ پھول لگنا، بہت زیادہ پھول پہننا۔

پھولوں سے لدی ہوئی دلہن کیا جانے
ان تازہ گلوں پہ رات بسنے کی ہے دیر
(گنجینہ،۵۵)

**پھولوں کا ہار**

پھولوں کی مالا جو گلے میں پہنتے ہیں، گلوں کی حمایل کنٹھا۔

سیر بہار آخری پھر کہیں یاد آ نہ جائے
پنکیں گے سرِ قفس پہ ہم پھولوں کے ہار دیکھ کر
(گنجینہ،۳۶)

**پھیر پڑنا**

چکر پڑنا، مشکل پڑنا، فرق پڑنا۔

کھلتا نہیں، کیا چاہیے کیا پھیر پڑا
پروان چڑھا کوئی گھوڑے پہ سڑا
(۴/۳۶۹)

**پھیر کھانا**

طول طویل راستہ طے کرنا، گھوم کر جانا، چکر کھانا۔

گزر کے آپ سے ہم، آپ تک پہنچ تو گئے
مگر خبر بھی ہے کچھ پھیر کھائے ہیں کیا کیا
(۷/۴۶۴)

**تان دینا، تاننا**

اُکسا دینا، اشتعال دلانا، طعنہ دینا۔

میں سمجھ لوں گا دوست ہے، تو کون؟
مجھے رہ رہ کے تاننے والا
خودی کا نشہ نہ چڑھ جائے، مت پلٹ جائے
خدا نکردہ یگانہؔ کو تان دے کوئی
(۶/۵۷۴_۷/۴۵۴)

**تاؤ**

غیظ و غضب، غصہ۔

مری طرف سے بھی اِک ہاتھ، اے ترے صدقے
دھگڑ کا تاؤ خصم پر اُتارنے والے!
(۶/۶۰۹)

**تاؤ بھاؤ**

اونچ نیچ، نرم گرم، نشیب و فراز۔

کیا پیرِ فلک تاؤ دکھاتا ہے مجھے
اِن آنکھوں نے تاؤ بھاؤ دیکھے ہیں بہت
(۲/۳۶۸)

**تپانا**

ستانا، دل جلانا، کڑھانا، تڑپانا۔

جلایا ایسے ویسوں کو جبھی تو ناک میں دم ہے
ہم ایسے خاکساروں کو تپاؤ تو دھواں کیوں ہو
(گنجینہ، ۵۸)

**تختِ رواں**

حضرت سلیمانؑ کا اُڑنے والا تخت جس کے ذریعے طویل ترین فاصلے لمحوں میں طے ہوتے تھے۔

بنی ہے وہی موج، تختِ رواں
مجھے ناخدا نے ڈبویا تو کیا
(۱/۴۵۹)

**تر نواله**

عمدہ غذائیں، لذیذ کھانے۔

دل تنگ نہ ہو تنگ خیالوں کی طرح
جُوتے بھی کھاؤ تر نوالوں کی طرح
(۵/۳۹۸)

**تَڑ جانا**

خوب پرکھ لیا جانا، پہچان لیا جانا، تاڑ لیا جانا۔

پہلے تو اپنے آپ کو پہچانتے نہ تھے
حسن یگانہ کس کی نگاہوں میں تڑ گیا
(گنجینہ، ۱۵)

**تڑکا ہو جانا**

غرور یا گھمنڈ دُور ہو جانا، حقیقت معلوم ہو جانا۔

فلک نے ایسی کروٹ لی کہ تڑکا ہو گیا ظالم
قیامت ہے چراغِ حُسن کا بےنور ہو جانا
(۵/۴۶۰)

**تشریف**

لباس، خلعت، وہ پوشاک جو اعزاز و اکرام کے طور پر ملتی ہے۔ اسمِ مونث لیکن لکھنؤ میں مذکر بھی۔

وحشیوں کے واسطے قیدِ لباس اچّھی نہیں
زیب دیتا ہے یہی تشریفِ عریانی مجھے
(۴/۱۶۵)

**تشریف کا ٹوکرا اُٹھا لے جانا**

طنزاً یا تحقیراً کسی کو کسی جگہ سے چلے جانے کے لیے کہتے ہیں۔

اُلّو بولا سِدھارنے والوں کا
تشریف کا ٹوکرا اُٹھا لے جاؤ
(۸/۵۸۴)

**تَشنَہ کام**

پیاسا؛ محروم، ناامید، (مجازاً) مشتاق۔

نشہ حسن کی یہ لہر الٰہی توبہ
تشنہ کام آنکھوں ہی آنکھوں میں پیے جاتے ہیں
(گنجینہ، ۵۱)

**تَصرُّف**

صرف، خرچ۔

قدرت کا خزانہ ہے تصرف کے لیے
تقدیر کے ٹکڑوں پہ قناعت کیسی
(ترانہ،۱۳۰،کلیات یگانہ،۳۷۷)

**تَعبیر**

خواب کا نتیجہ و حقیقت۔

دنیائے ادب تھی منتظر مدت سے
معلوم ہے کس خواب کی تعبیر ہیں ہم
(ترانہ،۳۶،کلیات یگانہ،۳۷۹)

**تقاضا اٹھانا**

خواہش پوری کرنا، ضد بجا لانا۔

ادب نے دل کے تقاضے اٹھائے ہیں کیا کیا
ہوس نے شوق کے پہلو دبائے ہیں کیا کیا
(گنجینہ،۱۷)

**تکلہ**

چرخے کی آہنی سلاخ جس پر کاتتے وقت ککڑی بنتی جاتی ہے۔ (ککڑی: کچے سوت کی لچھی)

کہاں کا چرخہ کہاں کا تکلہ
کہاں کا چوک اور کہاں کا چکلہ
(۲/۶۱۷)

**تُکیا**

تک بند، فضول گو، غیر شاعر۔

قسمت میں ہیں بدگہر، حلالی سے سوا
تکیوں کے ہیں بول، فکرِ عالی سے سوا
(۱/۵۷۵)

**تلخ کام**

جس کے منھ کا مزہ کڑوا یا خراب ہو، بدمزا۔

عدو کیا زہر دیتا ہے ہم ایسے تلخ کاموں کو
لہو کا گھونٹ اتر جاتا ہے جب شیر وشکر ہو کر
(گنجینہ،۳۷)

**تلوار تولنا**

تلوار کو جانچ کر ہاتھ میں پکڑنا تاکہ وار خالی نہ جائے، تلوار سنبھالنا، شمشیر زنی کے لیے تیار ہونا۔

سنبھل کے تولیے تلوار، دیکھیے ہشیار
کہیں کلائی پہ دستِ ہوس نہ گہہ بیٹھے
(۱/۴۹۰)

**تَلوریا**

تلوار چلانے والا، تلوار کا دھنی۔

حجام ہو چاہے تلوریا اک بال تو ٹیڑھا کر دیکھے
اوزار نہیں تو کچھ بھی نہیں، ہتھیار نہیں تو کچھ بھی نہیں
(۵/۴۷۴)

**تنکے چُننا**

دیوانوں کے سے کام کرنا، مخبوط الحواس ہو جانا، مجنوں ہو جانا، عاشق ہو جانا، آوارہ پھرنا۔

گزری ہے بہارِ عمر تنکے چُنتے
آتش کدۂ شوق میں جلتے بُھنتے
(۵/۳۷۵)

**تنگ خیال**

دل تنگ نہ ہو تنگ خیالوں کی طرح
جوتے بھی کھاؤ ترنوالوں کی طرح
(ترانہ،۱۹۷،کلیات یگانہ،۳۹۸)

**تنگ دل**

ملول، افسردہ، رنجیدہ، غمگین۔

وحشیو کیوں تنگ دل ہو فصلِ گل آنے تو دو
غنچے غنچے میں بہار صد گریباں دیکھنا
(۴/۲۲۸)

**تننا**

(غرور وفخر سے) اکڑنا، (غصے یا خفگی سے) کھنچنا، دُور رہنا، اکڑ تکڑ دکھانا۔

کیوں لکھنؤ میرزا یگانہ سے تنا؟
بگڑا ہوا کھیل پھر بنائے [نہ] بنا
(۷/۵۴۱)

**تنہا نشیں**

اکیلا بیٹھنے والا، تنہائی پسند۔

کس کے دم کی روشنی زندان آب وگل میں ہے
کون سا تنہا نشیں وحدت سرائے دل میں ہے
(گنجینہ، ۶۱)

**توام**

جُڑواں (مجازاً) ساتھ ساتھ، لازم وملزوم۔

آنکھ جُھک جاتی ہے خار وگل کو باہم دیکھ کر
دیدنی نا دیدنی دونوں کو توام دیکھ کر
(۳/۲۵۳)

**توڑ**

تیر کے اثر کرنے یا گھاؤ ڈالنے کی قوت، ضرب، مار۔

اللہ رے توڑ نیچی نگاہوں کے تیر کا
اُف بھی نہ کرنے پائے تھے اور دل کے پار تھا
(۱/۱۱۹)

**تولواں**

یہ لفظ زیادہ تر "تُلواں" ہی مستعمل ہے۔ بہ معنی: بھاری، وزنی (مراد) قیمتی (لباس)

جامہ [تو] ایسا تولواں پھینک دیا اُتار کر
آپ نے کھٹملوں کا کیا اچھا [یہ] خوں بہا دیا
(۶/۶۰۷)

**تونسنا**

گرمی کی شدت سے مضمحل ہونا، پیاس کے مارے بے چین ہونا، گرمی کی شدت سے مُرجھانا، رنگ بدل جانا۔

رنگ لائی گرم بازاری ہوائے دہر کی
روئے گُل تونسا ہوا ہے قحطِ شبنم دیکھ کر
(۸/۲۵۳)

**تہ بیٹھنا**

(عموماً گرد وغیرہ کا) کسی سطح پر جم جانا، پرت جم جانا۔

معاملہ ہے دلِ دوست کا بڑا نازک
کروں جو آہ تو گردِ نفس کی تہ بیٹھے
(۴/۴۹۰)

**تیشہ باندھنا**

تیشہ اٹھانا۔

کس دھن میں کوہکن نے تیشہ باندھا
سر پھوڑ کے خود موت کا آگا باندھا
(ترانہ، ۱۴۲)

**تیور بجھنا**

نظر یا انداز سے دل کی افسردگی ظاہر ہونا، افسردہ ہونا۔

تیور بجھے ہیں صبح کے آثار دیکھ کر
آنکھیں کھلی ہیں فتنۂ بیدار دیکھ کر
(۲/۲۵۰)

**تیور جلنا**

چکا چوند ہونا، روشنی برداشت نہ کر سکنا، کسی بہت روشن اور چمکتی ہوئی چیز کی تاب نہ لانا۔

فرشتوں کے بھی تیور جلتے ہیں یاں شعلۂ دل سے
حرارت آفتابِ حشر کی ہے، داغِ روشن میں
(۲/۶۱۹)

**تیورانا**

آنکھوں کے تلے اندھیرا آ جانا، سر چکرانا۔

گر پڑے تیورا کے، آنکھوں میں اندھیرا آ گیا
واں نقابِ رُخ اُٹھی یاں رازِ سر تا سر کُھلا
(۲/۱۱۲)

**تھانگ**

چوروں کی کمین گاہ، چوروں میں آپس میں مشورے کا مقام، چوروں کا اڈا۔ مگر یگانہ نے یہ لفظ ٹولی اور گروہ کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

پھرتے ہیں بھیس میں حسینوں کے
کیسے کیسے ڈکیت تھانگ کی تھانگ
(۸/۴۲۷)

**تھاہ لینا**

گہرائی معلوم کرنا، مقصد یا منشا معلوم کرنا، بھید کو پہنچنا، حقیقت معلوم کرنا۔

بدل کے بھیس زمانے کی تھاہ لینا ہے
نگاہِ شک میں کوئی بات اجنبی نہ لگے
(۷/۵۵۴)

**ٹاپنا**

کسی چیز کی تلاش میں حیران و پریشان ہونا، مارے مارے پھرنا۔

کیا بھانپتا ہے بھانپنے والے باز آ
حیراں ہے کیوں، ٹاپنے والے باز آ
(۳/۵۱۰)

**ٹانگ سے ٹانگ باندھنا**

ساتھ دینا، ایک کھیل جس میں ٹانگ سے ٹانگ باندھ کر بھاگتے ہیں، جو تھک جائے وہ ہار جاتا ہے۔

کون دیتا ہے ساتھ مَردوں کا؟
حوصلہ ہے تو باندھ ٹانگ سے ٹانگ
(۱/۴۲۸)

**ٹُہیا**

ٹوہ سے۔ مخبر، کھوجی، سراغ لگانے والا، یگانہ نے ایک خط میں اِس کے یہ معنی لکھے ہیں: "مشاعروں کی ٹوہ میں جو رہتے ہیں، مصرع طرح سنتے ہی....." [حاشیہ: ۲۶۶، گنجینہ ق (ر)] عام طور پر مستعمل: ٹوہیا۔

شاعر ہیں یا مشاعروں کے ٹُہیے
سُن پائی کوئی "طرح" لگانے لگے زور
(۲/۵۴۲)

**ٹُیّاں**

ایک قسم کا چھوٹا توتا۔

ٹیّاں بھی ہے حافظِ کلامِ غالبؔ
مرزا کا بولتا ہے اُلّو گھر گھر
(۴/۵۴۲)

**ٹھٹھکنا**

رُکنا، ٹھہرنا، پس و پیش کرنا۔

ٹھٹک رہے حرم و دیر کے دوراہے پر
خلاف جا نہ سکے شاہ راہ فطرت کے
(آیات وجدانی، ۲۴۹)

**ٹھنڈا پسینا آنا**

خوف و ہراس یا عالمِ نزع میں پسینا آنا (جو ٹھنڈا ہوتا ہے)

زہے حسنِ گنہ گاری، زہے فیضِ پشیمانی
جسے ٹھنڈا پسینا آ گیا جنت میں داخل تھا
(۵/۴۵۳)

**ٹھنڈی مٹی کا بنا ہونا**

وہ شخص جس پر کسی بات کا اثر نہ ہو، بے جوش و ولولہ، بے حس۔ یگانہ نے اِس پر یہ حاشیہ لکھا ہے: ''دل لبھانے یا رِجھانے والی باتوں پر بھی جس شخص میں جوش یا لُہلہا پیدا نہ ہو، اُسے کہتے ہیں کہ یہ شخص کیسی ٹھنڈی مٹی کا بنا ہوا ہے۔''

ٹھنڈی مٹّی کا اک انوکھا پُتلا
پہلو میں ہمیں کو دیکھ لو، دُور نہ جاؤ
(۶/۳۶۶)

**ٹھنڈے ٹھنڈے سدھارنا**

اپنا راستہ لینا، خیر سے سدھارنا (طنزاً) سلامتی کے ساتھ چلے جانا۔ عموماً '' ٹھنڈے ٹھنڈے جانا '' مستعمل ہے۔

کے معلوم داغِ آتشیں سے دل پہ کیا گزری
سدھارے ٹھنڈے ٹھنڈے سونپ کر سب ہم کو مدفن میں
(۸/۱۴۵)

**ٹھوکر پر مارنا**

حقیر سمجھنا، ذلیل جاننا، پروا نہ کرنا، کچھ نہ سمجھنا۔

کہاں کا روز جزا کل کے مرتے آج مریں
امید و بیم کو ٹھوکر پہ مارنے والے
(گنجینہ، ۸۳)

**ٹھیکا لینا**

(۱) رُکنا، ٹھہرنا، دم لینا، تھوڑا چل کے ٹھہر جانا۔ اِن معنوں میں '' ٹھیکی لینا '' بھی مستعمل ہے۔ ٹیکا اور ٹیکی بھی بولتے ہیں۔ (۲) رشید حسن خاں لکھتے ہیں: '' اِس کے ایک معنی، طبلے کی آواز کا دُور تک پہنچنا، بھی ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ [ متعلقہ شعر کے ] پہلے مصرعے کی مناسبت اِسی مفہوم کی متقاضی ہے کہ رونا آہستہ آہستہ کہ کوئی اور نہ سنے اور ہنسنا ایسا کہ سات گھر یعنی دُور تک آواز جائے، سب سنیں۔''

گریہ وہ جسے تُو ہی سُنے یا نہ سُنے
خندہ ایسا کہ سات گھر ٹھیکا لے
(۶/۵۷۵)

**جاگتی جوت**

جاگنا: روشن ہونا۔

جوت: چمک، نور، ضیا، روشنی، بینائی، سورج کی کرن، چراغ کی روشنی۔

مراد: زندگی، عشق، محبت، زندگی کے ہنگامے۔

جس کے دَم سے ہے دل کی دنیا روشن
اُس جاگتی جوت کے سوا ہے کچھ اور
(۲/۵۰۹)

**جاں کاہ**

(لفظاً) جاں گھٹانے یا کمزور کرنے والا (مراداً) انتہائی تکلیف دہ، ضرر رساں۔

جواب کیا، وہی آوازِ بازگشت آئی
قفس میں نالۂ جاں کاہ مزہ نہ ملا
(۶/۲۲۰)

**جاودانہ**

دوامی، ہمیشہ، دائم، سدا رہنے والا۔

مہماں ہے تو صاحب خانہ ہوں میں
آئینۂ حسن جاودانہ ہوں میں
(گنجینہ،۱۷۰)

**جبریل**

چار مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جس کا کام پیغمبروں کو وحی پہنچانا تھا۔

اندھے جو ذلیل کو سمجھتے ہیں عزیز
شیطان کو عجب نہیں جو کہہ دیں جبریل
(ترانہ،۱۹۹)

**جریدہ**

اکیلا، تنہا (سب سے) الگ تھلگ۔

یگانہ ٹھن گئی بے ڈھب تو سوچتے کیا ہو
شریکِ کار نہیں تو نہیں، جریدہ سہی
(۱/۵۰۲)

**جَس**

طاقت، مہارت، وصف، لیاقت۔

ہاتھ اُٹھاتے ہی چمک جاتی ہے بجلی دُور تک
ہائے اب وہ جَس کہاں اس دستِ بے شمشیر میں
(۷/۶۰۱)

**جِلَو میں**

ساتھ ساتھ، معیت میں، ہم راہ۔

کس شان سے آتی ہے مری شام مصیبت
وہ دیکھ جِلَو میں ہے قیامت کی سحر بھی
(گنجینہ،۸۰)

**جَم جَم رونا**

(طنزاً) خوشی سے رونا۔

رونا ہے بدا جنھیں وہ جَم جَم روئیں
جب عیش مہیا ہو تو ہم کیوں کھوئیں
(گنجینہ،۱۱۶)

**جن سوار ہونا**

کسی چیز یا کام کی دُھن ہونا، خبط ہونا۔

کیا پوچھتے ہو عشق کا جِن ہے وہ بد بلا
تم پر سوار ہو تو خدا جانے کیا کرے
(۷/۴۹۴)

**جَناور**

جانور کا عوامی تلفظ۔

خبردار دلّی سے آگے نہ جا
اُدھر کے جناور بڑے مرکھنے
(۶/۵۴۵)

**جنگل میں منگل**

ویرانے میں رونق، چہل پہل۔

دیوانے ترے پہاڑ اوجھل بیٹھے
جنگل میں منا رہے ہیں منگل بیٹھے
(۵/۳۹۷)

**جَنم لنڈورا**

پیدائشی معذور (لنڈورا اُس پرندے کو کہتے ہیں جس کی دُم کٹی ہوئی ہو)۔

کلیاں بھی نہ پھوٹیں پر پرواز کجا
کِس بَل پہ کوئی جنم لنڈورا اُڑتا
(۲/۳۹۶)

**جَولاں گاہ/ گہ**

میدانِ عمل، بھاگ دوڑ کی جگہ۔

جولاں گہِ ہستی کا یہی ہے دستور
میدان اُس کا ہے جو پہلے مار چلے
(۶/۵۷۳)

**جَوہر**

شے کی اصل، خاصیت، ہنر، کمال ۔تلوار، فولاد یا آئینے پر نظر آنے والے نقوش یا لہریں جو چمک کی وجہ سے نظر آتی ہیں ۔

مجھ ناتواں کا صبر تو کیا آزماؤ گے
راس آئے تم کو جوہرِ شمشیر دیکھنا
(۳/۲۲۳)

**جَوہر کُھلنا**

کمال یا ہنر کا ظاہر ہونا، اصلیت یا استعداد کا ظاہر ہونا، قابلیت معلوم ہونا۔

کُھلتے ہیں جبھی جوہرِ تسلیم و رضا
جب کوئی سپر ہی نہ ہو سینے کے سوا
(۶/۳۷۸)

**جہادِ نَفس**

نفس کُشی، اپنے نفس پر قابو پانا۔

زہے مقصد، جہادِ نفس کو تیّار ہو جانا
خوشا ہمت، خود اپنے درپئے آزار ہو جانا
(۸/۲۴۰)

**جہلِ مُرکّب**

کوئی کچھ نہ جانے اور یہ سمجھے کہ وہ جانتا ہے، ایسے شخص میں دو جہالتیں یک جا ہوتی ہیں۔ اِن دو جہالتوں کا اجتماع جہلِ مرکب کہلاتا ہے۔ دُہری نادانی۔ دو جہالتوں میں مبتلا ہونے کی حالت و کیفیت۔

مردِ جاہل ہوں مگر جہلِ مُرکّب سے بری
شخص خودبیں ہوں نہ میں خود ساختہ استاد ہوں
(۲/۲۷۵)

**جی چھڑانا**

حوصلہ پست کر دینا، ہمت توڑ دینا۔

زندانِ بلا سے خاک اُڑا کر چھوٹے
یارانِ ہوس کا جی چُھڑا کر چھوٹے
(۳/۳۸۶)

**جی سَن سے ہوجانا**

سکتے میں آ جانا، گھبرا جانا۔

کیوں انقلابِ عشق یہ کیسی ہوا چلی؟
جی سن سے ہو گیا رخِ بیمار دیکھ کر
(۳/۲۵۱)

**جیتا جاگتا/جیتی جاگتی**

چلتا پھرتا؛ اصل کے عین مطابق۔

منہ بولتی جیتی جاگتی تصویریں
اعجاز ہنر ہے یا کوئی دھوکا ہے
(گنجینہ،۱۱۰)

**جیسا چراغ ویسی مراد**

جیسی نیت ویسی مراد، جیسی نیت ہو ویسا ہی اُس کا پھل ملتا ہے۔

کوئی جلتا ہے رشک سے تو جلے
ارے جیسا چراغ ویسی مراد
(۵/۶۰۸)

**جھنجٹ لینا/ جھنجھٹ سر لینا**

مصیبت مول لینا، آفت میں پھنسنا۔

بیدار دلی ہے اور الٹی زحمت
اچھا نہیں اپنے سر یہ جھنجٹ لینا
(کلیات یگانہ، ۳۸۱)

**جھنڈے پہ چڑھانا**

شہرت دینا، بدنام کرنا، رُسوا کرنا، خوب تعریف کرنا، مغرور بنا دینا۔

جھنڈے پہ چڑھانے کو چڑھاتے ہیں مگر
غالبؔ سے چچا چور نہ دیکھے نہ سنے
(۴/۴۰۱)

**جھنڈے گاڑنا**

سکہ بٹھانا، تسلط یا قبضہ جمانا، کسی جگہ یا مقام کو مسخر کرنا، رنگ جمانا۔

گاڑے ہیں بہادروں نے کیا کیا جھنڈے
کیا کیا کوڑے چکھائے کیا کیا ڈنڈے
(۵/۵۲۴)

**جھونکا کھانا**

ڈگمگانا، لڑکھڑانا، ہوا سے شمع کی لو کا لہرانا۔

کیا باؤ کے گھوڑے پہ اُڑا پھرتا ہے
جھونکا کھاتے ہی منہ کے بھل گرتا ہے
(۲/۳۶۶)

**جھونکا کھانا**

اے شمع تری حیات فانی کیا ہے
جھونکا کھانے سنبھلتے رہنے کے سوا
(کلیات یگانہ، ۳۳۸)

**چادر سے باہر پاؤں پھیلانا**

اپنی حد یا بساط سے باہر قدم رکھنا۔

اسیرو، شوقِ آزادی مجھے بھی گدگداتا ہے
مگر چادر سے باہر پاؤں پھیلانا نہیں آتا
(۷/۲۲۲)

**چار دن کی زندگی ہے**

زندگی ناپائیدار ہے، زندگی دم بھر کی ہے، زندگی عارضی ہے۔

چار دن کی زندگی ہے کاٹ دو ہنس بول کے
دل لگا لو پھر قفس ہی آشیاں ہو جائے گا
(گنجینہ، ۱۶)

**چاندنی کا کھیت کرنا**

چاندنی چھٹکنا، چاندنی کا خوب پھیل جانا۔

واں نقاب اٹھی یہاں چاندنی نے کھیت کیا
کٹ گئی ظلمتِ شب چاند سے رخساروں سے
(۶/۱۶۶)

**چپ کی داد پانا**

خاموش دعا کا اثر ہونا، ظلم کا انتقام نہ لینے یا نہ لے سکنے کی صورت میں ظالم کو سزا اور مظلوم کو صبر کا اجر ملنا۔

لگی ہو جس کے، وہی چُپ کی داد پاتا ہے
پکارتے رہے ناحق پکارنے والے
(۶/۴۹۱)

**چُوڑ میں آنا**

(چپڑنا سے مشتق۔ نرم یا چکنا بنانا) خوشامد سے متاثر ہونا، باتوں میں آ جانا۔

انگریز چپڑ میں کہیں آتے ہیں جناب
کیا دُور تھا آ جاتا کوئی اور عتاب
(۵/۵۳۴)

**چت بھی اپنی پَٹ بھی اپنی**

ہر معاملے میں اپنے مطلب کو ملحوظ رکھنا یا ہر طرح سے اپنا ہی فائدہ چاہنا۔ (اِس طرح بھی بولتے ہیں : چت بھی میری پَٹ بھی میری)

چت بھی اپنی ہے پَٹ بھی اپنی ہے
میں کہاں ہار ماننے والا
(۱۰/۴۵۴)

**چتون**

تیوری، نظر، نگاہ، دیکھنے کا عمل۔

ڈھکاتی ہے کیا کیا یہ لگاوٹ کی نظر
تیکھی چتون کبھی یہ میٹھے تیور
(۵/۵۳۹)

**چتون بدلنا**

برتاؤ میں فرق لانا، مختلف انداز اور ڈھنگ اختیار کرنا، تیوری پر بل ڈالنا۔

لالے کا داغ دیکھ کے چتون بدل گئی
تیور سے صاف رازِ جنوں آشکار تھا
(۷/۱۱۸)

**چٹکیوں میں اُڑانا**

خاطر میں نہ لانا، حقیر سمجھنا، نظر انداز کرنا، مذاق اُڑانا۔

دیکھ کے مجھ کو دل زدہ دُور سے مُنہ چڑھا دیا
حسن نے سب ملال و رنج چٹکیوں میں اُڑا دیا
(۳/۴۵۵)

**چَرخہ ناندھنا**

حاشیہ از یگانہ: "ناندھنا بہ معنی شروع کر دینا، چلانا۔ مگر محاورے میں چرخہ ناندھنا بہ معنی دُکھڑے رونا، گلے شکوے کرنا۔"

کیا مُفت کا بہتان خدا پر باندھا
کیا گردشِ تقدیر کا چرخہ ناندھا
(۵/۳۶۸)

**چَرسا اُدھڑنا**

کھال (چرسا) اُدھڑنا۔ مراد : سخت تکلیف اُٹھانا، بے حد اذیت میں مبتلا ہونا۔ اِس مفہوم میں زیادہ تر یہ محاورے مروّج ہیں : چمڑی اُدھڑنا، تسمے اُڑنا، کھال اُدھڑنا۔

مُنہ زوریوں کا حوصلہ سرکارِ حسن سے؟
آخر پڑی وہ مار کہ چرسہ اُدھڑ گیا
(۷/۲۳۱)

**چَرکا کھانا**

زخم اٹھانا، تکلیف اٹھانا۔

غلط فہمی کے سبب کوئی آپ چرکا کھا جائے تو اور بات ہے ورنہ مجھے دل دکھانے کی ضرورت کیا تھی۔
(غالب شکن، یگانہ، ۱)

**چُلّو**

چلو بھر وزن یا مقدار، تھوڑا سا۔

چلو بھر میں متوالی دو ہی گھونٹ میں خالی
یہ بھری جوانی کیا جذبۂ لباب کیا
(گنجینہ،۱۳۰)

**چُمکار**

پیار پچکار، چُمکارنے کا عمل (چُمکارنا: ہاتھ پھیر کر تھپک کر یا گلے لگا کر یا یوں ہی منھ سے پچکارنے کی آواز نکال کر پیار کرنا۔)

مغرب زدہ بیدھوں کو نہ یوں چُمکارو
چُمکار کو کب مانتے ہیں، پھٹکارو
(۳/۵۳۷)

**چَنڈال**

رذیل، کمینہ، مکار، بدکار، منحوس، کنجوس۔

چنڈال نہیں ہے "دیو بھگتا" ہے کلوٹ
جو جیسا ہو ویسا اُسے لگتا ہے کلوٹ
(۱/۵۷۹)

**چَنگا**

تندرست، خوب صورت، توانا، صحت مند۔

دل ہو چنگا تو پھر گنواروں سے بھی
ہنسنے کو بولنے کو جی چاہتا ہے
(۲/۵۸۸)

**چور ہونا**

بدگمانی ہونا، دل میں کسی کے بارے میں برا خیال ہونا، خطرہ ہونا۔

یگانہ سے بھڑکتا کیوں ہے، ظالم، ماجرا کیا ہے؟
تجھی میں چور ہے ورنہ یہ کھٹکا درمیاں کیوں ہو
(۹/۴۸۳)

**چَونپ**

رغبت، میلان، شوق، لگاؤ، خواہش۔

حاشیہ از یگانہ: ولولہ، اُمنگ۔

وہ دل جسے لاگ ہو کسی سے نہ لگاؤ!
اک خاک کا ڈھیر ہے جہاں چونپ نہ چاؤ
(۵/۳۶۶)

**چیدہ چیدہ**

کہیں کہیں سے، جستہ جستہ۔

خدا کی بات خدا جانے کوئی کیا جانے
پڑھا ہے میں نے بھی قرآن چیدہ چیدہ کہی
(گنجینہ،۵۸)

**چَھکنا**

سیر ہونا، اِس حد تک کھانا یا پینا کہ مزید کی گنجائش نہ رہے۔

مَے کیا ہے؟ خونِ دل بھی پی کر نہ چھکا
جی بھر کے برا کام کوئی کر نہ سکا
(۵/۳۸۲)

**چھیڑنا**

پھوڑے پر نشتر لگانا۔

اب زخمِ جگر کاش بگڑ جائے تو اچھا
خود چھیڑ دوں لیکن کوئی نشتر نہیں ملتا
(۵/۱۲۶)

**چھینٹا**

فریب، مکر، دھوکا، جھوٹی تسلی۔

خزاں ہو چلی ہے بہار مجازی
یہ چھینٹے نہیں اب اثر کرنے والے
(۱/۶۲۲)

**حاشیے چڑھانا**

اصل کی زیبائش کے لیے اُس میں کچھ اضافہ کرنا، اپنی طرف سے کسی بات میں نمک مرچ لگانا، مبالغہ آمیزی کرنا۔

حاشیے کیا کیا چڑھاتے ہیں قفس میں زندہ دل
مردہ دل کہتے ہیں بے معنی ہے فرمانِ بہار
(۸/۲۲۸)

**حَجلہ**

پردے دار مسہری، چھپرکھٹ (عربی میں جیم پر زبر، اردو میں جیم ساکن)۔

حجلے میں ڈٹا ہے شیخ کفنایا ہوا
داڑھی کی طرح کفن بھی رنگوا لیتا
(۶/۳۹۵)

**حَرارہ لانا**

برافروختہ ہونا، برہم ہونا، ناراض ہونا، تیزی دکھانا۔

حرارہ لاچکا تھا حسن، کیسے خیریت گزری
مجھے ٹھنڈا سمجھ کر جوش کا کافور ہو جانا
(۳/۴۶۰)

**حربہ چلانا**

(حربہ: ہتھیار، نیزہ، برچھی، بھالا وغیرہ) ہتھیار چلانا۔

عجب حربہ ہے خاموشی، چلانا جس کو آتا ہو
چلے گی اُس کے آگے آپ کی تیغِ زباں کب تک
(۶/۵۴۷)

**حق سے ادا ہونا**

فرض سے عہدہ برآ ہونا، ذمّے داری کا انجام دینا۔

آج ہی حق سے ادا ہو جایئے
دھیان بھٹکا ولولہ ٹھنڈا پڑا
(گنجینہ،۱۴)

**حقیقت / حقیقۃ**

بساط، حیثیت۔

علم کیا علم کی حقیقت کیا
جیسی جس کے گمان میں آئی
(گنجینہ،۸۴)

**حلوے مانڈے سے غرض**

صحیح: حلوے مانڈے سے کام۔ مراد یہ کہ کوئی جیے یا مرے اپنے فائدے کو دیکھنا۔ (مانڈا: ایک قسم کی پتلی روٹی جو میدے میں گھی ملا کر پکائی جاتی ہے اور حلوے کے ساتھ کھائی جاتی ہے)۔

رنگون میں دم توڑتا ہے شاہ ظفؔر
غالبؔ کو ہے اپنے حلوے مانڈے سے غرض!
(۸/۵۳۵)

**حیرت کا پُتلا**

سخت متحیر، مجسم حیرانی، ہکا بکا۔

آنکھ والے راہ میں حیرت کے پتلے بن گئے
کچھ نہ سوجھا خاک کے پتلوں کا عالم دیکھ کر
(۵/۲۵۳)

**خاک سے پاک کرنا یا ہونا**

ادنیٰ سے اعلیٰ درجے تک پہنچا دینا۔

دل کو کچھ زندگیِ عشق کی لذت تو ملے
خاک سے پاک ہو خاک سے یکساں ہو جائے
(۲/۳۱۷)

**خاک سے یکساں کرنا یا ہونا**

خاک میں مل کر خاک ہونا یا خاک کے برابر ہونا۔

کارواں کتنے بگولے بن کے غائب ہوگئے
خاک سے یکساں کیا جولاں گہِ تدبیر نے
(۴/۲۹۹)

**خاک کا پُتلا**

(مجازاً) آدمی، انسان۔

دکھا دے خاک کے پتلوں میں زور کتنا ہے
ہوا میں تیر چکا اب زمیں میں دھنستا جا
(گنجینہ، ۱۷)

**خاک میں ملنا**

ضائع ہونا، تلف ہونا۔

خاک میں مل کے پاک ہو جاتا
چھانتا کیا ہے چھاننے والا
(گنجینہ، ۱۲)

**خاک و خون میں لوٹنا**

سخت تکلیف میں ہونا۔

خود اپنے خاک و خوں میں لوٹ کر آلودہ دنیا
پڑا ہے اب گڑھے میں گور کے آلودہ تر ہو کر
(گنجینہ، ۳۸)

**خالی دینا**

حریف کی ضرب یا وار بچا جانا۔

کیا کیا چوٹیں لیتا ہوں اور کیا کیا خالی دیتا ہوں
دیکھنے والے پسِ پردہ سرکار نہیں تو کچھ بھی نہیں
(۳/۴۷۴)

**خالی کا مہینہ**

قمری سال کا گیارھواں مہینہ ذیقعدہ جس کے معنی صاحبِ قیام کے ہیں۔ عرب اس مہینے میں جنگ و جدل موقوف رکھتے تھے۔ اس کا نام خالی اس لیے رکھا گیا کہ اِس سے پہلے کے مہینے شوال میں عیدالفطر ہوتی ہے اور بعد کے مہینے ذی الحجہ میں عیدالاضحیٰ۔

خالی کا یہ مہینا ہے، اب کی خدا کرے
سرکارِ حسن میں مری درخواست رد نہ ہو
(۷/۵۴۸)

**خام**

ناتمام، ادھورا۔

دل کو بہلاتے ہو کیا کیا آرزوے خام سے
امر ناممکن میں گویا رنگ امکاں دیکھ کر
(گنجینہ، ۳۵)

**خام جوش**

جس میں جوش وخروش کم ہو یا جو ناپختہ ہو۔

شاعر تو ہیں بہتیرے مگر پھُپھُس ہیں
کچھ اِن میں ہیں خام جوش کچھ کچ رس ہیں
(۳/۵۳۰)

**خانہ خراب**

بدقسمت، بدشگون۔

پھٹ پڑیں اب بھی در و بام تو پردہ رہ جائے
فلک خانہ خراب آنکھ دکھاتا ہے مجھے
(گنجینہ، ۷۸)

**خبر دینا**

(سے کے ساتھ) ظاہر کرنا، پتہ دینا، نشان دہی کرنا۔

رہنے کا نہیں بند درِ آزادی
دیتی ہیں ہوائیں خبر آزادی
(ترانہ،۱۴۹)

**خبر گزرنا**

اطلاع ہونا۔

مرے فرشتے بھی شاید ہیں آپکے جاسوس
کہ آہ کرتے ہی پرچہ لگے خبر گزرے
(گنجینہ،۶۳)

**خدا چاہے**

اگر اللہ کی مرضی ہو، انشاء اللہ۔

پھر چشمِ ندامت کا دکھادوں اعجاز
پتھر بھی خدا چاہے تو پانی ہوجائے
(گنجینہ،۱۴۰)

**خدا کی بات/ باتیں خُدا ہی جانے**

اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے، قضا وقدر۔

خدا کی بات خدا جانے کوئی کیا جانے
پڑھا ہے میں نے بھی قرآن چیدہ چیدہ کہیں
(گنجینہ،۸۵)

**خدا کی سنوار**

خدا کی مار، لعنت، پھٹکار۔ اِس کوسنے کی درشتی کم کرنے کے لیے "خدا کی سنوار" کہتے ہیں۔ عموماً عورتوں کی زبان پر ہے۔

جاگتا خواب دیکھیے کب تک
چشمِ اُمیّد پر خدا کی سنوار
(۱۱/۴۶۶)

**خدا کی مار**

لعنت بھیجنے اور پھٹکارنے کے موقع پر بولتے ہیں۔

خدا کی مار، وہ ایامِ شوروشر گزرے
وہ جِن سوار تھا سر پر کہ سَر سے در گزرے
(۲/۴۹۳)

**خدا لگتی**

سچی بات، انصاف کی بات، ایمان کی بات، سچ سچ۔

شامت آگئی آخر کہہ گیا خدا لگتی
راستی کا پھل پاتا بندۂ مقرّب کیا
(۲/۴۵۷)

**خدا معلوم**

اللہ جانے، پتہ نہیں، نہ جانے، لاعلمی کے لیے مستعمل۔

کون جانے وعدۂ فردا وفا ہو جائے گا
آج سے کل تک خدا معلوم کیا ہو جائے گا
(گنجینہ،۲۲)

**خدا نا(نہ) کَرْدہ (نکَردہ)**

مبادا، ایسا نہ ہو، خدا ایسا نہ کرے۔

تڑپ تڑپ کے اٹھاؤں گا زندگی کے مزے
خدا نہ کردہ مجھے دل پہ اختیار رہے
(گنجینہ،۸۲)

**خدا یاد آجانا/ آنا**

(کنایۃً) اللہ کی قدرت نظر آنا (حیرت اور تعجب کے لیے مستعمل)۔

خدا یاد آگیا واللہ وہ جلوہ بھی دیکھا ہے
خدا جانے وہی حق تھا کہ حق کا عکسِ باطل تھا
(گنجینہ،۱۶)

**خزاں پروردہ**

خزاں کے موسم میں پلنے والا، مراد: غمگیں، پژمردہ۔

اے خزاں پروردہ دل فکرِ چمن سے باز آ
اپنے اوپر رحم کر اے دشمنِ جانِ بہار
(گنجینہ،۳۹)

**خطا پانا**

غلطی سرزد ہونا، نقصان اٹھانا، دھوکا کھانا۔

کہیں کے رہتے نہ آوارگانِ بد آغاز
قدم قدم پہ خطا پائی جب وہ بیٹھے
(گنجینہ،٦٣)

**خمار آلود/ آلودہ**

نشے میں چور، مست، مخمور۔

کچھ نشہ رنگ و بو ہے اب تک باقی
شاہد ہے مری چشم خمار آلودہ
(گنجینہ،۱۲۱)

**خمیازہ جھیلنا**

ہاں کیوں نہ ہارا اتر چلوں خمیازہ جھیل کر
ڈوبے مری بلا عرقِ انفعال میں
(گنجینہ،٥٦)

**خنجر کا پانی**

خنجر کی دھار یا آب۔ دیکھیے: آب دمِ خنجر۔

گلے شوقِ شہادت میں ہوئے ہیں خشک او قاتل!
خبر لے بسملوں کا دم ہے اب خنجر کے پانی میں
(۴/۱۴۳)

**خندہ زنی**

ہنسنا، مسکرانا۔

ہر موج ہوا ہے درپے دل شکنی
ہر سانس پہ کرتی ہے قضا خندہ زنی
(گنجینہ،۱۰۸)

**خوشا نصیب**

تقدیر کی اچھائی، مقدر کی سکندری۔

خوشا نصیب جسے فیض عشق شور انگیز
بقدر ظرف ملا ظرف سے سوا نہ ملا
(آیاتِ وجدانی،۷۱)

**خُوں گرفتہ**

واجب القتل، اجل رسیدہ، مصیبت زدہ، پریشاں حال، ستایا ہوا۔

کدھر جارہا ہے ترا خوں گرفتہ
مگر غیب کا راستا جانتا ہے
(۲/۴۸٦)

**خون ہلکا ہونا**

نظر بد کا بہت جلد اثر ہونا۔

کیا عجب ہے جو حسینوں کی نظر لگ جائے
خون ہلکا ہے بہت آپ کے دیوانے کا
(۴/۲۲۳)

**خیریت گزری**

آفت سے بچتے ناگہانی صدمے یا حادثے سے بچنے کے موقع پر مستعمل۔

حرارہ لاچکا تھا، حسن کہیے خیریت گزری
مجھے ٹھنڈا سمجھ کر جوش کا کافور ہوجانا
(گنجینہ،۱۳)

**خیلا**

(۱) احمق، نادان (۲) بدتمیز، جھگڑالو، پھوہڑ، بے ڈھنگی عورت۔

ایسا نہ سمجھیو کوئی خیلا ہوں میں
دھن کا پکا ہوں گو اکیلا ہوں میں
(۱/۵۷۲)

**دال میں نمک**

بہت کم، ذراسا۔ ان معنوں میں ''آٹے میں نمک'' مستعمل ہے۔

سچ بول کے کیا حسین بنتا ہے تجھے
اتنا سچ بول، دال میں جیسے نمک
(۲/۵۱۰)

**دامن پسارنا**

مانگنا، طلب کرنا، سوال کرنا۔

خدا کے سامنے دامن پسارنے والے
وہ ہاتھ تھک گئے کیا مال مارنے والے
(گنجینہ،۸۲)

**دامنِ زیں**

کاٹھی کے نیچے کا چمڑے کا حصہ جو گھوڑے کی پسلیوں پر دونوں طرف لٹکا رہتا ہے۔

مزاجِ یار مکدر نہ ہونے پائے پاس
بلند دامنِ زیں سے مرا غبار نہ ہو
(۱/۱۵۶)

**دامنِ شمشیر**

تلوار کے دونوں کناروں کا درمیانی حصہ۔ مراد تلوار۔

آنکھیں جھپکی جاتی ہیں بے اختیار
کیا ہوا ہے دامنِ شمشیر کی
(۶/۱۷۲)

**دانگ**

سمت، طرف۔

بول بالا رہے یگانہ کا
نام باجے جگت کے چاروں دانگ
(۳/۴۲۸)

**داؤ پر چڑھا لینا**

قابو میں کرلینا، رام کرلینا، ہموار کرلینا۔

دل کی باتوں کو سنگ دل کیا سمجھیں
دو باتوں میں داؤ پر چڑھا لیتا ہے
(۶/۵۱۳)

**در بدر پھرانا**

ایک جگہ سے دوسری جگہ، جگہ جگہ کی ٹھوکریں کھلوانا۔

شاہوں کو نگاہوں سے گرا کر مارا
شہزادوں کو دربدر پھرا کر مارا
(گنجینہ،۱۲۵)

**دردِ آشنا**

دکھ درد سے واقف، ہمدرد۔

دہائی ہے دل درد آشنا دہائی ہے
کہ آہِ سرد پہ تہمت ہے دل دکھانے کی
(گنجینہ،۷۹)

**دَرگُزرنا**

چھوڑ دینا، ترک کردینا۔ متعلقہ شعر میں یہ مراد ہے کہ کبھی اس کا خیال بھی نہ کیا کہ سر چلا جائے گا۔

خدا کی مار، وہ ایامِ شوروشر گزرے
وہ جن سوار تھا سر پر کہ سر سے درگزرے
(۲/۴۹۳)

**درمیان دینا**

گواہ بنانا، بیچ میں ڈالنا، درمیان میں لانا۔

خدا کہاں ہے، کسے درمیان دے کوئی
بتوں کے نام پہ شاید امان دے کوئی
(۱/۵۷۴)

**درمیان میں آجانا/آنا**

درمیان آنا، بیچ میں پڑنا، دخل انداز ہونا: حائل ہون۔

آنکھ نیچی ہوئی ارے یہ کیا
کیوں غرض درمیان میں آئی
(گنجینہ، ۸۵)

**دَڑیڑا**

بہت زور کی بارش اور اُس کے پانی کا بہاؤ۔ اِس کا تلفظ ڈریرا اور ڈریڑا بھی کیا جاتا ہے۔

مثالِ خس جو دڑیڑوں میں بہہ گئے تو کیا
اُسی کے گھرے ہیں یاں ڈوب کر جو تہ بیٹھے
(۳/۴۹۰)

**دَسا**

حالت، کیفیت۔ لیکن یگانہ نے ایک حاشیے میں اس کے معنی ''دُرگت'' بتائے ہیں۔

رُلا رُلا کے غریبوں کو ہنس چکا کل تک
مری طرف سے اب اپنی دَسا پہ ہنستا جا
(۴/۴۶۲)

**دست و پا گُم کردینا**

حواس گم ہو جانا، ہوش نہ رہنا، سکتے میں آجانا۔

باز آئے زندگی کے خوابِ رنگا رنگ سے
دست و پا گم کردیے اندیشۂ تعبیر نے
(۵/۲۹۹)

**دعا لینا**

کسی کے ساتھ ایسا سلوک کرنا یا اس طرح پیش آنا جس پر وہ خوش حالی اور خوشی کی دعائیں دے۔

یادشمن و دوست کی دُعا لے کے چلے
یا کچھ نہ سہی نامِ خدا لے کے چلے
(ترانہ، ۶۶)

**دَفتر کُھلنا**

بیان کیا جانا، طول دے کر بیان کرنا۔ (دفتر: طومار، تفصیل، اعمال نامہ، فردِ عصیان)

قیامت آئی کھلا رازِ عشق کا دفتر
بڑا غضب ہوا، پھوٹا ہے آبلہ دل کا
(۶/۱۲۲)

**دل اُچٹ (اوچٹ) جانا/ اچٹنا**

جی اکتانا، دل گھبرانا۔

محفل میں جھومتے رہو گے کب تک
آنکھیں کھلنے کی دل اچٹنے کی ہے دیر
(گنجینہ، ۱۱۸)

**دل بستگی**

قلبی لگاؤ، تعلق خاطر، محبت۔

دیدۂ دل بے نیاز جلوۂ امید ہے
یاس کیا دل بستگی اس نقشِ باطل سے مجھے
(گنجینہ، ۹۰)

**دل بھاری ہونا**

رنجیدہ ہونا، ملول ہونا، غمگیں ہونا۔

زنجیر سے ہونے کا نہیں دل بھاری
ہوں پاؤں میں کتنے ہی سلاسل بھاری
(ترانہ، ۳۷)

دِل تنگ

غمگین، ناخوش، اداس، بیزار، گھبرایا ہوا۔

جیتے جی یہ عذابِ تنہائی

دل لگالو تو کیوں رہو دل تنگ؟

(۱۵/۴۶۹)

دل چیر کر دکھانا

دل کا راز ظاہر کرنا، دل کی بات بتانا، یقین دلانا۔

دکھادوں چیر کے دل اور دل کہوں کب تک

زباں پہ کہوں یہ تقاضائے ناگوار رہے

(گنجینہ، ۸۲)

دل کا حوصلہ نکالنا

ارمان پورا کرنا۔

گلہ کسے ہے کہ قاتل نے نیم جاں چھوڑا

تڑپ تڑپ کے نکالوں گا حوصلہ دل کا

(گنجینہ، ۲۳)

دل کی لگی بھڑکنا

محبت یا لگن میں شدت پیدا ہونا۔

کچھ دل کی لگی اور بھڑک جاتی ساقی

ملتا بھی ہے اک جام تو بھر کر نہیں ملتا

(گنجینہ، ۲۱)

دل کھینچنا

مائل ہونا، راغب ہونا، کشش محسوس ہونا۔

واللہ یہ دنیا بھی عجب دنیا ہے

ہر رنگ میں وہ کشش کہ دل کھنچتا ہے

(ترانہ، ۲۹)

دِل میں چور ہونا

بدگمانی ہونا، بدظنی ہونا، کسی بات یا خیال کو دل میں چھپائے رکھنا اور ظاہر نہ کرنا، اندیشہ ہونا۔

کیوں کان کھڑے ہوتے ہیں آہٹ پاکر

دل میں کوئی چور ہے ابھی تک باقی

(۴/۳۹۴)

دَل چَٹا

رشید حسن خاں لکھتے ہیں: ''دَل کے ایک معنی پتا بھی ہیں۔ اِس نسبت سے دل چٹا اُس کیڑے کو کہہ سکتے ہیں جو پتوں کو چاٹ کر سوراخ دار بنا دیتا ہے۔ مگر میرے ذہن میں یہ پہلو بھی اُبھرتا ہے کہ دَل کو دال کا مخفف مان لوں (اور اِس میں کسی طرح کی خرابی نہیں) اس صورت میں دَل چٹا کے معنی ہوں گے: دال چاٹنے والا، یعنی طفیلی، خیرات خور۔ مراد: خوشامدی۔ یہی پہلو مجھے نسبتاً بہتر معلوم ہوتا ہے۔ غالب کے دل چٹے: غالب کے خوشامدی: اُن کو بے وجہ بڑھانے والے۔''

یہ دیکھنا ہے قلم سے چنگیزی کے

غالبؔ کے دَل چٹوں پہ کیسی بیتی

(۴/۵۳۶)

دَلِدّر بھاگنا

(اس لفظ کا تلفظ دِلَدّر بھی ہے) افلاس دور ہونا، نحوست ختم ہونا۔

گھر بولتا ہے آج دَلِدر بھاگا

دکھ درد کے ماروں کا نصیبہ جاگا

(۵/۳۷۴)

دَلیل

راستہ دکھانے والا، راہ نما۔

چلے چلو جہاں لے جائے ولولہ دل کا
دلیلِ راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا
(۷/۱۲۱)

**دَم سُوکھنا**

ڈر جانا، خوف طاری ہونا، سہم جانا۔

فکرِ فردا وہ بلا ہے کہ یگانہ صاحب
سوکھنے لگتا ہے دم، سایہ اگر پڑتا ہے
(۲/۵۵۴)

**دم فنا ہونا**

جان نکلنا، جان جانا، ہلاک ہونا۔

ہے ذرا سی ٹھیس کا مہماں حبابِ جاں بلب
اک اشارے میں ہوا کے دم فنا ہو جائے گا
(گنجینہ،۲۲)

**دم قدم سے**

بدولت، طفیل یا ذات سے، وجہ سے۔

اے خوشا زندگی کہ پہلوِ شوق
دوست کے دم قدم سے ہے آباد
(گنجینہ،۳۳)

**دن بھاری ہونا**

ایام منحوس ہونا، مصیبت کا زمانہ ہونا، سختی کے دن آنا، نصیب بگڑنا، طالع بگڑنا۔

اسرارِ طلسم زندگی کیا کہیے
یہ رات کٹی تو کل کا دن بھاری ہے
(ترانہ،۱۳)

**دِن بَھرنا**

تنگی ترشی یا غم و اندوہ میں زندگی کے دن گزارنا۔

حاسد جتنے ہیں بے اجل مرتے ہیں
مَرمَر کے زندگی کے دن بھرتے ہیں
(۵/۵۶۳)

**دُند مچانا**

شور وغل مچانا، ہنگامہ آرائی کرنا۔ (دُند: ڈھول، بڑا نقارہ، شور، غل غپاڑا)۔

دنیا کی ہوا کھا کر کیا دُند مچائی تھی
بیٹھے ہو یگانہ اب کیوں بزم میں تنہا سے؟
(۹/۳۱۶)

**دنیا کی ہوا کھانا**

دنیا کی خواہش کرنا، دنیا کی طمع کرنا، زندگی بسر کرنے کے لیے جو سامان ضروری ہے، اُس کی طلب کرنا۔

دنیا کی ہوا کھا کر کیا دُند مچائی تھی
بیٹھے ہو یگانہ اب کیوں بزم میں تنہا سے؟
(۹/۳۱۶)

**دو بکھی**

دو رُخی، مبہم، ذومعنی۔

کہو وہ بات دو بکھی کہ یوں بھی ہو ووں بھی
زباں وہ کیا جو حقیقت کی پردہ دار نہیں
(۱/۴۷۲)

**دو میں تیسرا آنکھوں میں ٹھیکرا**

جب دو آدمیوں کے درمیان اجنبی شخص کی آمد ناگوار گزرے تو یہ کہاوت بولتے ہیں۔

یک جان اور دو قالب ہوں گے تو دو ہی ہوں گے
دو میں جو تیسرا ہے آنکھوں میں ٹھیکرا ہے
(۳/۴۸۹)

**دو ہاتھ ہارنا**

رشید حسن خاں لکھتے ہیں: ”یہ محاورہ (اگر ہے) تو نظر سے نہیں گزرا ... میرا خیال ہے کہ یہاں مراد جواریوں کے اُس طریقے سے ہے جس میں نئے کھلاڑی کو رجھانے اور پھنسانے کے لیے پہلے دو تین ہاتھ خود ہار جاتے ہیں اور پھر بڑا داوٴں لگوا کر سب کچھ جیت لیتے ہیں۔ (متعلقہ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ) یہ لوگ بڑے زمانہ ساز ہیں کہ دھوکا دینے میں ماہر ہیں، پہلے رجھائیں گے اور پھر کاٹ کریں گے۔ یہ محض قیاس ہے قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔“

زمانہ سازوں کی یہ سادگی و پرکاری
بڑے سیانے ہیں دو ہاتھ ہارنے والے
(۲/۴۹۱)

**دور ہونا**

بعید ہونا؛ مشکل ہونا، دشوار ہونا۔

علی کا بندہ ہو کر بندگی کی آبرو رکھ لی
یگانہ کے لیے کیا دور تھا منصور ہوجانا
(گنجینہ،۱۳)

**دونوں پلّے بھرنا**

مراد برآنا، تمنا پوری ہونا، خواہش کی تکمیل ہونا۔

اے شوقِ وصال، اے تمنائے سکوں
دونوں پلّے تو بھر گئے اب کیا ہے
(۶/۳۴۸)

**دَہ بیٹھنا**

صبر کرنا۔

کہیں کے رہتے نہ آوارگانِ بد آغاز
قدم قدم پہ خطا پائی جب، تو دَہ بیٹھے
(۲/۴۹۰)

**دُہائی کھینچنا**

مظلوموں کا فریاد کرنا، پناہ مانگنا، داد خواہی کرنا۔

دہائی کھینچنے والو، قفس سے لاگ رکھنا کیا
مبادا آگ برسے، آنچ آجائے نشیمن پر
(۴/۲۶۱)

**دید نہ شنید**

دیکھا نہ سنا، عجیب، انوکھا۔

واللہ یہ زندگی بھی ہے قابلِ دید
اک طرفہ طلسم، دید جس کی نہ شنید
(۱/۳۴۲)

**دیکھیں اونٹ کس کَل بیٹھتا ہے**

دیکھیے انجام کیا ہو، خدا معلوم کیا نتیجہ نکلے گا۔

کعبہ میں ہے شیخ بلبلاتا پھرتا
دیکھیں تو سہی یہ اونٹ کس کل بیٹھے
(ترانہ،۱۹۴)

**دیو بھگتا**

دیوتاؤں کی خدمت کرنے والا، نیک، پارسا۔

چنڈال نہیں ہے ”دیو بھگتا“ ہے کلوٹ
جو جیسا ہو ویسا اُسے لگتا ہے کلوٹ
(۱/۵۷۹)

**دیوار درمیاں**

ہمسایہ (دیوار درمیاں اُس مکان کے لیے کہتے ہیں جس کے اور دوسرے مکان کے درمیان صرف ایک دیوار حائل ہو، دیوار بیچ)

نہاں تھا خانہ دل ہی میں شاہد مقصود
جو بے نشاں تھا وہ دیوار درمیاں نکلا
(۲/۲۲۷)

**دیوانہ صفت**

پاگل کی طرح۔

پروانہ کہاں مرتے کچھڑتے پہونچے
دیوانہ صفت ہوا سے لڑتے پہونچے
(گنجینہ،۱۱۳)

**دیوانی ہنسی**

رشید حسن خاں لکھتے ہیں: ''لغت میں تو یہ نہیں ملا، مگر واضح طور پر اس سے مراد ہے ناواقف محبت اور ناآشنائے درد لوگوں کی ایسی ہنسی جو محض تمسخر کے اظہار کے لیے ہو۔ دیوانی ہانڈی میں جو نسبت ہے اَن مِل، بے جوڑ چیزوں کی، ویسی ہی نسبت ہے یہاں۔ بے دردوں کی ہنسی، بے مطلب کی بے تکی ہنسی، تحقیر و تمسخر کو ظاہر کرنے والی ہنسی۔''

ٹوٹے ہوئے دل کے نغمۂ دل کش پر
دیوانی ہنسی ہنستے ہیں ہنسنے والے
(۴/۳۹۹)

**دیوتا بنانا**

(مجازاً) خدا ماننا، اوتار یا خالق سمجھنا۔

جسے چاہا بنالیا دیوتا
بندۂ بے امام کیا کرتا
(گنجینہ،۱۱)

**دھاگا پرونا**

سوئی وغیرہ میں تاگا ڈالنا۔

پٹم کیوں نہ ہو جائے مانگے کی آنکھ
کہ عینک سے دھاگا پرویا تو کیا
(گنجینہ،۱۸)

**دَھجّیاں اُڑانا**

ذلیل کرنا، شرمندہ کرنا، بری طرح خبر لینا۔

دیوانہ بن کے میں بھی اک کام کروں
کہیے تو اڑادوں دھجیاں یاروں کی
(۲/۵۸۶)

**دَھجّیاں لینا**

پھاڑ ڈالنا، ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، پرزے پرزے کر دینا۔

یاسؔ اب تنگ آگئے اِس ملگجی پوشاک سے
جامۂ تن دھجیاں لینے کے قابل ہوگیا
(۱/۲۲۵۱)

**دِھرانا**

ڈرانا، دھمکانا، خوف زدہ کرنا۔

دنیا سے لپٹنے والے بےموت مرے
ایک ایک کو کیا دِھرا دِھرا کر مارا
(۲/۳۵۸)

**دَھگڑ**

فاحشہ عورت کا یار، آشنا (دھگّڑ بالتشدید اور دھگڑا بھی مستعمل ہے)۔

میری طرف سے بھی اِک ہاتھ، اے ترے صدقے
دھگڑ کا تاؤ خَصَم پر اُتارنے والے
(۲/۶۰۹)

**دھمک**

دل کی دھڑکن یا نبض کی ضرب۔

کچھ دردِ محبت کی کسک ہے تو سہی
ہلکی سی نبض میں دھمک ہے تو سہی
(گنجینہ،۱۷۵)

**دھوکے کی ٹٹی**

بے حقیقت، بے اصل، ناپائدار، عارضی، فریب دینے والا، مغالطے میں ڈالنے والی چیز۔

لو اب کھلا، بہار کے پردے میں تھی خزاں
دھوکے کی ٹٹی یہ چمنِ روزگار تھا
(۵/۱۱۹)

**دھیان میں آنا**

سر میں سمانا، کسی دوسرے کی بات کو قبول کرنا، ماننا۔

کِس کی آواز کان میں آئی
دُور کی بات دھیان میں آئی
(گنجینہ،۸۴)

**ڈانڈا ملنا**

ملحق ہونا، سرحدوں کا ملنا، قریبی نسبت ہونا، مماثلت ہونا (ڈنڈا: ملک کی سرحد، حد بندی کی لکیر)

یہیں سے سیر کرلو یاس اِتنی دور کیوں جاؤ
عدم آباد کا ڈانڈا ملا ہے کوئے قاتل سے
(۳/۲۸۷)

**ڈانڈگا**

آغا جان ابن یگانہ ایک جگہ (بیاض یگانہ:۳۔ورق ۵۶، الف) لکھتے ہیں: ''ڈانڈگا دکنی لفظ ہے جس کے معنی ہیں لمبا تڑنگا، موٹا تازہ۔''

اپنی ہی جماعت میں گھسیلے، کیا خوب!
دیکھا جسے ڈانڈگا، چچا کہنے لگے
(۴/۵۲۲)

**ڈر نکل جانا**

رعب جاتا رہنا، خطرے کی طرف سے نچنت ہونا، بے فکر ہونا۔

گرفتارانِ ساحل کُود پڑتے ڈر نکل جاتا
کبھی تو زیست مشکل آزماتی مرگِ آساں کو
(گنجینہ،۵۷)

**ڈگن**

بنسی۔ بانس کی لمبی اور پتلی چھڑ، ڈور اور لوہے کے کانٹے وغیرہ پر مشتمل، مچھلی کا شکار کھیلنے کا آلہ۔ اس پر مفصل بحث کے لیے دیکھیے: حاشیہ ۳۵، ترانہ۔

دل پریم کے ساگر میں بے تاب ہے کیوں
تازہ کوئی ڈگن لگی ہے شاید
(۶/۳۴۶)

**ڈُوب کر**

گہرائی سے، محو ہو کر، دل جمعی کے ساتھ۔

ڈوب کر دیکھیے تو انسان کہیں کا نہ رہے
عین حکمت ہے اگر آپ سے بیگانہ بنے
(۲/۳۰۸)

**ڈہکانا**

کسی شخص کو کوئی چیز دینے کے لیے دکھانا اور جب وہ لینے کے لیے آگے بڑھے تو اُس کو نہ دینا، ترسانا، دھوکا دینا، گمراہ کرنا۔

دیکھ کس ناز سے دنیا تجھے ڈہکاتی ہے
ہاتھ جھوٹا ترا پڑتا ہے جدھر پڑتا ہے
(۱/۵۵۴)

**ڈھی دینا**

ایک جگہ جم کر بیٹھ رہنا، جانے کا نام نہ لینا، کسی کے گھر بہت دنوں تک ٹھہرے رہنا، پڑ رہنا۔ (زیادہ تر ڈھئی بجائے ڈھی مستعمل ہے)

زمیں پہ نور کے پُتلوں نے ڈھی دی ہے
کفن ملے تو سمجھنا دھنی تھے قسمت کے
(۲/۲۹۳)

**ڈھینڈس**

لفظاً: ٹنڈا (سبزی) مجازاً: خصیہ، خایہ، بے حقیقت، بے معنی، مغلوب۔

غالبؔ غالبؔ ارے کہاں کے غالبؔ
غالبؔ کے چچا کے آگے سب ڈھینڈس ہیں
(۴/۵۳۰)

**ذات**

رشید حسن خاں لکھتے ہیں: ''یہ ذو معنی لفظ ہے ایک معنی وجود کے ہیں اور دوسرے 'جات' کی بدلی ہوئی شکل 'ذات'۔ اگرچہ یگانہ نے اسے 'وجود' کے معنوں میں استعمال کیا ہے، لیکن کوئی چاہے تو دوسرے معنی بھی مراد لے سکتا ہے۔ گویا یگانہ بدقوے تھے۔''

خدا ہی جانے یگانؔہ میں کون ہوں، کیا ہوں
خود اپنی ذات پہ شک دل میں آئے ہیں کیا کیا
(۱/۴۶۵)

**ذرا سی ٹھیس کا مہمان**

نہایت کمزور یا نازک، ٹوٹنے کے قریب۔

دل بے حوصلہ ہے اک ذرا سی ٹھیس کا مہمان
وہ آنسو کیا پئے گا جس کو غم کھانا نہیں آتا
(گنجینہ، ۲۲)

**رات بسنا**

رات گزرنا، رات بسر ہونا۔

پھولوں سے لدی ہوئی دُلہن کیا جانے
اِن تازہ گلوں پہ رات بسنے کی ہے دیر
(۴/۳۵۴)

**رات بھیگنا**

رات ڈھلنا، آدھی رات سے زیادہ ہونا۔

بھیگتی جاتی ہے رات اور ابھی صحبت ہے گرم
جام لب ریز اِسی عالم میں ہمارا ہوتا
(۸/۱۲۷)

**راگ چھیڑنا**

ذکر کرنا، کوئی قصہ یا بات کہنا۔

راگ اور کوئی چھیڑ کہ لذت بھی ملے
بیکار ہیں سب بادِ مخالف کے گِلے
(ترانہ، ۱۲۹)

**راندا جانا**

ذلیل کیا جانا، مردود ہونا۔

دولتِ عشق بھی مانگے سے کہیں ملتی ہے
ایسے ہی اہلِ ہوس رائد دیے جاتے ہیں
(۳/۴۷۳)

**راہ پر (پہ) آجانا/ آنا**

طور طریقے درست کرلینا، بد افعال کا نیک ہو جانا، نیک بننا، اصلاح قبول کرنا۔

برا ہو پائے سرکش کا کہ تھک جانا نہیں آتا
کبھی گمراہ ہو کر راہ پر آنا، نہیں آتا
(گنجینہ،۲۲)

**راہ کھوٹی کرنا / ہونا**

کام بگاڑنا، خلل انداز ہونا۔

دلِ آگاہ نے بے کار میری راہ کھوٹی کی
بہت اچھا تھا انجامِ سفر بے خبر ہونا
(۴/۲۳۳)

**رَبِّ عُلا**

بلند پایہ پروردگار۔

غیب سے پچھلے پہر آتی ہے کانوں میں صدا
اٹھو اٹھو رحمتِ ربِّ عُلا کا در کھلا
(۲/۱۱۱)

**رُت بدلنا**

حاشیہ از یگانہ: ''وحشیوں کی رُت بدل جانا، مجازاً کہا گیا ہے اور میرا تصرف ہے۔''

موسم یا فصل تبدیل ہونا، حسبِ دل خواہ حالت پیدا کرنا یا ہونا، قسمت کا راستی پر آنا یا لانا۔

نقاب اُن کا الٹنا، وحشیوں کی رُت بدل جانا
گریباں پھاڑ لینا اور صحرا کو نکل جانا
(۴/۱۳۴)

**رُت پھرنا**

حالت بدلنا، بہتر ہونا۔

رُت پھر چلی ہے آپ کے بیمارِ ہجر کی
صبحِ بہارِ حشر کے آثار دیکھ کر
(۵/۲۵۱)

**رَچنا**

سما جانا، گھل مل جانا۔

کانوں میں ہیں رچی ہوئی کیا کیا روایتیں
کب تک دماغ پر اثرِ نیک و بد نہ ہو
(۵/۵۴۸)

**رُخصت**

اجازت، منظوری۔

قفس کا در کھلا لیکن کسے ہے رخصتِ پرواز
خیالِ خام تھا، دل میں اسیروں کے جو ارماں تھا۔
(۸/۱۳۳)

**رَسان رَسان**

حاشیہ از یگانہ: ''توتا پلنگ کی ادوائن پر رسان رسان قدم رکھتا ہے ...'' (ترانہ رباعی : ۱۹۷، ص ۴۰۰)

دھیرے دھیرے، آہستہ آہستہ، چپکے چپکے۔

**رستہ چھوڑ دینا/ چھوڑنا**

راستے سے کنارے پر ہو جانا تاکہ دوسروں کے چلنے میں رکاوٹ نہ پڑے، گزرنے دینا۔

کیوں ٹھوکریں کھانے کو پڑے ہو بے کار
بڑھنا ہے بڑھو، نہیں تو رستہ چھوڑو
(گنجینہ،۱۸۵)

**رَمیدہ**

الگ، جدا، دور۔

یہ سبز باغ کا عالم، یہ رنگِ لیل و نہار
بہل ہی جائے گا دل، آپ سے رمیدہ سہی
(۷/۵۰۰)

**رُندھنا**

(۱) امنڈنا، گھرا ہونا (بادل کا)

کسی کی کیا مجال ہے جو چرخِ پیر سے لڑے
اُمنڈ رہا ہے ابرِ غم نہ جانے کب برس پڑے
رُندھا ہوا ہے چار سمت بادل انقلاب کا
(۳/۲۴۶)

(۲) افسردہ رہنا، غمگین رہنا (دل کا)

ساون میں خاک اُڑتی ہے دل ہے، رُندھا ہوا
جی چاہتا ہے گریۂ مستانہ کیجیے
(۱/۲۸۸)

**رنگ بے ڈھب ہونا**

انداز ناروا ہو جانا، روش تکلیف دہ ہو جانا۔

پھٹ پڑے دیوار و در، پردہ نہ اپنا کھل سکا
رنگ بے ڈھب ہو چلے تھے آسمانِ پیر کے
(۲/۶۰۴)

**رنگ پکڑنا**

رنگت اختیار کرنا، بارونق ہونا، پُر بہار ہونا۔

جم گئی گردِ فنا ایسی کہ چھُٹنے کی نہیں
کس غضب کا رنگ پکڑا یاس کی تصویر نے
(۲/۳۰۰)

**رنگ چڑھانا**

روپ دینا، ظاہری شکل وصورت یا لباس یا بھیس وغیرہ بنانا۔

کیا جانیں محبت نے چڑھایا کیا رنگ
عالم گلِ بے خار نظر آنے لگا
(گنجینہ،۱۲۸)

**رنگ کھُلنا**

زیب دینا، نکھرنا۔

اشکِ خوں سے زرد چہرے پر ہے کیا طُرفہ بہار
دیکھیے رنگِ جنوں کیسا مرے مُنھ پر کھُلا
(۷/۱۱۲)

**رنگین نظری**

خوش نگاہی۔

اللہ ری تصور کی یہ رنگیں نظری
غربت میں بھی دل جلوں کی کھیتی ہے ہری
(گنجینہ،۱۴۵)

**روپ دھارنا**

صورت یا ہیئت کا بدل لینا، کسی شکل یا انداز میں نمودار ہونا، بھیس بدلنا۔

حُسنِ یگانہ اللہ اللہ
یہ بھیس بدلے یہ روپ دھارے
(گنجینہ،۸۷)

**روشنیِ طبع**

(کنایتہً) تیز فہمی، ذہانت، طبّاعی، فراست۔

ہائے یہ روشنیٔ طبع، اُف یہ بلائے رنگ و بُو
چشمِ ہوس پرست نے پھر سے جواں بنا دیا
(گنجینہ،۲)

**رونا**

(رو رو کر) بیان کرنا، ذکر کرنا، اظہار کرنا۔

کیا کوئی پوچھنے والا بھی اب اپنا نہ رہا
دردِ دل رونے لگے پاس جو بیگانوں سے
(گنجینہ،۲۳)

**روش**

اسلوب، طرز، طریق، طور۔

روشِ خامۂ قسمت کبھی ہموار نہیں
گردشِ بختِ سیہ گردشِ پرکار نہیں
(۳/۲۷۳)

**رویا**

خواب۔

عالم رویا میں اپنے پاس آیا ہے کوئی
او دلِ وحشی ٹھہر، یہ وقتِ بیداری ہے
(۷/۱۴۲)

**رَہا جانا**

کسی بات کے کرنے یا نہ کرنے کی برداشت ہونا، ضبط ہونا۔

کرشن کا ہوں پجاری علی کا بندہ ہوں
یگانہ شانِ خدا دیکھ کر رہا نہ گیا
(گنجینہ،۱۰)

**ریز کرنا**

اظہار کرنا، ہونٹوں کا جنبش کرنا، وعظ کرنا، بولنا۔

منبر پہ جناب جب کبھی ریز کریں
جو بات کریں مضحکہ انگیز کریں
(۱/۳۹۷)

**زبانِ حال**

ظاہری حالت یا صورت جس کے بغیر کہے اندر کا حال معلوم ہو، ہیئت ظاہری۔

کہاں تلک دلِ غم ناک پردہ دار رہے
زبانِ حال پر جب کچھ نہ اختیار رہے
(گنجینہ،۸۲)

**زبان میں کانٹے پڑنا**

زبان اس حد تک خشک اور کھردری ہو جانا کہ بولنے کی سکت نہ رہے۔

کوئی اتنا بھی نہیں آپ سے غیبت ہی کرے
کانٹے پڑتے ہیں زباں میں مرے افسانے سے
(۲/۱۵۷)

**زحمتِ نظری**

وہ تکلیف جو تلاش میں نظر نے اُٹھائی۔

یہ بلائے حُسن کہاں نہیں مگر اپنے واسطے قحط حسن
تمھیں کیا بتائیں نظر کے ساتھ جو زحمتِ نظری رہی
(۱/۵۰۸)

**زُلال**

لفظاً: صاف، خوش گوار اور نتھرا ہوا پانی۔
متعلقہ شعر میں مراد: دُرد (تلچھٹ) کے مقابلے پر صاف شراب جو ظرف کے اوپر کے حصے میں ہوتی ہے۔

دیکھی زمیں کسی نے، پہنچا کوئی فلک پر
دُرد و زُلال سے کا ایک ایک گھونٹ پی کے
(۷/۳۲۶)

**زمانہ دیدہ**

تجربہ کار، سرد و گرم چشیدہ، جہاں دیدہ۔

قریب ہوں مگر اتنا کہ جیسے کوسوں دور
مجھے نہ دیکھ سکو گے زمانہ دیدہ سہی
(گنجینہ،۸۵)

**زمین پر پاؤں نہ پڑنا**

کنایہ ہے نہایت تیز چلنے سے۔

شوقِ منزل میں زمیں پر پاؤں تک پڑتے نہیں
حوصلے پھر کیا بڑھیں گے خارِ دامن گیر کے
(۸/۳۱۰)

**زمین پر قدم نہ رکھنا**

اترا کر چلنا، کسی سرور انگیز کیفیت کے باعث ناز و انداز سے چلنا۔

خوشی کے مارے زمیں پر قدم نہیں رکھتے
جب آئے قافلے والے قریب منزل کے
(۲/۲۹۸)

**زندہ داریِ شب**

رات بھر جاگنا۔

ہورہے گا سجدہ بھی جب کسی کی یاد آئی
یاد جانے کب آئے، زندہ داریِ شب کیا؟
(۵/۴۵۷)

**زندہ دل**

وہ شخص جس کی طبیعت میں زندگی کا ولولہ، اُمنگ اور ترنگ پائی جائے۔

اے زندہ دلانِ باغ اتنا نہ ہنسو
آنسو بھی نکل آتے ہیں ہنستے ہنستے
(ترانہ،۶۱)

**زہرخند**

وہ ہنسی جو غصے، ناگواری یا شرمندگی کے سبب ہو، زہر ملی ہوئی مسکراہٹ، تلخ ہنسی، طنزیہ مسکراہٹ یا ہنسی۔

علاج اہل خسد زہرخندِ مردانہ
ہنسی ہنسی میں تو، ان احمقوں کو ڈستا جا
(گنجینہ،۱۷)

**سات پردوں سے عیاں ہونا**

باوجود انتہائی رازداری اور چھپانے کے ظاہر ہونا۔

حُسنِ ذاتی بھی چھپائے سے کہیں چھپتا ہے
سات پردوں سے عیاں شاہدِ معنی ہوگا
(۱/۱۳۲)

**ساحِل آشنا**

ساحل تک پہنچنے والا، کنارے سے واقف، اصل سے واقف، حقیقت آشنا۔

اپنی ہستی خود ہم آغوشِ فنا ہوجائے گی
موجِ دریا آپ ساحل آشنا ہوجائے گی
(گنجینہ،۲۰،۷۲)

**سادَھنا**

سنبھالنا، قابو میں رکھنا، توازن قائم رکھنا۔

زندگی ایک ترازو ہے جو متضاد قوتوں کو سادھے ہوئے ہے۔ (نثر: ۳۳۸)

**سازوَار**

سازگار، مبارک، زیب دہ۔

برنگِ سبزۂ بیگانہ روند ڈالے فلک
مجھے، بہار بھی آئے تو سازوار نہ ہو
(۵/۱۵۴)

**سان پر چڑھنا**

"سان پر چڑھانا" کا لازم۔ دھار تیز کرنا۔

مجازاً: کسی چیز میں تیزی، حرکت اور جولانی پیدا کرنا۔

یگانہ لکھنؤ کی سیر کر آتے تو اچھا تھا!
طبیعت سان پر چڑھنے کے قابل ہوتی جاتی ہے
(۵/۵۰۰)

**سانگ لانا**

روپ دھارنا، بھیس بدلنا، بہروپ بھرنا۔

فصلِ شباب آتے ہی دیوانے بن گئے
کیا کیا نہ سانگ لاتے ہیں لوگ اِس زمانے میں
(۲/۱۴۸)

**سانتنا**

شریکِ جرم کرنا، عیب لگانا، ملوث کرنا۔

حسنِ کافر، گناہ کا پیاسا
بے گناہوں کو سانتنے والا
(۸/۴۵۴)

**سائے سے بھڑکنا**

ذرا ذرا سی بات سے ڈر جانا، وحشت زدہ ہونا۔

اپنے ہی سائے سے بھڑکتے ہو
ایسی وحشت پہ کیوں نہ آئے پیار؟
(۶/۴۶۶)

**سبحان الذی اسریٰ**

یہ قرآن مجید کی سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے ابتدائی الفاظ ہیں۔ (لفظی معنی: پاک ہے جو لے گیا ایک رات) جن سے پوری آیت کے اِس مفہوم کی طرف اشارہ ہے کہ خدا خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا (اور وہاں سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کے لیے روانہ ہوئے۔)

کجا موسیٰ، کجا مقصودِ سبحان الذی اسریٰ
رگڑ کر ایڑیاں بس رہ گئے وادیِ ایمن میں
(۹/۱۴۵)

**سبز باغ**

بے حقیقت شے، وہ موہوم امر یا شے جو بہت دل خوش کن ہو، جھوٹا وعدہ، بہلاوا، مغالطہ۔

اُمید کا سبز باغ، اے صلِ علیٰ
اِک عالمِ رنگ و بو میں گُم رہتا ہوں
(۴/۵۱۱)

**سُبک مغز**

کم عقل، بے وقوف، سنکی، خبطی۔

اربابِ خرد غم زدہ و دست بدل
ناچے ہے سُبک مغز خوشی کے مارے
(۸/۵۲۸)

**سبھاؤ**

رنگ ڈھنگ، دستور، طور طریق۔

پیاری دنیا کے چاؤ دیکھے ہیں بہت
ٹیڑھے سیدھے سبھاؤ دیکھے ہیں بہت
(۱/۳۶۸)

**سَت جُگ**

نہایت سچا زمانہ، دیوتاؤں کا زمانہ۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق دنیا کے چار مقررہ قرنوں میں سے پہلا قرن جس میں حق اور سچائی کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ کل جگ چوتھا اور آخری قرن ہے جس میں برائی کے سوا کچھ نہیں۔

کل جگ میں ہوس فضول ہے سَت جگ کی
اُلٹی گنگا بہانے والے، باز آ
(۴/۵۴۰)

**سر اُٹھا کے نکلنا**

صحیح محاورہ ''سر اٹھا کے چلنا'' ہے۔ یگانہ نے اس میں تصرف کیا ہے۔ غرور کرنا، اِترانا۔

دکھایا گورِ سکندر نے بڑھ کے آئینہ
جو سر اُٹھا کے کوئی زیرِ آسماں نکلا
(۹/۲۲۷)

**سر انجام**

اختتام، تکمیل، نتیجہ، حاصل۔

لادے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر
اب مرحلے ہیں موت ترے انتظار میں
(۶/۶۲۳)

**سر انجام کرنا**

سامان کرنا، انتظام کرنا، بندوبست کرنا۔

پروانے کرچکے تھے سرانجامِ خودکشی
فانوس آڑے آگیا، تقدیر دیکھنا
(۸/۲۲۳)

**سر پٹکنا (پٹخنا)**

نہایت کوشش کرنا، بے حد سعی کرنا۔

رات دن شوق رہائی میں کوئی سر پٹکے
کوئی زنجیر کی جھنکار سے دیوانہ بنے
(گنجینہ،۷۶)

**سر پر جن سوار ہونا**

جنوں ہونا، بلا نازل ہونا، آپے سے باہر ہونا۔

خدا کی مار، وہ ایام شوروشر گزرے
وہ جن سوار تھا سر پر کہ سر سے در گزرے
(۲/۴۹۳)

**سر پھرا دینا/ پھرانا**

دوران سر پیدا کرنا (بہت غور و فکر جستجو، محویت وغیرہ یا کسی نشہ آور چیز کے استعمال سے)۔

کانوں میں آرہی ہے کیا، دور کے ڈھول کی صدا
خواب نظر فریب نے سر تو نہیں پھرا دیا
(گنجینہ،۱۱)

**سر چڑھا لینا/ چڑھانا**

مان کرنا، چاؤ کرنا، عزت افزائی کرنا۔

قربان تیری اٹکھیلیوں کے
خود سر چڑھائے خود مار اُتارے
(گنجینہ،۸۶)

**سر دے مارنا**

کوئی چیز کسی کو غصے یا حقارت سے لوٹا دینا۔

خبطِ مذہب ہو خواہ تحفۂ کفر
جس سے پایا اوسی کے سر دے مار
(۸/۴۶۶)

**سر سے گزر جانا**

قامت سے اونچا ہو جانا، بہت بلند ہو جانا، کسی معاملے کا انتہا پر پہنچ جانا۔ اس کے ایک معنی جان کی بازی لگا دینے کے بھی ہیں۔ متعلقہ شعر میں یگانہ نے اِن معنی کی رعایت بھی ملحوظ رکھی ہے۔

اپنے سر سے بھی کسی روز گزر جائے گا
آبِ شمشیر کو قاتل جو یہی جوش رہا
(۲/۱۱۶)

**سرکشیدہ**

اونچا، بلند؛ (کنایۃً) مغرور، مفتخر۔

ہوا جو بگڑی تو ٹھنڈا ہی کر کے چھوڑے گی

ہزار مشعلۂ بے باک سرکشیدہ سہی

(گنجینہ، ۸۵)

**سر کی بلا ٹلنا**

مصیبت سے بچنا، متوقع تکلیف سے بچ جانا۔

کہاں تک پردۂ فانوس سے سر کی بلا ٹلتی

ازل سے لاگ تھی بادِ فنا کو شمعِ محفل سے

(۲/۲۸۷)

**سر کے بَھل (بَل)**

ذوق و شوق سے، ادب و تعظیم سے، تابع داری اور مجبوری سے۔

پاسِ ادب سے جاتے ہیں اب یاسؔ سر کے بھل

شاید کہ آستانۂ دلبر قریب ہے

(۸/۱۵۶)

**سر میں ہوا بھرنا**

سودا سمانا، دُھن سوار ہونا، شوق کا حد سے بڑھ جانا۔

ہوس ہے سلسلہ جنبانِ سعیِ لاحاصل

بھری ہے سر میں ہوا قسمت آزمانے کی

(۹/۳۱۲)

**سعید الدارَین**

دونوں جہانوں (دارَین) کا نیک بخت اور خوش کردار (سعید)

انساں وہی انساں ہے سعیدالدارین

دُکھ درد پہ اَوروں کے جو ہو خود بے چین

(۳/۵۴۳)

**سَلاسِل**

بطور واحد: زنجیر، بیڑی۔

زنجیر سے ہونے کا نہیں دل بھاری

ہوں پاؤں میں کتنی ہی سلاسل بھاری

(گنجینہ، ۹۹)

**سلسلہ چِھڑنا**

کسی بات یا کام کا آغاز ہونا، ابتدا ہونا۔

سلسلہ چھڑ گیا جب یاس کے افسانے کا

شمع گل ہوگئی دِل بجھ گیا پروانے کا

(گنجینہ، ۱۹)

**سمجھ کا پھیر**

ناسمجھی، کم عقلی، نادانی۔

کوئی ضد تھی یا سمجھ کا پھیر تھا

مَن گئے وہ، میں نے جب اُلٹی کہی

(۴/۲۸۸)

**سَمَے**

وقت، زمانہ۔

کون ٹھہرے سَمے کے دھارے پر

کوہ کیا اور کیا خس و خاشاک

(۴/۴۲۶)

**سمے کی بلہاری**

نیرنگیِ زمانہ (سمے: زمانہ۔ بلہاری: نچھاور، تصدق، قربان، نذر) رشید حسن خاں لکھتے ہیں: ''مفہوم اس کا واضح ہے جسے اردو میں کہیں گے، وقت پڑے کی بات ہے، وقت ہی ایسا آ گیا ہے کہ یہی ہونا تھا۔ یگانہ نے خاص طور پر اسی مفہوم میں نظم کیا ہے۔ مجھے بہت تعجب ہے کہ کیسا عمدہ ٹکڑا ہے جو لغت سے غیر حاضر رہا ہے۔''

آنکھیں ہیں مگر حسنِ نظر سے خالی
اندھیر ہے یا سمے کی بلہاری ہے
(۲/۳۳۲)

**سنّاٹے میں آنا**

حیرت زدہ ہو جانا، ہکا بکا رہ جانا، ڈر جانا، سہم جانا۔

مسندِ آتشِ مغفور مبارک ہو یاسؔ
آئے سناٹے میں غالبؔ ترے افسانے سے
(۲/۱۵۹)

**سُناتی**

موت کی خبر (عموماً ''سناونی'' کہتے ہیں)

جا پہنچے یگانہؔ کون سے عالم میں
چُپ لگ گئی کیوں دل کی سُناتی سُن کر
(۲/۳۶۴)

**سنگوانا**

(''منگوانا'' کا قافیہ) حاصل کرنا۔

نخاس سے خلعت کوئی منگوا لیتا
یا چوک سے جوڑا کوئی سنگوا لیتا
(۵/۳۹۵)

**سَننا**

آلودہ ہونا، ملوث ہونا، موردِ الزام ٹھہرایا جانا۔

مرا پاؤں پھسلا تو پروا نہیں
مگر تم مرے ساتھ ناحق سنے
(۷/۵۴۵)

**سَنوار**

(عور) بناؤ، درستی، اصلاح (مجازاً) رحمت، مہربانی (بگاڑ اور مار کے بالمقابل)۔

جاگتا خواب دیکھیے کب تک
چشمِ اُمید پر خُدا کی سنوار
(گنجینہ، ۳۴)

**سواد**

ذائقہ، مزہ، لذت، لطافت۔

سُکھ میں جو سواد ہے تو دُکھ کے دم سے
سُکھ ہی سُکھ ہو تو پھر اَجیرن ہو جائے
(۶/۳۸۵)

**سوادِ منزل**

منزل کی حدود، منزل کا نشان، شہر یا منزل کے آثار۔ (سواد: سیاہی۔ شہر یا منزل کے آثار ذرا فاصلے سے اِس طرح نظر آتے ہیں جیسے فضا میں سیاہی سی ہو۔)

دھواں سا جب نظر آیا سوادِ منزل کا
نگاہِ شوق سے آگے تھا کارواں دل کا
(۳/۲۲۳)

**سواری بولنا**

سواری کی آمد کا اعلان کرنا۔ پرانے زمانے میں دستور تھا کہ جب سواری اپنی منزل پر پہنچتی تو کہار آواز لگاتے سواری اُتر والو۔ سواری بولنا سے یہی اعلان مراد ہے۔

سواری بولنے والا، نہ کوئی نوحہ خواں اپنا
اجل کیا آئی جیسے بے بلایا میہماں آئے
(۴/۳۱۵)

**سوتا سنسار**

خاموشی اور اُجاڑپن، بالخصوص رات کے سنسان ہونے کی کیفیت۔

سوتا سنسار، سُننے والا بیدار
اپنی بیتی سُنالو، پھر سو لینا
(۲/۳۳۵)

**سُوکھا جواب**

صاف انکار، واضح انکار، مایوس کن جواب۔

کیا عبدِ وفادار بنے تھے مرزا
کیسا سُوکھا ملا قصیدے کا جواب
(۶/۵۳۴)

**سیّاں**

حاشیہ از یگانہ: لکھنؤ کا مشہور شہدا مگر صاحب ایمان۔

مجھ کو یگانہ سنگِ ملامت کا خوف کیا
میں تو وہ پاک شہدا ہوں سیّاں کہیں جسے
(۳/۵۷۷)

**سَیر دیکھنا**

لطف اُٹھانا، نظارہ کرنا، محظوظ ہونا۔

اُڑتے ہیں ہوش گردشِ لیل و نہار دیکھ کر
آج وہی قفس ہے پھر سیرِ بہار دیکھ کر
(۶/۱۳۹)

**شادی مرگ**

وہ موت جو کسی غیرمتوقع اور غیرمعمولی خوشی کے سبب واقع ہو۔

خوشی سے ہوگئے بدخواہ میرے شادیٔ مرگ
کفن پہن کے جو میں گھر سے ناگہاں نکلا
(۷/۲۲۷)

**شامِ غریباں**

مصیبت و بے کسی کی شام، وہ شام جو وطن سے دور عالمِ بے کسی میں آئے۔

گلشنِ دہر میں راحت بھی ہے اور رنج بھی ہے
دیتی ہے صبحِ وطن شامِ غریباں کی خبر
(۵/۱۳۸)

**شب چراغ**

رات کو چراغ کی طرح چمکنے والا قیمتی لعل یا موتی۔

دلیلِ راہ، دلِ شبِ چراغ تھا تنہا
بلند و پست میں گزری ہے جستجو کرتے
(۴/۳۰۲)

**شُدنی**

ہونے والا امر، ہونے والی بات۔

معلوم ہے فرہاد پہ جو کچھ گزری
ٹل جائے قیامت، شُدنی کیا ٹلتی
(۴/۳۵۶)

**شعبدہ کاری**

شعبدہ بازی؛ چالاکی، عیاری؛ کرتب دکھانا، نظر بندی۔

صیاد ازل کی شعبدہ کاری ہے
آزادی کیا عین گرفتاری ہے
(گنجینہ،۱۰۷)

**شکنجے میں کسنا**

گرفت میں لینا، پکڑنا، جکڑنا، پھانسنا۔

دنیا نے جسے اپنے شکنجے میں کسا
چھوٹا نہ کبھی موت کے پنجے میں پھنسا
(ترانہ،۷۲)

**شیرازی**

ایک قسم کا گول مٹول کبوتر جس کا قد اور سر بڑا، سینہ چوڑا اور آنکھیں بڑی بڑی ہوتی ہیں۔ پیٹ سفید اور باقی جسم عنابی یا لاکھی ہوتا ہے۔

دنیائے ادب کی ایسی کایا پلٹی
کالا کوّا بھی بن گیا شیرازی
(۱/۴۸۱)

**صاحبی**

حکومت، سرداری، شان و شوکت۔

پھر میری بندگی نہ یگانہ کی صاحبی
صاحب وہ کیا جو بندے سے اپنے دعا کرے؟
(۷/۴۹۵)

**صاد**

انتخاب، پسندیدگی، منظوری، پسند کیے جانے کا نشان۔
حاشیہ از یگانہ: "ایک پہ بھی صاد نہیں، ایک بھی قابل انتخاب نہیں۔"

چشمِ عبرت میں کوئی خاک کا پُتلا نہ جچا
سب کے سب ہیں نظری، ایک پہ بھی صاد نہیں
(۷/۴۱۴)

**صَلوات بھیجنا**

ترک کرنا، نظر انداز کرنا۔

بہارِ عمرِ گزشتہ پہ بھیجیے صلوات
خزاں میں ذکرِ خزاں حسبِ حال ہوتا ہے
(۸/۲۸۹)

**صَواب**

درست، صحیح۔

پکارنے سے کام ہے پکارتا ہوں بار بار
دیارِ حُسن میں ہو یاسؔ کیوں کوئی اُمیدوار
جوابِ باصواب یا جوابِ صواب کا
(۶/۲۴۷)

**صُورت پکڑنا**

شکل اختیار کرنا، وقوع میں آنا۔

جذبۂ شوق نے جب عشق کی صورت پکڑی
پھر مٹائے نہ مٹا، لاکھ مٹانا چاہا
(۵/۲۳۶)

**صُورت حرام**

وہ چیز جو دیکھنے میں اچھی ہو مگر باطن میں خراب۔

مجھ سے معنی شناس پر جادو
حسنِ صورت حرام کیا کرتا
(۸/۴۵۸)

**صُورت گر**

تصویر بنانے یا کھینچنے والا، مصور، نقاش.

جذبۂ صادق ہے اِک صورت گرِ نازک خیال
جلوہ گاہِ دل، مرقعِ یار کی محفل کا ہے
(۵/۲۹۰)

**طاق ہو رہنا**

یاد نہ آنا، تعلق نہ رہنا، بالکل بھلا دیا جانا۔

کیسا قرآں اور کہاں کا ایمان
ایمان رہا طاق پہ قرآن کے ساتھ
(گنجینہ،۱۵۲)

**طبیعت ہری رہنا**

دل خوش ہونا۔

کوئی چشمِ شوق کے سامنے ہو تو سوجھتی ہے نئی نئی
ترے دم قدم بہار تھی کہ طبیعت اپنی ہری رہی
(۲/۵۰۸)

**طلسم بندی**

جادوگری، کسی کو جادو کے اثر میں لانا۔

آنکھیں دکھاتے ہیں حباب چشمِ ہوس کو بار بار
محوِ طلسم بندیِ نقش و نگار دیکھ کر
(۲/۱۴۱)

**طوفان آزمائی**

(کنایۃً) طوفان سے لڑنا ؛ کسی بڑی مصیبت کا حوصلے کے ساتھ سامنا کرنا۔

ناخدا کچھ زورِ طوفاں آزمائی بھی دکھا
فکرِ ساحل چھوڑ لنگر ڈال دے منجدھار میں
(گنجینہ،۴۷)

**طوفان شِکن**

طوفان کو روکنے والا ؛ شکست دینے والا ؛ طاقت ور، نہایت مضبوط، (کنایۃً) بہت حوصلہ مند۔

دلِ طوفاں شکن تنہا جو آگے تھا سو اب بھی ہے
بہت طوفان ٹھنڈے پڑ گئے ٹکرا کے ساحل سے
(گنجینہ،۶۰)

**طوق غُلامی**

وہ طوق جو غلام کے گلے میں غلامی کی علامت بنا کے ڈالا جائے۔

پہنا دیا ہے طوقِ غلامی تو ایک دن
میری طرف بھی مالکِ تقدیر دیکھنا
(گنجینہ،۲۳)

**عالمِ ایجاد**

مراد: دنیا، جہان۔

جب عالمِ ایجاد نے صورت پکڑی
مجموعۂ اضداد نے صورت پکڑی
(ترانہ،۲۱)

**عالی گوہر**

عالی خاندان، اعلیٰ نسب والا۔

ہوگا کوئی شریف عالی گوہر
میں تو نہ شریف ہوں نہ اعلیٰ افسر
(۱/۵۸۳)

**عبد**

بندہ، غلام، تابع دار، خدمت گزار۔

کیا عبدِ وفادار بنے تھے مرزا
کیسا سُوکھا ملا قصیدے کا جواب
(۶/۵۳۴)

**عَربدہ جُو**

جھگڑالو، جنگ جُو، بدخصلت۔

آنکھ اپنی چرخِ عربدہ جُو سے لڑی رہی
اٹکا نہ دل زمانۂ بے اعتبار سے
(۵/۳۰۳)

**عَرصہ**

میدان۔

عرصۂ قیدِ حیات اب وحشیوں پر تنگ ہے
چار دیوارِ عناصر ل کے زنداں ہوگئیں
(۲/۱۵۴)

**عرصہ تنگ ہونا**

مصیبت میں مبتلا ہونا، عاجز ہونا، ناچار ہونا، پریشان ہونا، جان ضیق میں پڑنا۔

اُس نگاہِ رسا کو کیا کہیے
جس پہ ہو عَرصۂ دو عالم تنگ
(۶/۴۶۹)

**عَقرب**

بچھو۔ (کنایۃً) جھگڑالو۔

پڑ چکے بہت پالے، ڈس چکے بہت کالے
مُوذیوں کے مُوذی کو فکرِ نیشِ عقرب کیا
(۸/۴۵۷)

**عقل کا اندھا**

احمق، بے وقوف، نادان۔

ان عقل کے اندھوں پہ خدا رحم کرے
آنکھیں دو دو مگر نظر سے خالی
(۲/۳۸۴)

**عکس اُترنا**

عکس اتارنا کا لازم۔

بن پڑے تو یگانہ بن کر دیکھ
عکس کوئی اتر سکے تو اُتار
(گنجینہ،۳۵)

**علم مُذبذَب**

ایسا علم جو یقین نہ بخش سکے، شک پیدا کرے۔

ہے اور بھی ایک راہ، مذہب کے سوا
منطق کے سوا، علمِ مذبذب کے سوا
(۳/۳۴۴)

**عید پیچھے ٹر**

کسی کام کو بے محل یا وقت نکل جانے کے بعد کرنے کو کہتے ہیں۔

اب تک تازہ ہے یادِ ایامِ شباب
اپنے لیے عید پیچھے ٹر کیا کم ہے
(۴/۳۴۹)

**عیش پرست**

بہت عیش کرنے والا ، عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے والا۔

لو دیکھ لو اب عیش پرستوں کی دسا
مُردے دیکھے نہ ہوں گے چلتے پھرتے
(گنجینہ،۱۱۹)

**عَین الیقین**

کسی امر کی کیفیت اور ماہیت جان لینے کے بعد اُس کیفیت و ماہیت کا مشاہدہ۔علم الیقین کے بعد کا درجہ۔

دولتِ دیدار نے آنکھوں کو روشن کر دیا
مرتبہ عینُ الیقین کا آج حاصل ہو گیا
(۵/۶۲۲)

**غبار آلود/ آلودہ**

گرد میں بھرا ہوا، خاک میں اٹا ہوا، دھندلا، غیر مصفا، میلا۔

پیراہن تن ہے گو غبار آلودہ
ہے دامنِ دل مگر بہار آلودہ
(گنجینہ،۱۲۱)

**غُبارِ خاطر**

دل کی کدورت، رنج، ملال۔

باقی ہو دماغ میں اگر بوئے اُمید
پیراہنِ جاں غبارِ خاطر کیوں ہو
(۲/۳۳۹)

**غش ہونا**

ہوش وحواس برقرار نہ رہنا، بے ہوش ہونا۔

روز ازل سے منزل سودا ہو جس کا سر
وہ کیوں نہ غش ہو سنگِ درِ یار دیکھ کر
(گنجینہ،۳۷)

**غَلبچی**

غالب کے مقلدوں اور طرف داروں کے لیے یگانہ نے تحقیراً یہ اصطلاح وضع کی ہے۔

یہ زور قلم ملا ہے کس دن کے لیے؟
مارو مارو غلبچیوں کو مارو
(۴/۵۳۷)

**غم کھانا**

ضبط کرنا، صبر سے کام لینا۔

دلِ بے حوصلہ ہے اک ذرا سی ٹھیس کا مہماں
وہ آنسو کیا پیے گا جس کو غم کھانا نہیں آتا
(گنجینہ،۲۲)

**غول**

چھلاوا، بھوت، دیو۔(کنایتہً) گمراہ کرنے والا۔

ظاہر میں خضر صورت، باطن میں غول سیرت
زاہد بھی آدمی ہے یا بھیس میں کسی کے
(۵/۳۲۶)

**فاختہ اُڑانا**

عیش کرنا، مزے کرنا، فضول کام کرنا۔

پیدا ہوئے فاختہ اڑانے کے لیے
دولت ہاتھ آئی ہے لٹانے کے لیے
(۷/۵۸۹)

**فانُوس**

بلور یا شیشے کا بنا ہوا شمع پوش جس میں پرانے زمانے میں شمع روشن کرتے تھے۔اُسے باریک کپڑے اور کاغذ سے بھی منڈھا جاتا تھا اور یہ پنجرے کی شکل کا ہوتا تھا۔قندیل۔

اور پردے کی ملاقات کرے گی اندھیر
شمع کیوں چھپتی ہے فانوس میں پروانے سے
(٦/١٥٨)

**فرد**

وہ کاغذ جس پر حساب کتاب درج کیا جاتا ہے۔ گوشوارہ۔(مراداً) فردِ عمل، گناہوں کی فہرست۔

یاس سر سے پاؤں تک اُمید ہی اُمید تھے
فرد جب تک ہاتھ میں تھی کاتب تقدیر کے
(٣/٣١١)

**فیہ**

عیب، نقص، برائی (اِن معنی میں ''فی'' زیادہ مروج ہے جو فیہ کی مختصر صورت ہے۔)

نفس سے گفتگوئے صلح، جنگ خلاف مصلحت
کوئی نہ کوئی فیہ ہے عقل زمانہ ساز میں
(٨/٢٦٢)

**قاضی کی گدھی بھگانا**

قاضی شرعی فیصلے کرنے والا جج ہوتا ہے جو مجرموں کو سزا کو دیتا ہے۔ اس کے ہاں چوری کرنے کے لیے انتہائی دلیری اور بے باکی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مراد: بے باکی سے جرم کرنا۔ ''قاضی کی گدھی چرانا'' بھی ملتا ہے۔

کیوں ہر کس و ناکس ہے یگانہ دشمن؟
قاضی کی گدھی کوئی بھگائی تو نہیں
(٤/٤٧٦)

**قالبِ خاکی**

آدمی کا جسم، جسمِ انسانی۔

قالب خاکی کہاں تک ساتھ دے گا روح کا
وقت آجانے دو اِک دن امتحاں ہو جائے گا
(٥/١٣٠)

**قدم جھوٹا پڑنا**

''ہاتھ جھوٹا پڑنا'' کے قیاس پر یگانہ نے یہ محاورہ بنایا ہے۔ مراد: قدم غلط پڑنا، ابتدا ہی میں غلط راستے پر چل نکلنا۔

آپ سے باہر چلے ہو ڈھونڈنے
آہ پہلا ہی قدم جھوٹا پڑا
(٤/٤٦١)

**قدم چُومنا**

فضیلت یا عظمت کا اعتراف کرنا۔

خوشی میں اپنے قدم چوم لوں تو زیبا ہے
وہ لغزشوں پہ مری مسکرائے ہیں کیا کیا
(٩/٤٦٤)

**قدم مارنا**

قدم رکھنا، کسی کام میں پڑنا۔

مبارک ہو مبارک ہو، ساحل رحمت پہ دم لینا
قدم مارا تو ڈر کیا، پیر جا دریائے عصیاں کو
(٩/٢٨٢)

**قفسِ گِل**

قفسِ عنصری، قالب خاکی، جسم انسانی۔

بعد فنا بھی ہے دل بے جاں شریک حال
خالی کبھی مرا قفس گل نہیں رہا
(١/٦٢٤)

**قلم لگنا**

پیوند کاری۔ کسی پودے میں دوسرے پودے کی ٹہنی لگانا۔

وطن سے چھوٹ کے غربت میں دل لگے کیوں کر
یہ وہ نہال ہے جس کی قلم کبھی نہ لگے
(٦/٥٥٤)

**کالا**

سیاہ رنگ کا سانپ، کوبرا۔

پڑ چکے بہت پالے، ڈس چکے بہت کالے
موذیوں کے موذی کو فکر نیش عقرب کیا
(٨/٤٥٧)

**کالے کوس روشن ہونا**

دُور و دراز کا فاصلہ طے ہونا۔

قیامت تک یہ کالے کوس روشن ہو نہیں سکتے
عبث ہے ہم رکاب کافر و دیں دار ہو جانا
(٣/٢٤١)

**کان بجنا**

ایسی آواز یا بات سنائی دینا جس کی کوئی اصل نہ ہو، بغیر کسی کے پکارے یا بلا کسی آہٹ کے کانوں میں خواہ مخواہ سنائی دینا۔

کوئی طوفان آیا یا ہمارے کان بجتے ہیں
ذرا اے بندگانِ ناخدا، ہشیار ہو جانا
(٨/٢٤١)

**کان کھلنا**

متنبہ ہونا، عبرت پکڑنا۔

کبھی حقیقت فردا سنو تو کان کھلیں
ندائے دل ہے کوئی دور کی پکار نہیں
(٣/٤٧٢)

**کانوں پر ہاتھ رکھنا**

کسی کے شر سے پناہ مانگنا، بیزاری کا اظہار کرنا۔

آج وہ کیوں زیر خاک سوتے ہیں آرام سے
کانوں پہ رکھتے تھے ہاتھ جو موت کے نام سے
(١/٥٦٩)

**کجلی بن**

وہ جنگل جہاں بہت سے ہاتھی ہوں یا ہاتھیوں کے رہنے کا جنگل۔(اصل میں ''گجلی بن''۔''گج'' ہندی میں ہاتھی کو کہتے ہیں)۔

آندھی اُٹھ کر پہاڑ کے دامن سے
ہاتھی کو اُڑا لے گئی کجلی بن سے
(٣/٥٢٦)

**کچ رس**

جو کچا یا خام رہ گیا، ناپختہ۔

شاعر تو ہیں بہتیرے مگر پھُھس ہیں
کچھ ان میں ہیں خام جوش کچھ کچ رس ہیں
(٣/٥٣٠)

**کچھ دیر کا/کی مہمان ہونا**

قریب المرگ ہونا؛ چند دنوں یا لمحوں کی زندگی ہونا۔

کچھ دیر کی مہمان ہے جاتی دنیا
ایک اور گنہ کرلوں کہ توبہ کرلوں
(گنجینہ، ١٧٦)

**کدّو پھوڑنا**

سر پھوڑنا، حاشیہ از یگانہ: ''اہل زبان محاورے میں سر کو مزاح کی راہ سے کدو بھی کہتے ہیں۔''

ٹیڑھے مرزا نے پہلے رشتہ جوڑا
پھر گومتی والوں ہی کا کدو پھوڑا
(۵/۵۴۱)

**کِرکِری**

بے مزہ ، بے لطف ۔

الگ تھلگ کی ملاقات کرکری کیوں ہو
کھلے تو عشق کھلے، دل لگی کھلے کیوں کر
(۵/۴۶۷)

**کَرنی**

فعل ، کام ، کرتوت ، ناشایستہ حرکت۔

خدا بخش دے میں نہ بخشوں کبھی
یزید اپنی کرنی پہ رویا تو کیا
(۱۰/۴۵۹)

**کرنی کسی کی بھرنی کسی کی**

اُس موقع پر بولتے ہیں جب قصور کسی اور کا ہو اور اُس کی سزا کسی اور کو ملے یا کسی کا برا عمل کسی اور سے منسوب کیا جائے ۔

کرنی کسی کی، بھرنی کسی کی
بے موت مرنا غیرت کے مارے
(۳/۴۸۷)

**کَروَٹ**

ہر جانب ، کُلّی طور پر، طرف ، پوری طرح ، ہر طرح۔

کروٹ کروٹ ہے لہلہاتی جنت
جب تک ہے ہوائے لکھنؤ سر میں بھری
(گنجینہ،۱۴۵)

**کروٹ نہ لینا**

خبر نہ لینا ، توجہ نہ کرنا ، دھیان نہ دینا۔

اُس طرف سات آسماں اور اِس طرف اِک ناتواں
تم نے کروٹ تک نہ لی دنیا کو برہم دیکھ کر
(۲/۲۵۴)

**کُڑھنا کھپنا**

جی جلانا ، دل سوزی کرنا ، رنج و غم میں تحلیل ہونا۔

ارباب وفا ہیں کڑھنے کھپنے کے لیے
اندر اندر سلگنے تپنے کے لیے
(۱/۵۱۴)

**کَس بَل**

زور ، طاقت ، قوت ۔ (کس اور بل ، دونوں کے الگ الگ معنی بھی یہی ہیں)۔

نشہ ہے نشہ، کس بل ہے کس بل
کس بل کے آگے اِک سنسنی کیا
(۲/۴۶۳)

**کَل پہ ہونا**

ڈھب ، طور ، طرح پر ہونا۔

کس کل پہ ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا
قالب میں روح کو ہے یہ کیوں کر لیے ہوے
(۶/۱۷۹)

**کَل جُگ**

دیکھیے: ست جگ۔

کل جگ میں ہوس فضول ہے ست جگ کی
اُلٹی گنگا بہانے والے، باز آ
(۴/۵۴۰)

**کلاہ ٹیڑھی ہونا**

کج کلاہی، بانک پن اور بے نیازی کا اظہار ہونا۔

شاہوں سے مری کلاہ ٹیڑھی ہی رہی
بدمغزوں سے رسم و راہ ٹیڑھی ہی رہی
(۳/۳۹۸)

**کَلوٹ**

کلوٹا، بہت کالے رنگ کا، سیاہ فام (کلوٹا میں واؤ معروف ہے کلوٹ میں واؤ مجہول)۔

چنڈال نہیں ہے ''دیو بھگتا'' ہے کلوٹ
جو جیسا ہو ویسا اُسے لگتا ہے کلوٹ
(۱/۵۷۹)

**کلیاں پھوٹنا**

پرندوں کے چوزوں کی کھال پر چھوٹے چھوٹے پر نمایاں ہونا۔

کلیاں بھی نہ پھوٹیں پر پرواز کجا
کِس بَل پہ کوئی جنم لنڈورا اُڑتا
(۲/۳۹۶)

**کم سے کم**

کم از کم، بہت تھوڑا، کمی کے آخری درجے تک، اتنا تو۔

مخمور سے شباب ہو لینا تھا
کم سے کم ایک نیند سو لینا تھا
(ترانہ،۵۶)

**کمل**

کمبل۔

آرام سے سوتا ہے کوئی کمل میں
منگل کوئی گاتا ہے پڑا جنگل میں
(گنجینہ،۱۳۵)

**کناره کرنا**

علیحدگی یا دوری اختیار کرنا، چلا جانا، رخصت ہوجانا۔

ہر گام پہ استخارہ کرتے نہ بنی
تھی دل سے لگی کنارہ کرتے نہ بنی
(گنجینہ،۹۹)

**کنج مرقد**

قبر کا گوشہ۔

کجا صحن عالم کجا کنج مرقد
بسر کر رہے ہیں بسر کرنے والے
(گنجینہ،۸۹)

**کنواڑ**

کواڑ۔

پھر بند نہ ہوجائے کہیں دل کا کنواڑ
ایسے میں سویرا ہے آنا ہے تو آجا
(گنجینہ،۱۰۵)

**کنول ٹھنڈا ہونا**

کنول کا بجھنا، کنول میں روشن ہونے والی شمع کا بجھنا (کنول شیشے کا ایک ظرف جس میں شمع روشن کرتے ہیں۔ فانوس کی ایک قسم، کنول یا کھلے ہوئے پھول سے مشابہ ایک فانوس جس میں موم بتی روشن کی جاتی ہے۔)

صبح پیری نے کیا دل کے کنول کو ٹھنڈا
آئنہ خانے پہ عالم ہے سیہ خانے کا
(۷/۵۹۹)

**کُنویں میں گرانا**

مصیبت میں ڈالنا۔

فریب بانگ جرس کیا عجب کنویں میں گرائے
صلاح ٹھہری ہے اب دل سے بیٹھ جانے کی
(۸/۳۱۱)

**کنّے ٹھس**

وہ کنکوا جس کے کنوں (اوپر نیچے کے حصوں) میں توازن نہ ہو۔

اڑتے ہیں مگر اڑ نہیں سکتے واللہ
غالب کے ایسے کنے ٹھس کم ہوں گے
(۸/۵۳۲)

**کوّا کان لے گیا**

جھوٹی بات کو بے تحقیق مان لینے کے موقع پر بولتے ہیں ۔ کوّا کان لے گیا ، سن کر کان کو نہیں دیکھتے ، کوے کے پیچھے دوڑتے ہیں۔

غالب کے پٹیت، دشمن جان ادب
وہ کان لیے جاتا ہے کوا، وہ دیکھ!
(۸/۵۳۱)

**کُوچے کٹوانا**

"کوچے کاٹنے" کا لازم ۔ دونوں پیر ایڑی کے اوپر سے کاٹنا ، مراد: جہاں بیٹھے وہیں بیٹھے رہنا۔ کسی جگہ جم کر بیٹھ جانا اور اٹھنے کا نام نہ لینا۔ یہ لفظ کئی طرح سے مستعمل ہے: کونچے ، کوچیں ، کونچیں ۔

کوچے کٹوا کے سرِراہ گزر بیٹھا ہوں
خاک اُڑانے سے میں اے قیس اسے آساں سمجھا
(۲/۱۲۳)

**کوہکنی**

پہاڑ کاٹنا۔

مردوں کو یہ دنیائے دنی کیا چھلتی
سر پھوڑ چلے کوہکنی کیا چلتی
(ترانہ،۶۸)

**کَہگِل**

بھوسا ملی ہوئی مٹی جو بارش سے محفوظ رکھنے کے لیے دیوار اور چھت پر لگائی جاتی ہے۔ (کاہ = گھاس۔ گِل = مٹی)

بوسیدہ عمارت پہ کہاں تک کہگل
سودائے عمل ہے یہ کہ فکر باطل؟
(۷/۵۲۱)

**کہیے**

یوں سمجھیے کہ۔

حرارہ لاچکا تھا حسن، کہیے خیریت گزری
مجھے ٹھنڈا سمجھ کر جوش کا کافور ہوجانا
(گنجینہ،۱۳)

**کھانڈا**

تلوار کی ایک قسم جو سیدھی اور دورخی ہوتی ہے ، اس کی نوک مثلث نما ہوتی ہے ۔ قصائی کا بغدا۔

تلوار سے مطلب ہے نہ کھانڈے سے غرض
مومن سے سروکار نہ ٹانڈے سے غرض
(۷/۵۳۵)

**کھَبنا**

(ا) زیب دینا ، موزوں ہونا ، چِنا (ان معنوں میں عام طور پر "کھبنا" مستعمل ہے مگر یگانہ نے "کھپنا" لکھا ہے۔)

تصویرِ یگانہ آپ بول اُٹھے گی
ہاں ایسے ہی منھ پہ بانکپن کھپتا ہے
(۲/۳۸۰)

(۲) گھلنا، برا حال ہونا، رنج و غم میں تحلیل ہونا، شرمانا، پشیمان ہونا۔

اندر ہی اندر کیوں کھپ رہے ہو
کر بیٹھے کوئی ناکردنی کیا
(۵/۴۶۳)

**کھسیانی ہنسی ہنسنا**

زبردستی ہنسنا، دکھاوے کے لیے ہنسنا، خفت مٹانے کے لیے ہنسنا۔

کھسیانی ہنسی ہنس کے کرو دل خالی
صورت ہی بنالو ہنسنے والوں کی طرح
(۶/۳۹۸)

**کھُلے خزانے**

علی الاعلان، کھلم کھلا، علانیہ، برملا۔

گوشہ گیری ہے اک انوکھا سانگ
مانگنا ہے کھلے خزانے مانگ!
(۱/۴۲۷)

**کھیتی ہری ہونا**

(مجازاً) خوش ہونا، آسودہ ہونا۔

اللہ ری تصور کی یہ رنگیں نظری
غربت میں بھی دل جلوں کی کھیتی ہے ہری
(۵/۳۷۰)

**کھیل بگڑنا**

کام خراب ہونا، رنگ میں بھنگ پڑنا۔

کیوں لکھنؤ میرزا یگانہ سے تنا؟
بگڑا ہوا کھیل پھر بنائے [نہ] بنا
(۷/۵۴۱)

**کئے کو پہونچنا**

بڑے کام کی سزا پانا، اپنے انجام کو پہنچنا۔

خیر لکھنؤ تو اپنے کئے کو پہونچ چکا۔
(غالب شکن، ۱۱)

**گانا**

(کنایۃً) اپنے مطلب کی بات کہنا، اپنی کہے جانا۔

یارانِ چمن گاتے ہیں اپنی اپنی
میری سنتے تو دیر تک سر دھنتے
(گنجینہ، ۱۴۴)

**گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز**

بڑی برائی میں ملوث ہونا اور چھوٹی برائی سے بچنا۔

انگور حلال اور مے انگور حرام
گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز کریں
(۲/۳۹۷)

**گلا گھُٹنا**

گلا بھنچنا، گلا دبنا۔

گلا گھٹنے لگا اب تنگ آیا ہوں گریباں سے
جنوں نے واہ کیا پھانسی لگائی میری گردن میں
(گنجینہ، ۴۹)

**گلے کا ہار**

جو ہر وقت ساتھ رہے، جو ہر وقت دل و دماغ پر حاوی رہے۔ ایسی مسلسل وابستگی جو بالآخر ناگوار گزرے۔

اسیر دام نہ ہونا ذرا سنبھل اے دل!
خیالِ گیسوئے پُرخم گلے کا ہار نہ ہو
(۵/۱۵۵)

**گم راہ**

بھٹکا ہوا، راستے سے ہٹا ہوا، بھولا ہوا، بہکا ہوا۔

بُرا ہو پائے سرکش کا کہ تھک جانا نہیں آتا
کبھی گمراہ ہو کر راہ پر آنا نہیں آتا
(گنجینہ،۲۲)

**گمان**

خیال، قیاس، رائے۔

علم کیا، علم کی حقیقت کیا
جیسی جس کے گمان میں آئی
(گنجینہ،۸۴)

**گن گن کر/کے قدم رکھنا**

آہستہ آہستہ یا احتیاط کے ساتھ چلنا، حد درجہ احتیاط برتنا۔

تقلید کے پھندے ہیں گلے میں جن کے
واللہ قدم رکھتے ہیں کیا گن گن کے
(ترانہ،۲۰۲)

**گناہ بے لذت**

گناہ جس میں کوئی فائدہ یا لذت نہ ہو، برائی جس میں کوئی لطف یا فائدہ بھی نہ ملے۔

قفس میں ذکر نشیمن گناہِ بے لذت
نہ ہم زبان نہ کوئی ہم خیال ہوتا ہے
(گنجینہ،۶۹)

**گنگا نہا لینا**

گناہوں سے پاک ہونا، مصیبت سے نجات پانا، پاک صاف ہونا، کارِ ثواب انجام دینا [ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق دریائے گنگا کے پانی میں نہا لینے سے تمام گناہ دھل جاتے ہیں اور آدمی پاک ہو جاتا ہے]۔

نہا لیتے گنگا، بکھیڑا تھا پاک!
گناہوں کو زمزم سے دھویا تو کیا
(۱۲/۴۵۹)

**گیا**

(کسی کام یا عمل کے سلسلے میں) مجبور ہو جانا، گوارا نہ ہونا۔

کرشن کا ہوں پجاری علی کا بندہ ہوں
یگانہ شانِ خدا دیکھ دیکھ کر رہا نہ گیا
(گنجینہ،۱۰)

**گھرے ہونا**

بہت فائدہ ہونا، وارے نیارے ہونا۔

مثالِ خس جو دڑیڑوں میں بہہ گئے تو کیا
اُسی کے گھرے ہیں یاں ڈوب کر جو تہ بیٹھے
(۳/۴۹۰)

**گہنا**

کسی چیز کو پکڑنا (اصلاً گرہن جس کے معنی گرفت کے ہیں) حاشیہ یگانہ: گہہ بیٹھے۔ ٹھیٹھ ہندی کا محاورہ ہے یعنی ایسی گرفت کہ چھڑائے نہ چھوٹے۔ ہندی کا شاعر کہتا ہے: ''شیام رے موری بہیاں گہنا۔''

سنبھل کے تولیے تلوار، دیکھیے ہشیار
کہیں کلائی پہ دست ہوس نہ گہہ بیٹھے
(۱/۴۹۰)

**گھر بولنا**

بارونق ہونا۔ حاشیہ از یگانہ: ''گھر بولتا ہے یعنی گھر کی رُت ایسی بدل گئی ہے، ایسی رونق آ گئی ہے کہ گویا منھ سے بول رہا ہے۔''

گھر بولتا ہے آج دَلدّر بھاگا
دکھ درد کے ماروں کا نصیبہ جاگا
(۵/۳۷۴)

**گھروندا بگڑنا**

گھر تباہ ہونا، یگانہ نے ''گھر بگڑنا'' کے قیاس پر گھروندا بگڑنا بنایا ہے۔

پالا اُمید و بیم سے ناگاہ پڑ گیا
دل کا بنا بنایا گھروندا بگڑ گیا
(۱/۲۳۱)

**گھَن**

گھنا بادل، بادلوں کا ہجوم۔

سورج کو گہن میں نہیں دیکھا شاید
کیوں، چاند کو گھَن میں نہیں دیکھا شاید
(۳/۳۵۵)

**گھی کے جلنا**

گھی کے چراغ جلنا بہ معنی مراد پوری ہونا، مطلب حاصل ہونا (جب کوئی مراد پوری ہوتی ہے یا کسی مقصد میں کامیابی ہوتی ہے تو اُس کی خوشی میں بزرگانِ دین کے مزاروں پر تیل کی جگہ گھی کے چراغ جلائے جاتے ہیں۔)

اس شوخی رفتار پہ جی کیوں نہ جلے
دل کے بدلے کبھی تو گھی کے جلتے
(۲/۳۸۶)

**لاد لینا**

زبردستی یا مجبوراً بوجھ اُٹھانا۔

راس آئے نہ مذہب، نہ سیاست ہی پھلے
بے چارہ غریب شاعری لاد نہ لے!
(۴/۵۳۸)

**لاگ**

(۱) ربط، تعلق، وابستگی، لگن، عشق، محبت، چسکا، شوق۔

دل کو اس پردہ نشیں سے غائبانہ لاگ ہے
کھینچ لے گا اک نہ اک دن جذب روحانی مجھے
(۱/۱۶۵)

(۲) عداوت، دشمنی۔

کیا لاگ غلیچیوں سے رکھتا ہے قلم
تیز اور ہوا جاتا ہے گھستے گھستے
(۸/۵۳۶)

**لٹکنا**

معلق رہنا، انتظار میں رہنا۔

پھانسی ہی سہی، حکم رہائی نہ سہی
کب سے لٹکے ہیں بال باندھے بردے
(۶/۳۸۴)

**لَد جانا**

چلے جانا، گزر جانا، بیت جانا، ختم ہو جانا۔

لد گئی کل کی بات کل کے ساتھ
یاد آئے تو اب مزہ کیا ہے
(۷/۴۹۲)

**لگالے جانا**

ورغلا کر یا بہلا پھسلا کر ساتھ لے جانا، اپنا گرویدہ بنا کر اپنے ساتھ لے جانا۔

ہوائے غیب لہراتی ہے دل کو، دیکھیے کیا ہو؟
کشتی منجدھار کی کس دن لگا لے جائے ساحل سے
(۴/۴۹۷)

**لگانا**

مَس کرنا، چُھونا۔

پیالہ خالی اٹھا کر لگا لیا منہ سے
کہ یاس کچھ تو نکل جائے حوصلہ دل کا
(گنجینہ،۲۳)

**لگاوٹ**

محبوبوں کی دل لبھانے والی حرکات، محبت آمیز باتوں سے اپنی طرف مائل کرنے کا انداز، نمائشی محبت، دکھاوے کا پیار۔

تو کیا ہمیں ہیں گنہ گار، حسن یار نہیں؟
لگاوٹوں کا گناہوں میں کیا شمار نہیں؟
(۵/۴۷۱)

**لگن لگنا**

خیال بندھنا، شوق پیدا ہونا، دھن لگنا، دل لگنا۔

پھر کوئی نئی لگن لگی ہے شاید
ہاں ہاں تہ پیرہن لگی ہے شاید
(۵/۳۴۶)

**لگور**

وہ جو لاگو ہو یعنی کسی کے پیچھے پڑ جائے، وہ جسے انسانی خون کی چاٹ لگی ہو، آشنا، یار۔

کیا نفس میں زور ہے ابھی تک باقی
کیا کوئی لگور ہے ابھی تک باقی
(۳/۳۹۴)

**لمبا پڑنا**

چُل دینا، بھاگ جانا، موقع پر ساتھ چھوڑ جانا۔

قد ہو اتنا بڑا تو کیا ہوا؟
جب کوئی مشکل پڑی لمبا پڑا
(۸/۴۶۱)

**لَندا پھَندا**

مکروفریب (''لند پھند'' اور ''لندے پھندے'' بھی مستعمل ہے)۔

چنگیز کا پوتا ہوں؛ علی کا بندہ
بندے کو تو آتا نہیں لندا پھندا
(۷/۵۷۲)

**لوہا ماننا**

کسی کی استادی، ہنر یا دلیری کا قائل ہونا، رعب ماننا، کسی کو زبردست تسلیم کرنا، برتری تسلیم کرنا۔

ہاں جب ہے مزہ قدر عمل پہچانے
دشمن بھی مرے قلم کا لوہا مانے
(۱/۵۲۹)

**لوہے لگنا**

تکلیفیں پیش آنا، مشکلیں پڑنا۔

ارادے نے عمل کی راہ پائی کتنی مشکل سے
الٰہی خیر، لوہے لگ گئے پہلی ہی منزل سے
(۲/۴۹۷)

**لَہر**

سُرور، بے خودی، حال، وجد۔

نشۂ حسن کی یہ لہر الٰہی توبہ
تشنہ کام آنکھوں ہی آنکھوں میں پیے جاتے ہیں
(گنجینہ،۵۱)

**لہر**

اُمنگ، شوق، ولولہ، جوش، من کی موج، سرور۔

سکون بے دلی میں، کیا کہوں، کیوں لہر پیدا ہے
مبادا غیب سے کوئی نوید ناگہاں آئے
(۹/۳۱۵)

**لہرانا**

(۱) دل میں کسی چیز کا شوق پیدا ہونا، اُمنگ پیدا ہونا۔

دل کو لہراتا ہے ہنگامہ زندان بلا
شور ایذا طلبی وجد میں لاتا ہے مجھے
(۴/۳۱۴)

(۲) ہلنا، جنبش کرنا۔

کیوں دل کا کنول آخر لہراتا ہے رہ رہ کر
جھونکا کوئی آ پہنچا کیا عالم بالا سے
(۵/۴۱۶)

**لہر چڑھنا**

زہر کا اثر ہونا۔

چڑھ جائے کوئی لہر تو پھر کیا چارہ
کچھ دن کے لیے موت میں شک ہے تو سہی
(۸/۵۱۴)

**لہو پانی کرنا**

سخت تکلیف اُٹھانا، غم و غصہ میں مبتلا ہونا۔

درد کا ساغر بھی ساقی میری قسمت میں نہ تھا
شوق میں کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے
(۷/۱۶۵)

**لیلا**

رونق، خوب صورتی، حسن، کھیل تماشا، کرشمہ۔

جاگتی جوت کی تھی سب لیلا
آنکھ مندتے ہی تھا اندھیرا پاک
(۴/۶۰۷)

**لے اُڑنا**

مدہوش کر دینا، متوالا کر دینا، بے خود کر دینا۔

جوش وحشت میں زمیں پر پاؤں پڑتے کا نہیں
لے اڑے گی نکہت گل کی پریشانی مجھے
(۵/۱۶۵)

**لینڈی آسمان پر چڑھنا**

مغرور و متکبر ہونا، تھوڑی سی بات پر بھول جانا۔

لینڈی اب کیوں نہ آسماں پر چڑھ جائے
کھانے کو ملے مچے، ہگنے کو کموڈ
(۶/۵۳۸)

**ماتھا ٹھنکنا**

کسی بات یا کام کا برا انجام آثار سے معلوم ہو جانا۔ گمان، شبہ یا اندیشہ ہونا۔ کسی آوت سے پہلے اُس کے پیش آنے کا اندازہ ہو جانا۔

برابر بیٹھنے والے بھی کتنے دور تھے دل سے
مرا ماتھا جبھی ٹھنکا فریب رنگ محفل سے
(۱/۴۹۷)

**مارا پڑنا**

گھاٹے میں رہنا، خسارہ اٹھانا۔

راست بازی کی ہوس دنیا کے ساتھ
کیوں قسم کھائی تھی کیوں مارا پڑا
(گنجینہ،۱۴)

**ماشاءاللہ**

واہ واہ، سبحان اللہ، کیا کہنا؛ چشم بد دور۔

وہ رنگ بھی کیا رنگ ہے ماشاءاللہ
جس میں کوئی خوشبو ہے نہ بدبو موجود
(ترانہ، ۳۰)

**مآلِ مجلس**

مرثیہ خوانی یا واقعات کربلا بیان کرنے کے بعد گریہ کرنے کو مآل مجلس کہتے ہیں۔

اشکوں سے جام بھر گئے ساقی کی یاد میں
کچھ تو مآل مجلس رندانہ ہو گیا
(۷/۱۲۹)

**مان کا ہونا**

قابو کا ہونا، اختیار کا ہونا۔

طفل دل مچلا تو مچلا پھر ہے کس کے مان کا
دیکھ کر تجھ کو جواں کیا نوجواں ہو جائے گا
(۳/۴۱۵)

**مانجھا ڈھیلا ہونا**

قوت مردمی کم ہونا۔

مانجھا ڈھیلا ہے، اُکڑی اُکڑی بیٹھک
کس بل پہ کرے گا فتح ایسا مردک؟
(۱/۵۳۹)

**ماہیٔ بے آب**

وہ مچھلی جو پانی سے باہر نکلی ہو؛ (مجازاً) نہایت بے تاب، بے چین۔

میں ماہیٔ بے آب مجھے چین کہاں
اک موج پریشاں ہوں عجب ہلچل میں
(گنجینہ، ۱۳۵)

**مُبتَدائے بے خبر**

جملہ اسمیہ کا پہلا جزو "مبتدا" کہلاتا ہے اور آخری "خبر"۔ مبتدا کسی شخص یا شے کو کہتے ہیں، خبر یہ کہ جو کچھ اُس شخص یا شے کے بارے میں کہا جائے۔ مبتدائے بے خبر سے مراد ہے، کوئی بھی عمل جو نامکمل رہ جائے۔

جواب آیا تو کیا آیا؟ صدائے بازگشت آئی
دہن سے آہ نکلی مبتدائے بے خبر ہو کر
(۶/۲۵۵)

**مت اُلٹنا/ الٹی ہونا**

عقل جاتی رہنا، مت ماری جانا۔

اُلٹی تھی مت زمانہ مردہ پرست کی
میں ایک ہوشیار کہ زندہ ہی گڑ گیا
(گنجینہ، ۴۹)

**مُچّا**

گوشت کا بڑا سا ٹکڑا۔

لینڈی اب کیوں نہ آسماں پر چڑھ جائے
کھانے کو ملے مچے، ہگنے کو کموڈ
(۶/۵۳۸)

**محمل سوار**

مراد: لیلیٰ۔

نہ قیس ہے نہ وہ محمل سوار باقی ہے
بس اک غبار فقط یادگار باقی ہے
(۳/۱۷۶)

**مُحیط**

لفظی معنی: احاطہ، گھیرا، احاطہ کرنے والا، گھیرنے والا۔ مراد: بڑا دریا، سمندر۔

پار اُترے، ڈوبنے والے محیط عشق کے
حلقۂ گرداب اک آغوش ساحل ہو گیا
(۷/۶۲۲)

**مُحیطِ چرخ**

وہ جگہ جسے آسمان نے گھیر رکھا ہے۔ مراد: دنیا، عالم۔

قیامت خانہ دل جنت صبر و سکوں ہوتا
محیط چرخ کے باہر اگر یہ سرزمیں ہوتی
(۶/۳۰۴)

**مَرتے بچھڑتے**

گرے پڑتے، بہ حال خستہ و تباہ۔

پروانے کہاں مرتے بچھڑتے پہنچے
دیوانہ صفت ہوا سے لڑتے پہنچے
(۳/۳۴۷)

**مَردک**

مرد کی تصغیر حقارت کے ساتھ، حقیر آدمی، ادنیٰ شخص، ناکمل مرد جس کی مردانگی مشتبہ ہو۔

مانجھا ڈھیلا ہے، اُکھڑی اُکھڑی بیٹھک
کس بل پہ کرے گا فتح ایسا مردک؟
(۱/۵۳۹)

**مَردمار**

ایسی عورت جو مردوں کے کان کاٹے، مرد جس سے پناہ مانگیں، ڈھیٹ، دلیر۔ (عورتیں لفظ ''مرد'' کو ''نظر'' کے وزن پر بولتی ہیں۔)

آپ اپنی مثال لکھنؤ کا ہر فرد
عورت وہ مرد مار، وہ نازک مرد
(۳/۵۴۱)

**مَردُوا**

مرد کی تصغیر حقارت کے ساتھ (عورتوں کی زبان میں) بیگانہ شخص، غیر مرد، شوہر، اس لفظ کے ایک معنی بہادر اور دلیر شخص کے بھی ہیں۔ یگانہ نے انھیں معنی میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

مردوا ایک لکھنؤ میں تھا
وہی مرزا یگانہ غالب جنگ
(۳/۴۶۹)

**مُردوں سے شرط باندھ کے سونا**

نہایت غفلت کی نیند سونا، بہت بے خبر ہو کر سونا، نہایت گہری نیند سونا۔

مردوں سے شرط باندھ کے سوئی ہے اپنی موت
ہاں دیکھنا ذرا فلک پیر دیکھنا
(۵/۲۲۳)

**مُردہ بھاری ہونا**

(۱) باوجود کمزوری اور بے استطاعتی کے حریف پر غالب ہونا۔ (۲) میت بھاری ہونا۔ کہا جاتا ہے گناہ گار کی لاش بھاری ہو جاتی ہے۔

بھاری ہے بڑے بڑوں پہ مردہ اپنا
غالب کا چچا ہوں میں، ارے واہ رے میں
(۲/۴۰۳)

**مر رہنا**

بے خبر ہو کر سو رہنا، سو جانا۔

افسردہ خاطروں کی خزاں کیا بہار کیا
کنج قفس میں مر رہے یا آشیانے میں
(گنجینہ، ۳۹)

**مری بلا**

بے پروائی ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں۔

ہاں کیوں نہ پار اُتر چلوں خمیازہ جھیل کر
ڈوبے میری بلا عرق انفعال میں
(گنجینہ،۵۲)

**مزاج بگڑنا**

مزاج برہم ہونا، طبیعت ناساز ہونا۔

بگڑا چمن میں کل ترے وحشی کا جب مزاج
جھونکا نسیم کا بھی اُسے ناگوار تھا
(۶/۱۱۸)

**مزاج پانا**

مزاج کے مطابق ہونا، مزاج کو سمجھنا۔

پاتی نہیں مزاج، دوا کا اثر ہو کیا؟
منھ پھیر لیتے ہیں ترے بیمار، دیکھ کر
(۴/۲۵۱)

**مزہ اٹھانا**

(طنزاً) تکلیف برداشت کرنا، رنج اٹھانا۔

کیا جانے کوئی عید منانے کے مزے
جب تک نہ اٹھائے دل لگانے کے مزے
(گنجینہ،۱۶۶)

**مزہ کرکرا ہونا**

لطف کھو دینا، بے لطفی ہونا، عیش میں خلل پڑنا۔

کیا کرتا ہے، سچ پہ جان دینے والے
یاروں کا مزہ نہ کرکرا ہو جائے
(۲/۵۸۹)

**مزے ہو آنا**

مزہ پیدا ہونا، لذت یا خوشگوار کیفیت پیدا ہونا۔

نگاہِ شوق کی گرمی خدا کی قدرت ہے
مزے پہ آہی گیا حسن نارسیدہ سہی
(گنجینہ،۸۵)

**مزے میں**

خوشی یا کیف و لذت کی حالت، مستی میں، نہایت خوشی میں۔

دنیا کے مزے میں ڈوب کر کیا کرتے
آنکھیں رکھتے تو کیوں گڑھے میں گرتے
یگانہ (قومی زبان، اکتوبر؟، ۱۹۶۶ء)

**مست الست**

وہ جو قدرتی طور پر مست ہو، مجذوب کامل، ہمیشہ مست۔

زاہد بھی ہے اپنے رنگ میں مست الست
میں بھی اپنے خیال میں حسن پرست
(۷/۵۲۵)

**مَسوسنا**

دل میں غم کھانا اور شکوہ زبان پر نہ لانا۔ کسی جوش، جذبے یا ولولے کو دبانا۔ جبر سے صبر گوارا کرنا۔

جب حسن و شباب ہو سراپا دعوت!
دل کو کب تک کوئی مسوسے رہتا؟
(۴/۵۱۸)

**مُشتِ خاک**

بے حقیقت چیز، مراد: انسان۔

ہوتی ہے کب دعا قبول حسن کی بارگاہ میں
دیکھیے مشتِ خاک کو وقت نے کیا بنادیا
(گنجینہ،۱۱)

**مشت غبار**

مردہ انسان کی خاک ؛ (مجازاً) بے حقیقت شے۔

کس کل پہ ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا
کیا جانے کیا طلسم ہے مشتِ غبار میں
(گنجینہ،۴۸)

**مشکل آسان ہونا**

مشکل حل ہونا، مصیبت دور ہونا، سختی سے نجات پانا۔

مشکل تو اک دن آسان ہوگی
یہ کون جانے دم پر بنی کیا
(گنجینہ،۱۵)

**مطلب کی کہنا**

اپنی غرض ظاہر کرنا، اپنے مطلب یا فائدے کی بات کہنا۔

مفت میں سن لی یگانہ کی غزل
اَن سنی کردی جو مطلب کی کہی
(گنجینہ،٦۴)

**معنی آفرین**

(ادب) معنی پیدا کرنے والا، معنی دینے والا ؛ بامعنی۔

نگاہِ شوق ہوتی یا نگاہِ واپسیں ہوتی
بہر صورت زبان گنگ معنی آفریں ہوتی
(گنجینہ،۷۷)

**معنی شناس**

معنی کو سمجھنے والا، مطلب کی تہہ تک پہنچنے والا ؛ ماہر، انشا پرداز۔

مجھ سے معنی شناس پر جادو
حسنِ صورت حرام کیا کرتا
(گنجینہ،۱۱)

**مگر**

کیا، کی جگہ۔

کدھر جا رہا ہے ترا خوں گرفتہ
مگر غیب کا راستا جانتا ہے
(گنجینہ،٦٦)

**مَلا دَلا**

مَلا یا مسلا ہوا، موڑ توڑ کر مٹھی سے یا ہاتھ سے بار بار دبایا ہوا ؛ مضحل ؛ (کنایۃً) خستہ نیز زبوں حال۔

مجال تھی کوئی دیکھے تمھیں نظر بھر کے
یہ کیا ہے آج پڑے ہو ملے دَلے کیوں کر
(گنجینہ،۴۲)

**مَلامت شعار**

قابلِ مذمت، ملامت زدہ۔

سہو و خطا ودیعتِ فطرت سہی مگر
سمجھاؤں کیا ضمیر ملامت شعار کو
(گنجینہ،۵٦)

**مَلگجی پوشاک**

مٹی کے رنگ کا لباس ۔ مراد : جسم (کیوں کہ جسم روح کا لباس ہے)۔

پھاڑے کھاتی ہے ہمیں یہ ملگجی پوشاک یاس
جامۂ تن کی بتاؤ دھجیاں کیوں کر کریں
(۷/۱۵۲)

**مُمتنع**

روکنے والا، باز رکھنے والا۔

نگاہ تشنہ کام میں حرام بھی حلال ہے
نہ کوئی امر ممتنع، نہ کوئی شے محال ہے
فریب مجھ سے پوچھیے کرشمۂ سراب کا
(۴/۲۴۷)

### مَنڈھنا
طبلے، ڈھولک اور ڈفلی وغیرہ پر کھال چڑھنا۔

ڈفلی بھی عجب ناچ نچا دیتی ہے
منڈھتی ہے تو خوب بجتی ہے "ٹھنک ٹھن"
(۴/۵۷۵)

### منگل گانا
خوشی کے گیت گانا، خوشی منانا، رنگ رلیاں کرنا۔

آرام سے سوتا ہے کوئی کمل میں
منگل کوئی گاتا ہے پڑا جنگل میں
(۳/۳۶۲)

### مُنھ بولتی تصویر
نہایت عمدہ تصویر جس پر جان دار کا گمان گزرے اور محسوس ہو جیسے ابھی بولے گی۔ انسان، آدمی۔

منھ بولتی، جیتی جاگتی تصویریں!
اعجاز ہنر ہے یا کوئی دھوکا ہے؟
(۴/۳۴۳)

### منھ پر مُردنی چھانا
چہرہ نہایت بے رونق ہو جانا؛ (مرنے سے پہلے) آنکھوں میں حلقے پڑنا۔

یہ نوجوانی یہ نامرادی
چھائی ہے منہ پر یہ مردنی کیا
(گنجینہ،۱۴)

### مُنھ پسارنا
دیکھیے: پسارنا۔

نہ تجھی میں رہا نہ مجھ میں کچھ
میرے آگے اب اتنا منھ نہ پسار
(۲/۶۰۹)

### مُنہ تکنا
نگاہِ طلب سے دیکھنا، مدد کا محتاج ہونا۔

زمانے بھر کا منہ تکتے ہیں کیوں، اپنی طرف دیکھیں
بسر کرنا ہے جن کو رنگ و بوے راے گاں ہو کر
(گنجینہ،۳۸)

### مُنھ چاہیے
ہمت چاہیے، حوصلہ چاہیے، دل گردہ چاہیے۔

کھلنے کی ہوس میں اور چہرہ بگڑا
منھ چاہیے کھل کھلا کے ہنسنے کے لیے
(۲/۳۷۵)

### مُنہ دیکھی کہنا
طرف داری کی بات کہنا، رو رعایت اور خوشامد کی بات کہنا۔

شک ہے کافر کو مرے ایمان میں
جیسے میں نے کوئی منہ دیکھی کہی
(گنجینہ،۶۴)

### مُنھ سی دینا
خاموش کر دینا، بات کرنے سے روک دینا۔

کیوں اجل، ہے کوئی ایسا کہ مرا منھ سی دے
بات اپنی نہیں بننے کی تو اچھا نہ بنے
(۳/۳۰۷)

### مُنھ سے بولو، سر سے کھیلو
یہ مثل اس طرح بولتے ہیں: "منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے"۔ اس میں خاموش رہنے اور اشارے کنائے سے بھی کام نہ لینے کا مفہوم ہے۔ یگانہ نے اس میں تصرف کیا ہے اور مثل کے دونوں اجزا کو الگ الگ استعمال کیا ہے کہ اگر منھ سے نہیں بولتے تو اشاروں کنایوں ہی سے کچھ کہو۔

منھ سے نہ بولو سر سے تو کھیلو
ہے ماجرائے ناگفتنی کیا
(۴/۴۶۳)

**مُنھ سے پھوٹنا**

کنایہ ہے بات کرنے سے ۔ یہ محاورہ عموماً عورتوں کی زبان پر ہے ۔

منھ سے تو نہ پھوٹے آپ، ماشاء اللہ
آنکھوں سے مگر سلام لیتے ہی بنی!
(۶/۳۵۱)

**مُنھ کیل دینا**

خاموش کر دینا ، چپ کرا دینا ( کیل دینا ، جادو کی اصطلاح ہے ۔ جادو کے زور سے کسی بدگو پر ایسا عمل کرنا کہ وہ خاموش رہے ۔)

حاشیے پر یگانہ نے یہ متبادل الفاظ لکھے ہیں "کیل دیتے"۔(....منھ کیل دیتے ہیں )۔
(۵۴۹/حاشیہ)

**مُنھ کے بَھل (بَل) گرنا**

اوندھے منھ گرنا ، ذلت اٹھانا ، ذلیل ہونا ۔

کیا باؤ کے گھوڑے پہ اُڑا پھرتا ہے
جھونکا کھاتے ہی منھ کے بھل گرتا ہے
(۲/۳۶۶)

**مُنھ مار دینا**

خاموش کر دینا ، لاجواب کر دینا ، منھ بند کر دینا۔

اتنا اکڑ کے چلتے ہو، اک روز بھد نہ ہو
میٹھی زباں سے آپ تو منھ مار دیتے ہیں
(۳/۵۴۹)

**موم کی مریم**

بہت نازک اور اچھوتی عورت ، حضرت مریم کی طرح جسے کسی مرد نے ہاتھ نہ لگایا ہو اور جو نگاہ کی گرمی سے بھی پگھل جائے یعنی کسی کے دیکھنے کی بھی تاب نہ لا سکے ۔

گھل گئے جیسے موم کی مریم
کیوں بڑھایا تھا دل جلوں سے تپاک
(۵/۴۲۵)

**مہربانی ہونا**

توجہ نیز محبت ہونا ، عنایت ہونا۔

کچھ دردِ نہاں کی مہربانی ہوجائے
دل میں پیدا ذرا روانی ہوجائے
(ترانہ،۱۱۵)

**مُہری**

موری (نالی) کا ایک تلفظ۔

دیکھا جو مجھے مہری کے رستے بھاگا
پالا ہے مرے ہاتھ، ارے واہ رے میں!
(۲/۵۶۳)

**مہمان ہونا**

کسی کے ہاں قیام کرنا ، عارضی طور پر کہیں ٹھہرنا ؛ ناپائیدار ہونا۔

کچھ دیر کی مہمان ہے جاتی دنیا
اک اور گنہ کرلوں کہ توبہ کرلوں
(ترانہ،۴۸)

**مَہیَسر**

پاربتی دیوی کی مورتی (جس پر منت کے پھول چڑھتے تھے اور جو پھول اس کے سر پر رہ جاتا تھا وہ سب پر بالا (طرۃ) شمار ہوتا تھا)۔

کس کام کا وہ خار جو دل میں نہ گڑے
وہ پھول ہی کیا ہے جو مہیسر نہ چڑھے
(گنجینہ،۱۳۴)

**مُیدان کا چور**

میدان چھوڑ کر بھاگنے والا، سامنے آ کر غلط کام کرنے سے گریز کرنے والا۔

چھٹ بھیوں کی شاعری کا یہ زور یہ شور
ایسوں کو کہے گا کون میدان کا چور؟
(۱/۵۴۲)

**میدان مارنا**

لڑائی جیتنا، فتح یاب ہونا۔

میدانِ ادب مار چلا چنگیزی
چت ہو گئے تم، پون بھئی ہریالا بنا!
(۸/۵۴۱)

**میرزائی**

نازک مزاجی، عالی نسبی، فخر و ناز کا رویہ۔

وہ جلال میرزائی کیا ہوا
آگ ہو کر خاک سے دبنا پڑا
(۶/۴۶۱)

**مَیں**

وہ کلمہ جس سے اپنی ذات پر اطلاق کیا جاتا ہے، خود، من، آپ۔

چت بھی اپنی ہے پٹ بھی اپنی ہے
میں کہاں ہار ماننے والا
(کلیات یگانہ،۴۵۴)

**ناچ نچانا**

حیرت میں ڈالنا، پریشان کرنا، تنگ کرنا۔

ارے وہ ناچ نچاؤں کہ روح وجد کرے
شکستہ ساز پہ میرے جو دھیان دے کوئی
(۵/۵۷۴)

**نادیدنی**

جو دیکھنے کے قابل نہ ہو۔

آنکھ جھک جاتی ہے خاروگل کو باہم دیکھ کر
دیدنی نا دیدنی دونوں کو توام دیکھ کر
(۳/۲۵۳)

**نارسیدہ**

جو ابھی مکمل طور پر جوان نہیں ہوا ہو، نابالغ۔

نگاہِ شوق کی گرمی خدا کی قدرت ہے
مزے پہ آ ہی گیا حسن، نارسیدہ سہی
(گنجینہ،۸۵)

**ناکردنی**

وہ کام جو کرنے کے لائق نہ ہو، برا کام۔

اندر ہی اندر کیوں کھپ رہے ہو
کر بیٹھے کوئی ناکردنی کیا
(۵/۴۶۳)

**نازل ہونا**

(طنزاً) ایک دم آ جانا، یکا یک پہنچ جانا، اچانک وارد ہونا، ٹپک پڑنا۔

زندہ درگور ہوں موت آئے تو سر آنکھوں پر
مگر ایسا نہ ہو مہماں کوئی نازل ہوجائے
(گنجینہ،۸۷)

**ناک پونچھنا**

سخت رسوا کرنا، بدنام کرنا۔

ناک اُلٹی چھری سے پونچھ لی یاروں کی
کیا پوچھو ہو میرے پارکر کی تیزی
(۲/۵۳۷)

**ناک میں دَم**

پریشانی۔

جلایا ایسے ویسوں کو جبھی تو ناک میں دم ہے
ہم ایسے خاکساروں کو تپاؤ تو دھواں کیوں ہو
(گنجینہ،۵۸)

**نام باجنا**

مشہور ہونا۔

بول بالا رہے یگانہ کا
نام باجے جگت کے چاروں دانگ
(۳/۴۲۸)

**نام جپنا**

زبان سے بار بار نام لینا، بار بار تذکرہ کرنا، نام کا ورد کرنا۔

اقلیم سخن نام مرا جپتا ہے
کیوں لکھنؤ اپنے بھاڑ میں تپتا ہے
(ترانہ،۱۳۹)

**نامِ خدا**

خدا، خدا کا نام۔

یا دشمن و دوست کی دعا لے کے چلے
یا کچھ نہ سہی نام خدا لے کے چلے
(ترانہ،۲۶)

**نام دھرنا**

عیب لگانا، الزام لگانا، برا کہنا، بدنام کرنا۔

اجی ظالم ہو چاہے جاہل ہو
اپنے بندے کو نام دھرنا کیا
(۱۲/۵۴۴)

**ناندھنا**

گردش دینا؛ چلانا؛ لگانا، سلسلہ جاری رکھنا۔

کیا مفت کا بہتان خدا پر باندھا
کیا گردش تقدیر کا چرخہ ناندھا
(گنجینہ،۱۳۰)

**نچلے بیٹھنا**

آرام سے بیٹھنا، بے چین و بے قرار نہ ہونا۔

لگی ہو چاٹ جنھیں تیری بد زبانی کی
ادب سے بیٹھیں گے نچلے وہ من چلے کیوں کر
(گنجینہ،۴۱)

**ندامت شِعار**

شرم سار، شرمندہ، خجل۔

دے کچھ تو دادِ طبع ندامت شعار کو
کیا دیکھتا ہے لغزشِ بے اختیار کو
(گنجینہ،۵۶)

**نشہ چڑھنا**

سرور طاری ہونا، مست ہو جانا، مدہوشی چھا جانا۔

خودی کا نشہ چڑھا آپ میں رہا نہ گیا
خدا بنے تھے یگانہ مگر بنا نہ گیا
(گنجینہ،۱۰)

**نشے میں بھنگ ہونا**

نشے میں چور ہونا، بدمست ہونا۔

آتا نہیں کچھ گرہ سے کھونے کے سوا
دولت کے نشے میں بھنگ ہونے کے سوا
(ترانہ،۱۸۱)

**نشے میں چور ہونا**

کسی دھن یا لگن میں سرشار ہونا، مگن ہونا۔

دل نامحرم فردا خدا کی مار ہو تجھ پر
ابھی سے نشۂ حسن عمل میں چور ہو جانا
(گنجینہ،۱۳)

**نظر پر چڑھنا**

دل کو بھانا، کسی کی نگاہ میں باوقعت ہونا، پسند آنا، منظور نظر ہونا ("نظروں پر چڑھنا" بھی مستعمل ہے)۔

دیوانہ کیوں تری نظر پر نہ چڑھے
پروانہ وہ کیا جو شمع کے سر نہ چڑھے
(۵/۳۶۳)

**نظر خار ہونا**

آنکھوں کو ناگوار گزرنا، آنکھوں میں کھٹکنا۔

رنگ و بوئے عارضی سے دل بہلنے کا نہیں
فکر فردا ہے نظر میں خار دامانِ بہار
(گنجینہ،۳۹)

**نظر لڑنا**

۱۔ نظر ملنا، آنکھوں سے آنکھیں چار ہونا۔

لڑتے ہی نظر پینگ بڑھا لیتا ہے
الٹا سیدھا سبق پڑھا لیتا ہے
(گنجینہ،۱۶۳)

۲۔ دل لگ جانا، عشق ہو جانا۔

جب اٹھ گیا پردہ تو نظر کیوں نہ اٹھے
لڑ جائے نظر تو شور و شر کیوں نہ اٹھے
(ترانہ،۱۹۱)

**نظری**

ناپسندیدہ، نامنظور، نظر سے گرایا ہوا، بیکار، ناقص۔ (اس کی ضد کے لیے دیکھیے: صاد)۔

چشم عبرت میں کوئی خاک کا پتلا نہ بچا
سب کے سب ہیں نظری، ایک پہ بھی صاد نہیں
(۷/۴۱۴)

**نفسِ امارہ**

انسان کی وہ خواہش جو اسے برے کاموں کی طرف لے جائے، حیوانی یا شیطانی خواہش۔

بجائے نفس امّارہ دل مجبور کو مارا
گوارا کرلیا کیوں خون انصاف اپنی گردن پر
(۲/۶۰۱)

**نقاب اٹھانا**

گھونگھٹ کھولنا، چہرے سے نقاب ہٹانا۔

واں نقاب اٹھی کہ صبح حشر کا منظر کھلا
یا کسی کے حسن عالم تاب کا دفتر کھلا
(گنجینہ،۲۶)

**نقش بند**

نقاش، مصور۔

واہ کیا کہنا، مجسم کر دیا موہوم کو
نقش بندان ازل کی شوخی تحریر نے
(۱/۳۰۰)

**نقش بہ دیوار ہونا**

(مجازاً) حیران، ساکت، خاموش، ہکا بکا ہونا۔

کس کل پہ ہے بنائے طلسمات آب و گل
اہل نظر ہیں نقش بہ دیوار دیکھ کر
(۴/۲۵۰)

**نقشہ باطل**

وہ نشان جو غلط ہونے کی وجہ سے مٹا دیا جاتا ہے، تحریر وغیرہ کا وہ نشان جو غلطی سے بن گیا ہو؛ مراد: فانی۔

نقش باطل ہو چلا خواب پریشان بہار
دیدۂ حیراں میں کھچ کر آ گئی جان بہار
(گنجینہ، ۳۹)

**نکلتے پیٹھتے دن**

حاشیہ از یگانہ: "لکھنؤ کے روزمرہ میں نکلتے پیٹھتے دن اس زمانے کو کہتے ہیں کہ ایک فصل جارہی ہو اور دوسری آرہی ہو۔ اس کو دو رسا دن بھی کہتے ہیں۔ یعنی نکلتے پیٹھتے دن، مداخل فصلین کا مترادف ہے۔"
نکلتے (جاتے ہوئے) پیٹھتے (آتے ہوئے) دن۔ جب ایک موسم کی جگہ دوسرا موسم لے رہا ہو۔ (پیٹھنا: داخل ہونا، اندر آنا)۔

اجل کو کیا خبر دل میں اسیروں کے جوارماں تھا
نکلتے پیٹھتے دن تھے، بہار آنے کا ساماں تھا
(۳/۱۳۳)

**نگاہ پاک ہونا**

اچھی نظر ہونا، پاک نظر ہونا۔

خدا کے سامنے پاکیزگی جتانا کیا
نگاہ پاک ہو دل صاف ہو، وضو نہ سہی
(کلیات یگانہ، ۵۹۲)

**نگاہِ حُسن**

خوبصورت نگاہ، حسن کو پرکھنے والی نظر۔

نگاہ حسن کا حسن طلب ہے جانِ اُمید
اُمید ایسی تو پھر کیوں نہ جان دے کوئی
(کلیات یگانہ، ۵۷۴)

**نگاہِ نارسا**

وہ نگاہ جو بے اثر ہو، وہ نظر جو حقیقت تک نہ پہنچ سکے۔

خبر لائے گا کیا کوئی تہِ دریائے فطرت کی
تصور بھی بھٹکتا ہے نگاہِ نارسا ہو کر
(کلیات یگانہ، ۶۲۵)

**نگاہِ واپسیں**

وہ نگاہ جو مرتے وقت کسی پر پڑے۔ جیتے جی آخری نگاہ۔

نگاہ شوق ہوتی یا نگاہ واپسیں ہوتی
بہر صورت، زبان گنگ معنی آفریں ہوتی
(۲/۳۰۴)

**نگاہوں پہ چڑھانا**

دیکھ کر جانچنا، پرکھنا، باوقعت ہونا، دل کو بھانا۔

جلوہ دار و رسن اپنے نصیبوں میں کہاں
کون دنیا کی نگاہوں پہ چڑھاتا ہے مجھے
(۳/۳۱۳)

**نگاہوں سے گرانا**

حقیر جاننا، رتبے اور عزت میں کمی کر دینا۔

نگاہوں سے گرایا یاس کو کم بخت اسی دل نے
اسی دل کی بدولت لوگ کیا کیا کام کرتے ہیں
(گنجینہ، ۳٦)

**ننگ و نام**

عزت و حرمت؛ شہرت و نیک نامی۔

تمھارے واسطے کعبہ تو کیا ہے دل بھی حاضر ہے
مسلماں بھی کہیں پروائے ننگ و نام کرتے ہیں
(گنجینہ، ۳٦)

**نوش ہو جانا**

تریاق ثابت ہونا۔

مذاقِ عشق سے ناآشنا ہے کام یاں جب تک
سمجھ میں آئے کیوں کر نیشِ غم کا نوش ہو جانا
(کلیات یگانہ، ۵٦۷)

**نہ رہا جانا**

نہ رہ سکنا، برداشت نہ ہونا؛ چین نہ ہونا۔

کرشن کا ہوں پجاری علی کا بندہ ہوں
یگانہ شانِ خدا دیکھ کر رہا نہ گیا
(کلیات یگانہ، ۴۱۰)

**نیا مال ہاتھ آنا**

نئی دولت حاصل ہونا؛ نئی چیز ملنا۔

ہاتھ آئے گا کیا سہل نیا مال کہیں
ہر ایک سے چل سکتے ہو یہ چال کہیں
(کلیات یگانہ، ۵٦۴)

**نیت بخیر بیڑا پار**

نیت ثابت تو منزل آسان، نیک نیتی سے بیڑا پار ہوتا ہے۔

وہ جوانی کی موج وہ منجدھار
خیر نیت بخیر بیڑا پار
(گنجینہ، ۳۴)

**نیت بخیر ہونا**

کوئی کام کرتے وقت دل میں برا خیال نہ ہونا، نیک ارادہ ہونا۔

نیت ہے بخیر، بول اپنا بالا
سادہ سی بات جس کا مطلب سیدھا
(کلیات یگانہ، ۵۸۱)

**نیت بھٹکنا**

نیت ڈانواں ڈول ہونا، ارادہ بدلنا۔

لڑتے ہی نگاہ دل دھڑکنے نہ لگے
نیت معصوم کی بھٹکنے نہ لگے
(کلیات یگانہ، ۵۸۷)

**نیت بھر جانا**

جی بھر جانا، رغبت نہ رہنا، سیر چشم ہونا۔

محبت کا مزہ بگڑا کہ نیت بھر گئی اپنی
طبیعت جانے کیوں تلخی پہ مائل ہوتی جاتی ہے
(گنجینہ، ۸۳)

**نیشِ غم**

زہرِ غم؛ (مجازاً) غم کی تکلیف۔

مذاقِ عشق سے ناآشنا ہے کام جب تک
سمجھ میں آئے کیوں کر نیشِ غم کا نوش ہوجانا
(کلیات یگانہ، ۵٦۷)

**نیک و بد پر نظر کرنا**

اچھے بُرے میں تمیز کرنا؛ اچھا برا پرکھنا۔

بنے گا نہ بازارِ عالم میں سودا
گئے نیک و بد پر نظر کرنے والے
(کلیات یگانہ، ۶۲۱)

**نیل بگڑنا**

کام بگڑنا، خرابی واقع ہونا، کم بختی آنا، شامت آنا۔
(لفظی معنی: نیل کے حوض کا خراب ہونا)۔

اس چرخ کو اب رنگ پہ کیا لاؤ گے
بگڑے ہوئے نیل کو بناؤ گے کیا
(۲/۱۸۸)

**نیم ٹر**

ناقص العلم، معمولی جاننے والا، ناتجربہ کار، جس کی تعلیم بہت معمولی ہو، محض حرف شناس۔

کیوں کیا ہوئی وہ ہیئت بسر کی تیزی؟
غالب کے پھندیت، نیم ٹر کی تیزی
(۱/۵۳۷)

**نیند حرام کرنا**

نیند اڑا دینا، نیند نہ آنے دینا؛ بلاوجہ جگائے رکھنا۔

کاٹ دی رات ایک کروٹ سے
نیند تیری حرام کیا کرتا
(کلیات یگانہ، ۶۰۸)

**واہ رے میں**

اپنے کسی فعل پر فخر یا تعریف کے لیے مستعمل، ہمارا کیا کہنا، میری کیا بات ہے۔

سوتا ہوں ترے ساتھ ارے واہ رے میں!
روتا ہے رتن ناتھ ارے واہ رے میں!
(کلیات یگانہ، ۵۶۳)

**وَدیعَت**

امانت، وہ چیز جو تحویل میں رکھی جائے۔

سہو و خطا ودیعت فطرت سہی مگر
سمجھاؤں کیا ضمیر ملامت شعار کو
(۱/۲۸۱)

**وصّاف**

بہت تعریف کرنے والا، صفت وثنا کرنے والا۔

آئینہ اسلاف ہوں، یہ کیا کم ہے
وصاف نہیں صاف ہوں، یہ کیا کم ہے
(۵/۵۶۹)

**وعدہ فردا**

کل کا عہد، آنے والی کل کا اقرار، وہ عہد جو عموماً پورا نہ کیا جائے یا ٹالنے کے لیے کیا جائے۔

ہنسی میں وعدۂ فردا کو ٹالنے والو
لو دیکھ لو وہی، کل، آج، بن کے آ نہ گیا
(گنجینہ، ۱۰)

**ہاتھ پاؤں مارنا**

تیرنے کی کوشش کرنا، تیراکی کے لیے ہاتھ پاؤں چلانا۔

اس بحر میں ہاتھ پاؤں مارے کیا کیا
ساحل کا پتا ملا نہ کچھ تہ کی خبر
(کلیات یگانہ، ۵۶۱)

**ہاتھ پھیلا کے گڑگڑانا**

دل کی گہرائیوں سے دعا مانگنا۔

ہاتھ پھیلا کے گڑگڑانا کیا
مانگنا ہے دعا تو دل میں مانگ
(کلیات یگانہ، ۶۰۷)

**ہاتھ ٹوٹیں**

(کوسنا) ہاتھ کام کے نہ رہیں، معذور ہو جائے، ناکارہ ہو جائے (بددعا کے طور پر مستعمل)۔

ٹوٹیں وہ ہاتھ جن کی نہ ہو التجا قبول

کٹ جائے وہ زبان کہ جس میں اثر نہیں

(کلیات یگانہ، ۶۲۱)

**ہاتھ جُھوٹا پڑنا**

وار خالی جانا، نشانے پر نہ لگنا۔

دیکھ کس ناز سے دنیا تجھے ڈہکاتی ہے

ہاتھ جھوٹا ترا پڑتا ہے جدھر پڑتا ہے

(۱/۵۵۴)

**ہاتھ سچّا پڑنا**

وار اپنے نشانے پر لگنا۔ (سچا ہاتھ = دیانت داری، ایمان داری، ساکھ۔)

ریاکاری سلامت، ہاتھ سچا پڑ نہیں سکتا

جبھی تو یارجنگ زرگری رہتی ہے قاتل سے

(۱/۴۹۸)

**ہاتھ کاٹنا**

نہایت غصے میں اپنے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹنا؛ افسوس کرنا؛ غصّے اور نفرت کا اظہار کرنا۔

دانتوں سے ہاتھ کاٹتے ہیں یاس بار بار

دامن جو چھٹ گیا ہے کسی پاک باز کا

(کلیات یگانہ، ۶۲۱)

**ہاتھ لانا**

کسی خوشی کی بات پر بے تکلف دوست سے کہتے اور ہاتھ ملاتے ہیں، واہ واہ کیا کہنا، مرحبا، شاباش۔

ہنس ہنس کے جلا جلا کے کرتے ہو جہاد

کیا کہتے ہیں واہ واہ ہاتھ لانا استاد

(کلیات یگانہ، ۵۳۲)

**ہاتھ ملنا**

(کنایۃً) افسوس کرنا، بہت پچھتانا، رنج کرنا۔

کیوں ہوش میں پھر آیا کیوں ہاتھ مل رہا ہے

حد سے گزرنے والے تیری یہی سزا ہے

(کلیات یگانہ، ۴۸۸)

**ہارے تو چلے نانپارے**

حاشیہ از یگانہ: اودھ میں ایک ریاست ہے نانپارہ ۔ جب کوئی شخص ہار کر شرمندہ اور کھسیانا ہو جاتا ہے تو اس پر یہ مثل کہی جاتی ہے: ہارے تو چلے نانپارے" یہ ضرب المثل مقامی نوعیت کی ہے ۔ کسی لغت میں نظر نہیں آئی ۔ حاشیے میں یگانہ نے "چلے" لکھا ہے اور متعلقہ شعر میں "سدھارے"۔

خود ناچ تو آتا نہیں، آنگن ٹیڑھا

ہارے تو سدھارے (چلے) نانپارے صاحب

(۲/۴۰۰)

**ہاں**

اصرار اور ضد کے موقعے پر۔

آوازے کسی پہ کسنے والا تو کون

ہاں چپتے ہیں مئے، ترسنے والا تو کون

(کلیات یگانہ، ۵۶۴)

**ہاں ہاں**

(زور دینے کے لیے یا اتفاق ظاہر کرنے کے لیے مستعمل) بے شک، یقیناً، ضرور۔

پھر کوئی نئی لگن لگی ہے شاید
ہاں ہاں نہ پیرہن لگی ہے شاید
(کلیات یگانہ، ۱۰۲)

**ہتّھے سے اکھڑ جانا**

شروع ہی میں قابو سے باہر ہو جانا، معاملہ بنتے بنتے بگڑ جانا، کسی کا جھلا کر خفا ہو جانا۔

کس سادگی سے میں نے بڑھایا تھا دست شوق
ہتھے سے بدمزاج یکایک اکھڑ گیا
(۵/۲۳۱)

**ہری رہنا**

(طبیعت) ٹھیک رہنا: (مزاج) درست رہنا، تازہ رہنا، سرسبز ہونا۔

کوئی چشم شوق کے سامنے ہو تو سوجھتی ہے نئی نئی
ترے دم قدم کی بہار تھی کہ طبیعت اپنی ہری رہی
(کلیات یگانہ، ۸۸)

**ہنس ہنس کے**

ہنسی ہنسی میں، مذاق میں: بہت ہنستے ہوئے، مسکراتے ہوئے۔

ہنس ہنس کے جلا جلا کے کرتے ہو جہاد
کیا کہنے ہیں واہ ہاتھ لانا استاد
(کلیات یگانہ، ۵۳۲)

**ہنسا**

ہنسنا کا ماضی، نیز ہنسی، قہقہہ۔

گناہ زندہ دلی کہیے یا دل آزاری
کسی پہ ہنس لیے اتنا کہ پھر ہنسا نہ گیا
(گنجینہ، ۱۰)

**ہنگامہ زار**

فتنہ و فساد اور شور و غل کی جگہ۔

ایسے ہنگامہ زار ہستی میں
ایک اللہ کا نام کیا کرتا
(گنجینہ، ۱۱)

**ہُلہُلا**

"جس شخص میں جوش یا ہلہلا پیدا نہ ہو، اسے کہتے ہیں کہ یہ شخص کیسی ٹھنڈی مٹی کا بنا ہوا" (حاشیہ رباعی ۹۵، ترانہ ص ۳۶۶) شوق، امنگ۔
(۲/۲۶۸)

**ہُوا بندی**

شیخی بگھارنے کا عمل، ڈینگیں مارنے، شعبدے دکھانے اپنی جھوٹی تعریفیں کرنے کی حالت یا کیفیت، جھوٹی شہرت۔

آخر کو ہوا بندی کا یہ طلسم تار عنکبوت کی طرح ٹوٹ جائے۔
(غالب شکن، ۶)

**ہوا بگڑنا**

زمانے کا ناموافق ہو جانا یا پھر جانا، ساکھ جاتی رہنا، اعتبار اٹھ جانا۔

ہوش اڑیں گے جو زمانے کی ہوا بگڑے گی
چار ہی دن میں خزاں گلشن ہستی ہوگا
(۳/۱۳۲)

**ہوا پلٹنا**

ہوا بدلنا، زمانے کا رخ بدلنا، انقلاب ہونا، موسم بدل جانا۔

یاران شباب رات کٹنے کی ہے دیر
بجھتا ہے کنول، ہوا پلٹنے کی ہے دیر
(۵/۳۵۴)

**ہوا پھرنا**

حالت بدلنا، بھلے دن آنا، زمانے کا رنگ بدلنا۔

ہوا پھری افسردہ دلوں کی رت بدلی
اُبل پڑا ہے پھر رنگ نقش باطل کا
(۸/۲۲۵)

**ہوائے تند**

تیز ہوا، آندھی، جھکڑ۔

جنابِ یاسؔ ہیں اور انتظامِ باغ سخن
ہوائے تند کے جھونکے ہیں اور چراغ سخن
(کلیات یگانہ، ۵٦۸)

**ہوا چلنا**

کسی خاص امر کی طرف اشارہ کرنا، کسی امر کا رواج پانا۔

کیا ہوا چلتی ہے مے خانے میں سبحان اللہ
ہر طرف چھایا ہوا ابرکرم دیکھتے ہیں
(۳/۱۴۹)

**ہوا خراب ہونا**

حالات ناموافق ہونا۔

خراب ہو چلی زندان آب و گل کی ہوا
اب ایک سانس بھی لینا محال ہوتا ہے
(۲/۲۸۹)

**ہَوا خواہ ہونا**

خواہش مند ہونا۔

امکان طلب سے کوئی آگاہ تو ہو
منزل کا نہ دل سے ہوا خواہ تو ہو
(گنجینہ، ۱۳۲)

**ہوا سر میں ہونا/بھرنا**

دھن سمانا، سودا ہونا۔

دنیا کی ہوا راس نہ آئے گی کسی کو
ہر سر میں ہوائے عدم آباد رہے گی

کروٹ کروٹ ہے لہلہاتی جنت
جب تک ہے ہوائے لکھنؤ سر میں بھری
(۶/۳۷۰_۴/۳۱۹)

**ہو حق**

نعرہ مستانہ، شور وغوغا۔

فاقہ مستی میں یہ ہو حق کہ الٰہی توبہ
نشہ ایسا کہ اُترنے کے کچھ آثار نہیں
(۲/۲٦۸)

**ہوش مندی**

عقل مندی، دانائی، ہوشیاری، شعور، تمیز، سمجھ۔

آئینۂ حق ہوں خود پسندی کیسی
دیوانہ ہوں اپنا ہوشمندی کیسی
(ترانہ، ۱۲۰)

**ہونٹ سی دینا**

منھ بند کر دینا، خاموش کر دینا۔

زمانے نے آخر شورش پسندانِ لکھنؤ کے ہونٹ سی دیے۔
مکتوب یگانہ (نگار، کراچی، اپریل، ۱۹۹۴ء، صفحہ ۵٦)۔

**ہونسنا**

لالچ کرنا، طمع کرنا۔

دولت کو ہونستے ہو، یہ تو دیکھو
دولت کے ساتھ درد سر کتنا ہے
(۴/۵۲۵)

**ہئی**

حاشیہ از یگانہ: ہئی مخفف ہے 'ہے ہی' کا۔ فصحا کے روزمرہ میں ہئی مستعمل ہے اور 'ہے ہی' غیر فصیح و متروک ہے۔ اسی طرح 'ہم ہی' کی جگہ "ہمیں" بولتے ہیں اور یہی فصیح ہے۔"

بدلے گی ہزار رنگ، دنیا تو ہئی
بہلاتے ہیں دل ہم بھی، تماشا تو ہئی
(۳/۳۳۷)

**ہیا پھوٹنا**

کور باطن ہونا، عاقبت نااندیش ہونا۔ لغات میں ان معنوں میں "ہیے کی پھوٹنا" ملتا ہے۔ (ہیا: دل، جگر، حوصلہ، دلیری، ہوش، حواس)

دل ہے روشن تو دین و دنیا روشن
آنکھیں پھوٹیں، ہیا نہ پھوٹے واللہ
(۶/۵۱۴)

**ہیرا پھیری**

بار بار آنے جانے کا عمل، آمد و رفت، گھومنے پھرنے یا چکر لگانے کی حالت، آہر جاہر، آر جار۔

پھرتے ہیں ترے کوچے میں اہلے گہلے
چوری نہ سہی تو ہیرا پھیری ہی سہی
(ترانہ، ۱۸۲)

**یاد ایام/ ایامے**

گزشتہ زمانے کی حالت کی یاد گزرے ہوئے دنوں کا تصور یا خیال، (گزشتہ زندگی کو یاد کرتے ہوئے مستعمل)۔

یاد ایامے تھا زندوں میں اپنا بھی شمار
زور تھا اپنے قلم میں باڑھ تلوار میں
(گنجینہ، ۴۷)

**یاد کرو**

دھیان میں لاؤ، خیال میں لاؤ؛ (عموماً) کسی بھولی ہوئی بات کو یاد دلانے کے لیے بولتے ہیں۔

پیری کا علاج خود فراموشی ہے
مے پی کے خدا کو اپنے یاد کرو
(کلیات یگانہ، ۵۶۴)

**یک دل/یکدل**

ہم دم، ہم راز، متفق؛ کھرے درست۔

نظر آئے جب آثار جدائی رنگِ محفل سے
نگاہ یاس بیگانہ ہوئی یارانِ یک دل سے
(گنجینہ، ۷۱)

**یوں بھی وُوں بھی**

اس طرح سے بھی ممکن ہو اس طرح سے بھی، یعنی دونوں طرح درست ہو (بات وغیرہ)۔

کہو وہ بات دو بکھی کی یوں بھی ہو ووں بھی
زباں وہ کیا جو حقیقت کی پردہ دار نہیں
(گنجینہ، ۵۲)

# یگانہ کی زبان

## سیّد قدرت نقوی

دِلّی اُجڑ رہی تھی ، فیض آباد اور اس کے بعد لکھنو بس رہا تھا ۔ اہل کمال ، اہل فن اور اہل علم و ادب کشاں کشاں وہاں پہنچ رہے تھے ۔ جب لکھنو پائے مستقر بنا تو اسے بارونق اور پرکشش بنانے ، آراستہ کرنے ، مرکز علم و ادب کا درجہ دینے، فنونِ لطیفہ کو حُسن و تازگی بخشنے میں اہل دہلی کا کتنا دخل ہے ، یہ تاریخ کا ایک کھلا باب ہے جسے ہر ذی شعور پڑھ کر پرکھ سکتا ہے ۔ مشہور اساتذہ فن پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ ابتدائی دور کا ہر صاحبِ فن دہلی یا مضافاتِ دہلی سے متعلق ہے ۔ اہل دہلی کی اس کثیر تعداد نے پورب والوں کی آنکھوں کو خیرہ کیا اور وہ ہر چیز کو حیرت سے دیکھنے اور خوشہ چین کرنے لگے ۔

لکھنؤ کی تہذیب و ثقافت کا دور نواب آصف الدولہ کے زمانے سے شروع ہوتا ہے ، اس سے پہلے کی تہذیب و ثقافت کے آثار ناپید ہیں ۔ اگر کچھ ہیں بھی تو وہ علاقائی رنگ کے ہیں اور جو اس علاقے میں ہر جگہ ملتے ہیں بلکہ لکھنو اس دور سے پہلے اپنے وجودی آثار کی بنا پر بہت ہی معمولی حیثیت کا حامل تھا اسے کسی طرح کی اہمیت حاصل نہ تھی ۔ دارالسلطنت بن جانے کی وجہ سے اوّل تو دہلی سے وزیر سلطنت کے ہمراہ اس کا سارا کارخانہ منتقل ہوا ۔ اس انتقال آبادی نے پہلے فیض آباد اور پھر لکھنو کو متاثر کیا ۔ اسی کے ساتھ ساتھ پورب کے شہریوں نے بھی ادھر کا رُخ کیا ۔ ذہنی صلاحیتوں اور علم و فن کی وجہ سے اہل دہلی کو برتری اور فوقیت حاصل تھی ۔ علاقائی حضرات نفسیاتی طور پر احساس کمتری میں مبتلا ہوئے ۔ ازالے کے لیے انھوں نے تحصیل علم وفن میں کوشش کی ۔ ہر قسم کے ہنر حاصل کرنے لگے ، لیکن بنیادی طور پر دہلی مکتب ہی سے منسلک رہے ۔ اپنی برتری اور فوقیت جتانے کے لیے انھوں نے اختراعات کی طرف توجہ مبذول کی ، کہیں وہ کامیاب رہے اور کہیں اختراعات کے شوق کا دھارا اُنھیں دور بہالے گیا اور اس میں انھوں ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا ، بلکہ بعض جگہ نہایت بھونڈی مثالیں بھی نظر آتی ہیں ۔

اہلِ لکھنو نے خطاطی ، نقاشی ، فنون سپہ گری ، فنِ تعمیر و آرائش میں دلی مکتب کی پیروی کی اور اس میں ترقی کے نمایاں آثار نظر آتے ہیں ۔ ان فنون میں ان کی اضافی اختراعات قابل ستایش ہیں ۔ یہ تفصیل کا موقع نہیں ورنہ بتایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے کیا کیا اضافہ کیا اور کیسی کیسی اختراعات کیں ۔

مذکورہ علوم و فنون ایسے ہیں کہ جن میں اہل دہلی و لکھنو میں کوئی خاص آویزش نمایاں نہیں ہوئی ، البتہ زبان ، شعر و ادب میں ایک خاص آویزش اور جذبہ مسابقت نظر آتا ہے ۔ ہوا یہ کہ جب اہل دہلی فصیح زبان بولتے ہوئے سرزمین اودھ میں داخل ہوئے تو اودھی یا پوربی بولنے والے اس سے بہت متاثر ہوئے ۔ اہل دہلی اتنی کثیر تعداد میں پہنچے کہ ان کی زبان و بیان نے وہاں کے رہنے والوں کو مجبور کر دیا کہ وہ ان کی پیروی کریں اور زبان ان سے سیکھیں ۔

زبان وادب میں دو پہلو بہت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں ۔اول حسنِ بیان ، محاورہ و روزمرہ اور تراکیب وغیرہ ۔ دوسرے نفسِ مضمون ، علوئے تخیل ، اندازِ بیان ، اظہارِ جذبات و خیالات و کیفیات ۔ پہلے پہلو کا تعلق کسب وریاضت سے ہے ، اور دوسرے پہلو کے لیے کہا جا سکتا ہے کہ ”تانہ بخشد خدائے بخشندہ“ ۔ اہل لکھنؤ نے تحصیل زبان میں سرتوڑ کوشش کی ۔ زبان آ گئی لیکن وہ کیفیت جو اہل دہلی کا طرہ امتیاز تھا ، وہ حاصل نہ ہو سکی ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ گھروں میں اودھی کا چلن تھا ، قصبات و دیہات میں بھی اودھی راج کر رہی تھی ۔ اس وجہ سے غیر شعوری طور پر لکھنؤ کی زبان جب اہل دہلی سنتے تو ان پر اعتراض کرتے ۔ اودھی یعنی وہاں کی علاقائی زبان کی اس غیر شعوری رو نے اہل دہلی کو بھی کسی حد تک متاثر کیا۔

میر انیس جو برسر مجلس یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ”صاحبو! یہ میرے گھر کی زبان ہے حضراتِ لکھنؤ اس طرح نہیں فرماتے ۔“ وہ بھی اس علاقائی تاثر سے نہیں بچ سکے ۔ بطور مثال ان کا بہت ہی مشہور شعر پیش کیا جاتا ہے ۔

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیوں سے دامنِ صحرا بھرا ہوا

قریب قریب ہر نقاد نے اس کی تعریف کی ہے ۔ فی الحقیقت شعر حسنِ تخیل ، بندش الفاظ اور اثر آفرینی کا حامل

ہے ۔لیکن زبان کے لحاظ سے اردو محاورے کے خلاف ہے ۔'' اوس کھانا'' اردو محاورہ نہیں ہے ۔ انیس نے یہاں غور نہیں کیا اور وہ غیر شعوری طور پر 'اودھی' سے متاثر ہو کر لکھ گئے ۔ اودھ اور بہار میں 'پانی اور دودھ' کے ساتھ 'کھانا' بولتے ہیں اور یہ فارسی کا اثر ہے کہ شیر خوردن 'آب خوردن' کا ترجمہ دودھ کھانا اور پانی کھانا کر لیا ۔ اور یہ اثر اہل دہلی کے پہنچنے سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ 'اوس' بھی 'پانی' سے متعلق ہے، اسی لیے انیس اس کے ساتھ 'کھانا' استعمال کر گئے ۔ ورنہ اگر وہ غور کرتے تو مصرع میں بڑی آسانی سے تبدیلی کر سکتے تھے ۔ انیس ایک اعتراض سے بچنے کے لیے اس غلطی کے مرتکب ہوئے ۔ یعنی اگر وہ یہ لکھتے کہ'' پڑنے سے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا'' تو 'اوس پڑنا' ایک تو روزمرہ ہے اور دوسری صورت میں یہ محاورہ ہے ۔

جس کے معنی کے پیش نظر غالباً انیس نے احتراز کیا، حالانکہ محاوراتی استعمال سے اس میں میرے نزدیک اور بھی زیادہ معنویت تھی ۔ بہرحال اگر وہ بدلنے کی شعوری کوشش کرتے تو '' گرنے سے اوس' یا '' شبنم پڑی تو'' یا '' شبنم نے دھویا'' یا سب سے بہتر صورت یہ ہو سکتی تھی '' شبنم سے دھل کے اور بھی سبزہ ہرا ہوا'' یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ سبزہ و اشجار دھلنے سے نکھر جاتے ہیں ۔ یہ امور اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ جب انیس جیسا محتاط شاعر علاقائی اثر سے نہ بچ سکا تو اس علاقے والے کیسے بچ سکتے تھے، جبکہ اُن کے گھروں میں آدھی اودھی اور آدھی اردو مروج تھی اور آج بھی ہے ۔

جب دہلی سے آئے ہوئے اساتذہ اللہ کو پیارے ہو گئے تو لکھنؤ والوں نے اردو کو ایک نیا رُوپ دینا شروع کیا اور اپنی زبان دانی کو چھپا کر اہل زبان ہونے کا دعویٰ کر دیا اور زبان کو سادگی کے زیور سے محروم کر کے ترصیع کاری شروع کر دی۔ نثر میں اس کا سلسلہ آپ نوطرز مرصع سے شروع کر سکتے ہیں ۔لیکن اس کے بعد میر امن کی '' باغ و بہار'' سے خار کھا کر مرزا رجب علی بیگ سرور نے '' فسانہ عجائب'' لکھ کر دہلی اور لکھنؤ کے لسانی نزاع کو فروغ دیا ۔ اب اہل لکھنؤ نے زبان میں فارسی و عربی الفاظ کے بے دریغ استعمال کو درجہ فصاحت و ثقاہت دیا ۔ اور ایسے محاورات و تراکیب بنانے لگے جو اہل دہلی اور دوسرے لوگوں کے لیے قابل قبول نہ تھیں ،لیکن دہلی اُجڑ چکی تھی ،لکھنؤ آباد اور ایک طباعتی مرکز بھی بن گیا تھا، اس لیے ان کی زبان کا چلن عام ہونے لگا اور جو حضرات کتابوں سے تحصیل زبان کرتے تھے وہ اس سے خاصے متاثر ہوئے ۔

شاعری میں میر و سودا ، انشا و مصحفی ، آتش و ناسخ جیسے اساتذہ فن کے بعد لکھنؤ کی شاعری میں واردات قلبی ، کیفیات حسن و عشق اور درد و غم کی کسک کی جگہ، معاملہ بندی ، لوازمات زیب و زینت اور ظاہری ٹیپ

ٹاپ نے لے لی اور ایسی شاعری ہونے لگی جو لکھنؤ کی تکلف آمیز اور بناوٹی یا نام ونمود کی زندگی کی عکاس تھی ۔ گو اس دور میں بھی بعض اچھے شاعروں نے اس روش سے احتراز کی کوشش لیکن وہ کلیۃً نہ بچ سکے ۔

جب اس دور کی شاعری پر ہر طرف سے لے دے ہوئی اور یورپی علوم وفنون کی درآمد سے شعور کو بیداری اور ایک انگیخت حاصل ہوئی حالی نے اپنے مقدمہ شعروشاعری کے ذریعے ایسے کلام کو ہدف ملامت بنایا تو لکھنؤ میں بھی ایک گروہ نے ترقی کی طرف قدم اٹھایا اور خود کو غالب کا پیرو ظاہر کر کے کچھ تبدیلی پیدا کی ۔ لیکن لسانی عصبیت نے شدت اختیار کر لی اور اب دہلی کی مخالفت ترک کر کے ان حضرات کو نشانہ بنانا شروع کر دیا جو لکھنؤ کے نہیں تھے بلکہ لکھنؤ میں آبسے تھے یا لکھنؤ کے قریبی علاقوں میں اپنے اجتہاد یا سعی بلیغ سے اردو شاعری کو فروغ دے رہے تھے اور خود نامور بن رہے تھے ۔ ان میں شاد عظیم آبادی اور یاس یگانہ چنگیزی سرِ فہرست ہیں ۔

یگانہ عظیم آباد کے رہنے والے تھے مگر لکھنؤ آبسے تھے ۔ اہل لکھنؤ نے ان کو بیرونی کہہ کر ان کی برتری یا ہمسری سے انکار کیا ۔ اہل لکھنؤ کے جذبات حسد ان کے کلام کے انوکھے پن اور تخیل کی بلندی کی وجہ سے بھڑکے ۔ وہ عظیم آباد کے رہنے والے کی برتری کو برداشت نہ کر سکے ۔ ان کی اس جبلت کا پس منظر ہم نے اوپر بیان کیا ہے ۔

جب کوئی ذہین وطباع ہستی اپنے فن کو اہم خیال کرتے ہوئے پیش کرتی ہے تو اس کی یہ توقع بالکل بجا ہوتی ہے کہ اس کے فن کو سراہا جائے گا اور بجا طور پر داد دی جائے گی ۔ لیکن اکثر ہوتا یہ ہے کہ فن کو سراہنے اور داد دینے کے بجائے اس سے رشک وحسد کیا جانے لگتا ہے اور اس جذبے کے تحت اس کے فن کو کمتر اور اسقام سے پُر کہا جانے لگتا ہے ۔ اس پر طعنہ زنی کی جاتی ہے اور نت نئی باتیں اس سے منسوب کر کے اس کے گرد احساس کمتری کے جال بنے جاتے ہیں ۔ ذہین آدمی جب اس ماحول میں جذبات سے بالاتر ہوکر عقل سلیم کی روشنی میں حالات کا جائزہ لیتا ہے اور صحیح نتیجے پر پہنچ جاتا ہے تو اس میں شعور برتری بیدار ہو کر جذبہ احساس کمتری کے حصار سے نکل کر خود کو ایک نئی منزل سے آشنا کرتا ہے ۔ یہ منزل ایک کشمکش اور آویزش سے تعبیر ہے جس میں شعور برتری اردگرد پھیلے ہوئے شعور کمتری کے جال توڑنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے ۔ یہ کشمکش اور آویزش اگر راہ مستقیم اختیار کر لیتی ہے تو پھر عروج واوج حاصل ہوجاتا ہے اور فن کمال کی حدوں کو چھونے لگتا ہے ۔ لیکن اگر یہ جادۂ اعتدال سے ہٹ کر رشک وحسد کے ردعمل اور اس کی تردید پر اتر آئے تو پھر اس کی ذہانت وطباعی کا دھارا کسی اور طرف مڑ کر ضد اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ نرگسیت کے جذبے کا شکار ہو جاتا ہے ۔ مگر اس کے باوجود اس کی

ذہانت اور طباعی کا جوہر اپنا عکس ضرور ڈالتا ہے۔ گو وہ نقش ناتمام کی صورت ہی میں ہو۔

یاس یگانہ بھی اسی نفسیاتی دور سے گزرے ہیں ان کو اہل لکھنو نے ان تمام کیفیات سے دوچار کیا اور انھوں نے ردعمل کے طور پر کچھ ایسی باتیں کیں کہ وہ شعور برتری سے دوچار ہوتے کے باوجود شعور کمتری کے ازالے میں کامیاب نہ ہو سکے اور ان کی ذات ''غالب شکن'' کے نام سے شہرت پا گئی۔ حالانکہ وہ غالب کی عظمت کے معترف تھے لیکن اس اعتراف کے اظہار کا انداز منفی ہو گیا۔ یعنی ان کے دور میں جو حضرات غالب فہمی اور تقلید غالب کے مدعی تھے وہ یگانہ کے نزدیک نہ غالب فہم تھے اور نہ مقلد غالب، یگانہ نے ان کے اس دعوے کے رد میں غالب ہی کو نشانہ بنا لیا۔

اصل بات وہی ہے کہ اہل لکھنؤ نے ان کو اپنا ہمسر نہ گردانا اور یگانہ نے ردعمل کے طور پر اساتذہ لکھنؤ کے ساتھ ساتھ غالب کو بھی نشانہ بنا لیا۔ ان کا پہلا معرکہ عزیز لکھنوی سے ہوا جب انھوں نے اپنے اوپر کیے گئے چند اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے عزیز لکھنوی کے ایک قصیدے پر اعتراضات کیے۔ یگانہ کے اعتراضات عزیز پر بالکل درست ہیں جو میرٹھ کے رسالے ''نظارہ'' میں شائع ہوئے تھے۔

یہ درست ہے کہ اہل لکھنو نے خود کو اہل زبان تسلیم کرا لیا تھا اور اس میں جتنا دخل لکھنؤ میں سکونت اختیار کرنے والے لوگوں کا تھا خود اہل لکھنؤ کا نہیں تھا۔ اور جو چند مسلم الثبوت اساتذہ تھے وہ سب انھی آنے والوں کے فیض یافتہ تھے۔ یگانہ بھی یہی کہتے تھے کہ اگر تم مجھ کو بیرونی کہتے ہو تو ان کو بھی بیرونی کہو جن کے فیض سے تم اہل زبان بنے ہو۔ لکھنؤ کو مستند تو ان لوگوں نے بنایا تم نے نہیں۔ یگانہ کی یہی بات لکھنؤ والوں کو کھلتی تھی اور وہ یگانہ کی مخالفت اسی بنا پر کرتے تھے۔

یگانہ ذہین و طباع تھے۔ زبان کے معاملے میں وہ احتیاط برتتے تھے۔ محاورہ اور روزمرہ کی پابندی بھی ان کے ہاں ملتی ہے۔ وہ ایک معتدل زبان لکھتے تھے۔ ایسے الفاظ بھی استعمال کرتے تھے جنہیں اہل لکھنؤ استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس طویل تمہیدی پس منظر کے بعد اب ہم یگانہ کی مذکورہ لسانی خصوصیات پر روشنی ڈالنے کی کچھ کوشش کرتے ہیں۔

### ا۔ محاورہ

یگانہ نے اپنے کلام میں محاورے اچھے خاصے استعمال کیے ہیں۔ ان کا استعمال اچھا، برمحل اور لطف سے خالی نہیں ہے۔ ہم یہاں ہر طرح کے استعمال کی چند مثالوں پر اکتفا کریں گے اور حسب موقع وضاحت بھی کر دیں گے۔

''محاورہ'' اسم اور فعل کا ایسا مرکب ہے کہ جس میں اسم یا فعل اپنے لغوی معنیٰ کے علاوہ کسی مجازی معنیٰ میں استعمال ہوا ہو۔ گویا محاورے کے دونوں جزوں میں سے کسی ایک جز کا مجازی معنیٰ میں استعمال ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی ایسے مرکب کے دونوں جز لغوی معنیٰ میں استعمال ہوں گے تو وہ محاورہ نہیں ہوگا۔ مثلاً ''پانی پینا'' محاورہ نہیں ہے، کیونکہ 'پانی' اور 'پینا' دونوں اپنے اصلی معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں، لیکن ''لہو کے گھونٹ پینا'' محاورے ہے کہ اس میں 'لہو کے گھونٹ' مجازی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ''غم کھانا'' محاورہ ہے، کیونکہ اس میں 'کھانا' اصلی نہیں بلکہ مجازی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

اگر بہ نظر تعمق یگانہ کے کلام کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یگانہ کا کلام محاورات سے بھرا پڑا ہے۔ سرسری جائزے کا ماحصل یہ ہے کہ تقریباً نوے فیصد اشعار میں محاورے پائے جاتے ہیں اور بعض اشعار تو ایسے ہیں کہ جن میں دو دو تین تین محاورے استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن استعمال کی یہ کثرت اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یگانہ نے عمداً ایسا کیا ہے، بلکہ کلام دیکھنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یگانہ نے زبان کو اہمیت دی ہے اور محاورات کے صحیح اور برمحل استعمال کی اچھی مثالیں قائم کی ہیں یہ سب کچھ برجستگی اور اظہار مفہوم کے لیے ضرورت کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔

یگانہ کے کلام سے جو امثلہ محاوروں کے سلسلے میں پیش کی جارہی ہیں، انہیں ہم نے چند بڑے عنوانات پر تقسیم کردیا ہے۔ اگرچہ محاورات اپنی ساخت اور معنویت کے لحاظ سے متعدد اقسام پر مبنی ہیں لیکن اختصار کے مدنظر ہم یہ عنوانات قائم کررہے ہیں: (الف) عام محاورات (ب) واقعاتی یا تجرباتی محاورے (ج) اختراعی محاورے (د) ترمیمی محاورے (ہ) ترجمہ۔

عام محاوروں کے ذیل میں ہم وہ تمام محاورے درج کررہے ہیں جو کسی واقعے یا تجربے پر نہیں بلکہ معنوی حیثیت کی بنا پر محاورے ہیں۔

پکارتا رہا کس کس کو ڈوبنے والا
خدا تھے اتنے مگر کوئی آڑے آ نہ گیا

اس میں 'آڑے آنا' محاورہ ہے۔ معنوی حیثیت سے استعمال صحیح ہے مگر لطف زبان کے لحاظ سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ اس سے بہتر استعمال ان شعروں میں ملتا ہے:

انتقام قدرت خاموش آڑے آ گیا  شعلہ و پروانہ کی وہ جنگ پیہم دیکھ کر
پروانے کر چکے تھے سر انجامِ خودکشی  فانوس آڑے آ گیا، تقدیر دیکھنا

.........

مخمور مے شراب ہو لینا تھا  کم سے کم ایک نیند سو لینا تھا
دامانِ ہوس کہیں بھگو لینا تھا  بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لینا تھا

اس رباعی میں ''بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا'' اچھا نظم کیا ہے۔ اسی طرح ذیل کی رباعی میں ''بیل منڈھے چڑھنا'' نظم کیا ہے، اگرچہ انداز منفی ہے مگر خوب ہے۔

پیری کی ہوس ہزار منتر پڑھتی  گھٹنے کے سوا عمر رواں کیا بڑھتی
بھونکنے میں فنا کے کیا پنپتا کوئی  مرجھائی ہوئی بیل منڈھے کیا چڑھتی

کانوں میں آ رہی ہے کیا دور کے ڈھول کی صدا
خواب نظر فریب نے سر تو نہیں پھرا دیا
ایک سے بڑھ کے ایک ہے واہ رے لطفِ زندگی
تحفۂ نوش و نیش نے خوب مزہ چکھا دیا
حسن کی آنکھیں کھل گئیں اس میں برائی کیا ہوئی
روئے سیاہ کار سے پردہ اگر اٹھا دیا

ان اشعار میں ''سر پھرانا'' ''مزہ چکھانا'' ''آنکھیں کھلنا'' ''پردہ اٹھانا'' محاورے نظم ہوئے ہیں۔ ان کا استعمال روش عام سے ہٹ کر بھی ہے اور مطابق بھی، بادی النظر میں دونوں باتیں متضاد محسوس ہوں گی لیکن بنظرِ تعمق دیکھنے سے حقیقت واضح ہو جائے گی۔

میں نے پہلے لکھا تھا کہ بعض شعر ایسے ہیں جن میں دو یا دو سے زیادہ محاورے پائے جاتے ہیں:

نہا لیتے گنگا بکھیڑا تھا پاک  گناہوں کو زمزم سے دھویا تو کیا
تمہیں بھی مزا اس کا چکھنا پڑا  یگانہؔ کو ہاتھوں سے کھویا تو کیا

پہلے شعر میں ''گنگا نہالینا، بکھیڑا پاک ہونا، گناہ دھونا'' تین محاورے نظم ہوئے ہیں اور کوئی اوپری نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرے شعر میں ''مزا چکھنا، ہاتھوں سے کھونا'' دو محاورے ہیں اور برمحل ہیں۔

شربت کا گھونٹ جان کے پیتا ہوں خونِ دل

غم کھاتے کھاتے منھ کا مزا تک بگڑ گیا

کس سادگی سے میں نے بڑھایا تھا "دستِ شوق

مجھ سے بد مزاج یکایک اکڑ گیا

ان اشعار میں بھی محاوروں کے استعمال کا یہی حال ہے۔ پہلے میں "خونِ دل پینا، غم کھانا، منھ کا مزہ بگڑنا" تین محاورے اور دوسرے میں "دستِ شوق بڑھانا، مجھ سے اکڑنا" دو محاورے نظم کیے گئے ہیں، استعمال بے ساختہ اور آورد سے خالی ہے۔

پھر جوشِ غضب کو تھام لیتے ہی بنی ‏ ‏ پھر چشمِ کرم سے کام لیتے ہی بنی

منھ سے تو نہ پھوٹے آپ ماشاءاللہ ‏ ‏ آنکھوں سے مگر سلام لیتے ہی بنی

اس رباعی کے دوسرے شعر میں "منھ سے پھوٹنا، سلام لینا" دو محاورے ہیں۔

اپنے ہی سائے سے بھڑکتے ہو ‏ ‏ ایسی وحشت پہ کیوں نہ آئے پیار

آئینے کا سامنا کرے گا کیوں کر ‏ ‏ اپنے سائے سے جو بھڑکتا جائے

ان دونوں شعروں میں "اپنے سائے سے بھڑکنا" اچھا نظم کیا ہے، خاص کر دوسرے شعر میں۔

لہو لگا کے شہیدوں میں ہوگئے داخل

ہوس تو نکلی مگر حوصلہ کہاں نکلا

زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا الٹی

چمن کو آگ لگا کر جو باغباں نکلا

دکھایا گورِ سکندر نے بڑھ کے آئینہ

جو سر اٹھا کے کوئی زیرِ آسماں نکلا

پہلے شعر میں "لہو لگا کے شہیدوں میں داخل ہونا، ہوس نکلنا، حوصلہ نکلا" تین محاورے، دوسرے شعر میں "زمانہ پھرنا، الٹی ہوا چلنا" دو محاورے، تیسرے شعر میں آئینہ دکھانا، سر اٹھانا، دو محاورے نظم ہوئے ہیں۔ ان پر حرف گیری نہیں کی جاسکتی، لیکن "سر اٹھا کے نکلنا" ضرور غور طلب ہے، کیونکہ متداول روپ "سر اٹھا کے چلنا" ہے۔ یگانہ نے اس میں تصرف کیا ہے اور یہ ایسا تصرف ہے جو گوارا کیا جاسکتا ہے۔

خراب ہو چلی زندانِ آب و گل کی ہوا — اب ایک سانس بھی لینا محال ہوتا ہے

بہارِ عمرِ گزشتہ پہ بھیجیے صلواۃ — خزاں میں ذکرِ خزاں حسبِ حال ہوتا ہے

ان شعروں میں "ہوا خراب ہونا، سانس لینا، صلواۃ بھیجنا" محاورے استعمال کیے گئے ہیں۔ درج ذیل شعروں میں "نشہ چڑھنا، بھنگ چڑھنا" کا استعمال قابلِ غور ہے:

خودی کا نشہ چڑھا آپ میں رہا نہ گیا — خدا بنے تھے یگانہ مگر بنا نہ گیا

---

ہائے یہ بہکی بہکی باتیں کیوں! — کیا کوئی بھنگ چڑھ گئی سرکار

پہلے شعر میں "آپ میں رہنا، خدا بننا" بھی استعمال ہوئے ہیں، یہ مختصر سا جائزہ سادہ محاوروں کا پیش کیا گیا۔ یگانہ نے اتنے محاورے استعمال کیے ہیں کہ ان کا احصا باعثِ طوالت ہوگا۔ ہم صرف ایک مختصر سی فہرست ایسے محاورات کی اور پیش کر رہے ہیں جنھیں یگانہ کے کلام میں دیکھا جا سکتا ہے:

وقت کٹنا، جادو کرنا، پالا پڑنا، باگ اٹھانا، انگڑائی لینا، پھیر میں پڑنا، کان بجنا، خون ہلکا ہونا، پچھاڑے کھانا، ہاتھ ملنا، ٹکٹکی بندھنا، دم فنا ہونا، آوازے کسنا، شرط باندھ کے سونا، پاؤں توڑ کے بیٹھنا، موج میں آنا، پہلو دبانا، راہ کھوٹی کرنا، آپ سے باہر ہونا، آگ برسانا، ہاتھ دھونا، حاشیے چڑھانا، میدان ہاتھ رہنا، بھوک پیاس جانا، کرکری ہونا، ٹانگ اڑانا، ٹانگ سے ٹانگ باندھنا، نام باجنا، بھرم کھلنا، اپنے پیرہن میں مست ہونا، بیگار میں پکڑا جانا، پھانسی لگانا، مار پڑنا، کان کھلنا، بیڑا پار ہونا، مت پلٹنا، ماتھا ٹھنکنا، پرچہ لگنا، گھر بیٹھنا، ہاتھ لانا، دنیا گول ہونا، خدا لگتی کہنا، رال ٹپکنا، آئی کو ٹالنا، ڈھٹی دینا، ڈانڈا ملنا، آگ بگولا ہونا، مردہ بھاری ہونا، الٹا سبق پڑھنا، پٹھے پر ہاتھ نہ رکھنے دینا، گھر بولنا، ہوا کھانا، استخارہ کرنا، کفارہ کرنا، دل سے لگنا، خیر باد کہنا، باز آنا، لگن لگنا، ہاتھ آنا، ہوا پلٹنا، منھ تکنا، دم بھرنا، دل بہلانا، غم غلط کرنا، منھ موڑنا، ہمت ہارنا، مُردے کو کاندھا دینا، آگ میں کودنا، چال چلنا، جان پر کھیلنا، منگل گانا، پروان چڑھنا، پھیر پڑنا، نیت بھرنا، پتے کی کہنا، سر چڑھانا، بھیس بدلنا، روپ دھارنا، سر اٹھانا، کارگر ہونا۔

یہ فہرست اور بھی طویل ہو سکتی ہے۔ اب ہم ایسے چند محاوروں کا استعمال پیش کرتے ہیں، جن میں کسی واقعے یا تجربے کا عنصر شامل نظر آتا ہے۔

نہالیتے گنگا بکھیڑا تھا پاک گناہوں کو زمزم سے دھویا تو کیا

اس میں ہندوؤں کے اس عقیدے کا پرتو ہے کہ گنگا میں نہالینے سے تمام گناہ دُھل جاتے ہیں اور آدمی پوتر ہو جاتا ہے۔

اسیرو! شوق آزادی مجھے بھی گدگداتا ہے
مگر چادر سے باہر پاؤں پھیلانا نہیں آتا

''چادر سے باہر پاؤں پھیلانا'' نظم ہوا ہے اگرچہ ''چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا'' زیادہ مستعمل ہے۔

بیٹھا ہوں پاؤں توڑ کے تدبیر دیکھنا
منزل قدم سے لپٹی ہے تقدیر دیکھنا

اس میں ''پاؤں توڑ کے بیٹھنا'' کا استعمال برمحل اور اچھا ہے۔

لہو لگا کے شہیدوں میں ہوگئے داخل
ہوس تو نکلی مگر حوصلہ کہاں نکلا

''لہو لگا کے شہیدوں میں داخل ہونا'' محاورے کی جگہ ''انگلی کٹا کے شہیدوں میں شامل ہونا'' بھی مستعمل ہے اور اس کا استعمال نسبتاً زیادہ ہے۔

اپنے ہی سائے سے بھڑکتے ہو ایسی وحشت پہ کیوں نہ آئے پیار

''اپنے سائے سے بھڑکنا'' محاورہ ہے اور ''بھڑکنا'' کی جگہ ''بدکنا'' بھی مستعمل ہے۔ مگر اس جگہ ''بھڑکنا'' ہی زیادہ موزوں ہے۔

عمر گھٹنے کے لیے ہے وقت کٹنے کے لیے
مفت دن گننے کو ہم پکڑے گئے بیگار میں

''بیگار میں پکڑا جانا'' یہاں یہ محاورہ ایک بلیغ استعارہ ہے دنیا میں زندگی بسر کرنے سے متعلق، ویسے دنیا میں کوئی شخص شاید ہی ایسا ملے جو کسی نہ کسی بیگار میں نہ پکڑا گیا ہو۔

مفلس کو مزہ زیست کا چکھنے نہ دیا اس نقد شباب کو پرکھنے نہ دیا
دنیا سے لپٹتے تو لپٹتے کیونکر پٹھے پہ کبھی ہاتھ تو رکھنے نہ دیا

''پٹھے پہ ہاتھ نہ رکھنے دینا'' کا استعمال خوب ہے۔ ساتھ ہی مزہ چکھنا، دنیا سے لپٹنا، نقد کو پرکھنا کا استعمال بھی پُرلطف ہے۔

فلک نے بُھول بھلیوں میں ڈال رکھا تھا
ہم ان کو ڈھونڈتے یا اپنی جستجو کرتے

اس شعر کا لطف وہ لے سکتا ہے جسے بھول بھلیوں کا تجربہ ہو اور وہ بُھول بھلیوں میں نکلنے کا راستہ تلاش کرتا رہا ہو۔

کون دیتا ہے ساتھ مردوں کا حوصلہ ہے تو باندھ ٹانگ سے ٹانگ

"ٹانگ سے ٹانگ باندھنا" ساتھ دینے کے لیے مستعمل ہے اور ایک کھیل پر مبنی ہے۔ یگاؔنہ کے کلام میں ایسے محاورے خاصی تعداد میں ہیں ہم نے چند تحریر کر دیے ہیں۔ آخر میں ایک رباعی دیکھیے:

لڑتے ہی نظر پینگ بڑھا لیتا ہے اُلٹا سیدھا سبق پڑھا لیتا ہے
دل کو گھاتوں کو سنگدل کیا سمجھیں دو باتوں میں داؤں پر چڑھا لیتا ہے

اس میں نظر لڑنا، پینگ بڑھانا، الٹا سیدھا سبق پڑھانا، داؤ پر چڑھانا، چار محاورے نظم ہوئے ہیں۔ یہ مشاہدے، تجربے اور داخلی واردات پر مبنی ہیں۔

اب ہم ایسے محاورات پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جن میں یگاؔنہ نے شاہراہ عام سے ہٹ کر اختراع و ترمیم کی کوشش کی ہے۔

آپ سے باہر چلے ہو ڈھونڈنے آہ پہلا ہی قدم جھوٹا پڑا

اُردو میں "ہاتھ جھوٹا پڑنا" محاورہ ہے "قدم جھوٹا پڑنا" نہیں ہے۔ یہ یگانہ کی اختراع ہے۔ آپ چاہیں تو اسے قبول کر لیں، مگر "جھوٹا" کا یہ استعمال محلِ نظر ہے۔ یہاں "غلط، اوچھا، بے جا، بے محل" جیسے الفاظ استعمال ہوتے تو بہتر تھا۔

بندۂ خودشناس ہے اپنے ہی پیرہن میں مست
بوئے خودی کو دخل کیا پیشگہِ ایاز میں

اس شعر میں "اپنے پیرہن میں مست ہونا" نظم کیا گیا ہے۔ یہ یگاؔنہ کا تصرف ہے۔ اردو میں "اپنی کملی میں مست ہونا" یا "اپنی ہی کھال میں مست ہونا" ہے۔ "مست" کی جگہ "مگن" بھی استعمال ہوتا ہے۔ یگاؔنہ نے 'کھال' اور 'کملی' کو 'پیرہن' سے بدل کر کوئی معنوی یا زبانی خوبی پیدا نہیں کی۔

پالا امید و بیم سے ناگاہ پڑ گیا دل کا بنا بنایا گھروندا بگڑ گیا

اردو میں "گھر بگڑنا" محاورہ ہے "گھروندا بگڑنا" نہیں۔ یہ بھی یگانہ کی جدت طرازی و اختراع ہی تصور کی جائے گی۔

منھ زوریوں کا حوصلہ سرکار حسن ہے — آخر پڑی وہ مار کہ چرسا ادھڑ گیا

اُردو میں "چرسا اُدھڑنا" محاورہ نہیں ہے، بلکہ چمڑی اُدھڑنا، تسمے اڑنا، کھال اُدھڑنا" محاورے ہیں اور "چرسا" اس لیے بھی درست نہیں کہ اردو میں "چرس اور چرسا" چمڑے کے اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جو کنویں سے آب پاشی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

پہلے تو آپ اپنے کو پہچانتے نہ تھے — حسن یگانہ کس کی نگاہوں میں تڑ گیا

"نگاہوں میں تڑنا" یعنی چہ؟ ملاحظہ فرمایئے، یہ "نگاہوں میں تاڑنا" کی لازم شکل ہے، اردو میں "نگاہوں نے تاڑا یا تاڑ لیا" استعمال ہوتا ہے۔ اوّل تو "تڑنا" مزاج زبان کے منافی ہے۔ دوسرے صوتی اعتبار سے نہایت کرخت اور ثقیل ہے۔ اس سے احتراز بہتر ہے۔ یگانہ نے اسے ایک اور جگہ بھی نظم کیا ہے:

چُم کیوں نہ ہو جائے مانگے کی آنکھ — کہ عینک سے دھاگا پرویا تو کیا

"عینک سے دھاگا پرونا" نگاہ کی کمزوری کے لیے اچھا محاورہ ہے۔

حرارہ لا چکا تھا حُسن، کیسے خیریت گزری
مجھے ٹھنڈا سمجھ کر جوش کا کافُور ہو جانا

اس میں "حرارہ لانا" گرمی پیدا کرنے کے لیے نیا اور اچھا محاورہ لکھا ہے۔ یگانہ کے کلام میں اس قسم کے اختراعی، تحریفی، ترمیمی اور جدت پسندی کے حامل اور بھی محاورے ہیں۔

اردو میں ابتدائی دور سے فارسی محاورات کے ترجموں کا رواج چلا آرہا ہے۔ یگانہ کے کلام میں بھی اس قسم کے محاورات ملتے ہیں۔

سمجھ میں آئی نہ زندان شش جہت کی کشش
کہ پاؤں رکھنے کی جا ہے نہ بھاگ جانے کی

اس شعر میں "نہ پائے رفتن و نہ جائے ماندن" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ ذرا سا بدلا ہوا ہے۔

مجھ سے معنی شناس پر جادو — حسن صورت حرام کیا کرتا

یہاں "سحر کردن" کا ترجمہ "جادو کرنا" ہے۔

تماشا ہے بری تصویر کا بیکار ہو جانا
قلم کے زخم کھا کر پیکر خوباز ہو جانا

"زخم کھانا" ترجمہ ہے "زخم خوردن" کا۔

تلاش کرنے پر اس قسم کے محاورے یگانہ کے کلام میں اور بھی مل سکتے ہیں۔

ہم نے یگانہ کے کلام میں محاوروں کے استعمال پر ایک نظر ڈالی۔ اب ہم ضرب الامثال یعنی کہاوتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ یگانہ کے کلام میں محاوروں کی طرح کہاوتیں زیادہ نہیں ہیں۔ چند کہاوتیں پائی جاتی ہیں۔ ان کہاوتوں میں اردو کی کہاوتیں بھی اور بعض علاقائی بھی، بعض میں تصرف اور تغیر و تبدل کا عمل بھی پایا جاتا ہے جسے آپ یگانہ کی طباعی و ذہانت بھی قرار دے سکتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

دنیا میں رہ کے راست بازی کب تک      مشکل ہے، کچھ آساں نہیں سیدھا مسلک
سچ بول کے کیا حسین بننا ہے تجھے      اتنا سچ بول، دال میں جیسے نمک

اس رباعی میں یگانہ نے "دال میں جیسے نمک" بطور کہاوت نظم کیا ہے۔ اردو میں "آٹے میں جیسے نمک، جیسے آٹے میں نمک، آٹے میں نمک برابر، جتنا آٹے میں نمک" مستعمل ہے۔ کیونکہ "آٹا اور نمک" لازم و ملزوم نہیں۔ اس کا مطلب "بہت تھوڑا، کم سے کم، ہے اور عموماً آٹے میں نمک ڈالنا ضروری نہیں ہوتا۔ اگر ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے تو بہت تھوڑا سا ملاتے ہیں۔ اس کے برخلاف دال میں نمک ڈالے بغیر نہیں پکاتے۔ اس لیے دال اور نمک لازم و ملزوم ہیں۔ چنانچہ اس کا مفہوم "بہت تھوڑا یا کم سے کم" متعین نہیں ہو سکتا۔ یہ علاقائی اثر ہے کہ بہار میں "آٹے میں نمک" کی جگہ "دال میں نمک" استعمال کرتے ہیں۔ "دال میں نمک" اردو نہیں ہے۔ یگانہ نے اپنے علاقے کی کہاوت لکھی ہے۔ اگر وہ چاہتے تو "آٹے میں جیسے نمک" نظم کر سکتے تھے اور کوئی قباحت بھی پیش نہ آتی۔

کھٹکا لگا نہ ہو تو مزہ کیا گناہ کا
لذت ہی اور ہوتی ہے چوری کے مال میں

اصل کہاوت "چوری کا گڑ میٹھا" ہے "چوری کا مال" نہیں ہے۔ لیکن "چوری کا گڑ میٹھا" کے معنی و مطلب "مفت کا مال سب کو پیارا" ہوتا ہے، جو یہاں منطبق نہیں ہوتا۔ اس لیے اب سوچنا ہے کہ یہاں کیا ہونا چاہیے؟ جب غور کیا تو ہمارے سامنے ایک اور کہاوت آئی "چوری کے پھل مزیدار یا لذیذ ہوتے ہیں"۔ یگانہ نے اس میں تصرف کر کے "چوری کا مال" قافیے کی مجبوری کی وجہ سے لکھا ہے لذت کا تعلق پھل سے ہے مال سے نہیں۔

جیت بھی اپنی ہے پٹ بھی اپنی ہے      میں کہاں ہار ماننے والا ہوں

اس میں "جیت بھی اپنی، پٹ بھی اپنی" صحیح نظم کیا گیا ہے۔ اس کہاوت کا تیسرا جز "انٹا اپنے باپ دادا کا" بھی ہے۔ "اپنی" کی جگہ "میری، ہماری" بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ کہاوت چوپڑ کے کھیل سے بنی ہے۔

جاگتے کو جگائے کون ایسے کو گدگدائے کون
لیجیے آ گئی ہنسی دیکھیے وہ جگا دیا

شعر میں ''جاگتے کو کون جگائے'' نظم ہوا ہے، اس کا مفہوم ''بن کر سونے والے کو جگانا مشکل ہے، سوتے کو جگانا مشکل نہیں'' ہے۔ کیونکہ جو فی الحقیقت سویا ہوتا ہے وہ جگانے پر جاگ جاتا ہے۔ لیکن جو جاگتا ہو اور سوتا بن جائے اس کا لاکھ جگائیے نہیں جاگتا۔

انگور کھٹے ہوں خواہ میٹھے بے دسترس کی طعنہ زنی کیا

کہاوت ''انگور کھٹے ہیں'' جس کا مطلب عدمِ حصول پر کھسیانا ہو کر برائی کرنا ہے۔ مفہوم کے لحاظ سے کہاوت صحیح نظم ہوئی ہے لیکن اس کو بدل دیا گیا ہے۔

یک جان اور دو قالب ہوں گے تو دو ہی ہوں گے
دو میں جو تیسرا ہے آنکھوں کا ٹھیکرا ہے

کہاوت ''دو میں تیسرا، آنکھوں کا ٹھیکرا'' ہے۔ یعنی اجنبی مخل صحبت ہوتا ہے۔ صحیح نظم کیا گیا ہے۔ پیرایہ بھی اچھا ہے۔

اپنی ڈفلی اپنا راگ، اپنی دوڑ اپنی بھاگ
کہنے میں بات آتی ہے، سردار نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ کہاوت ''اپنی ڈفلی اپنا راگ'' عدمِ اتحاد، سب کی باتیں یا عمل ایک دوسرے سے الگ الگ ہونے کے متعلق ہے۔ یہ کہاوت ''اپنی اور اپنا'' کی تکرار کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔ اس میں ''اپنی اپنی بھاگ دوڑ'' کہاوت بھی اسی مفہوم کو ادا کرتی ہے۔

شیخ کی کون سی ہے کل سیدھی ارے جو بات ہے سو اُوٹ پٹانگ

کہاوت ''کون سی کل سیدھی ہے'' یعنی کسی بات میں ڈھنگ نہیں، ہر بات بے ڈھنگی ہے، کو ٹھیک طور پر نظم کیا ہے۔

فلسفی کو خبر نہیں اپنی آنکھ کے آگے ناک سوجھے خاک

''آنکھ کے آگے ناک یا ناتھ، سُوجھے کیا خاک'' کہاوت کا مفہوم ''سامنے کی چیز بھی نظر نہیں آتی'' کو اچھی طرح نظم کیا ہے۔

ہوتا ہے بند ایک در کھلتے ہیں صد ہزار در
اپنی طرف سے شک نہ کر نیتِ کارساز میں

اصل کہاوت ''ایک در بند تو ستر (ہزار) در کھلے'' ہے۔ یعنی ''روزی کا ایک وسیلہ ختم ہُوا تو کیا فکر ہے''۔ یگانہ نے شعری تقاضے کی بنا پر تھوڑا سا تصرف کر لیا ہے اور یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔ بلحاظ مفہوم کوئی قباحت نہیں۔

ایک اور ایک دو کیسے سمجھائیں
اُن کے مُرغ کی ہے وہی ایک ٹانگ

''وہی مرغے کی اک ٹانگ'' یہ کہاوت کسی کے بے جا اصرار یا ضد کی ترجمانی کرتی ہے۔ اسی طرح ''ایک اور ایک دو'' سیدھی اور سچی بات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں دونوں کا استعمال برمحل اور خوب ہے۔

محاوروں اور کہاوتوں کے بعد اب ہم یگانہ کے کلام سے روزمرہ، تراکیب اور فقرات کے متعلق کچھ بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ روزمرہ ایسی لگی بندھی ترکیب ہے جسے اہلِ زبان استعمال کرتے ہیں اور اس میں تبدیلی کسی طرح جائز نہیں، جیسے: ''لو دیکھ لو، ایک سے بڑھ کر ایک، ایک ہے'' وغیرہ وغیرہ۔ یگانہ کے کلام میں روزمرہ کا استعمال بھی بہت زیادہ ہے۔ ان سب پر سیر حاصل بحث ایک الگ مضمون چاہتی ہے۔ اس لیے ہم صرف دو چار مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور اوپر خط لگا کر ممیز کر دیتے ہیں۔

دل نامحرم فردا، خدا کی مار ہو تجھ پر
ابھی سے نشہء حسن عمل میں چُور ہو جانا

شامت آگئی آخر، کہہ گیا خدا لگتی
راستی کا پھل پاتا، بندۂ مقرب کیا

آ رہی ہے یہ صدا کان میں ویرانوں سے
کل کی ہے بات کہ آباد تھے دیوانوں سے

کرنی کس کی بھرنی کسی کی
بے موت مرنا، غیرت کے مارے

اندھیرے اُجالے کہیں تو ملیں گے
وطن سے ہمیں دربدر کرنے والے

مست انا بھلے کو پیمبر نہ بن گیا
سوجھی تو خوب نشۂ بے اعتدال میں

بھول بھی جا بھلا دے، یاد نہ کر خدا مان
تیری زباں پر بار بار نام یگانہؔ آئے کیوں

اسی طرح ہم تراکیب کی بھی چند مثالیں پیش کر رہے ہیں۔ تراکیب سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کے اجزا اپنے معنی دیتے ہیں:

کہو وہ بات دو پہلو کہ یوں بھی ہو وُوں بھی
زباں وہ کیا جو حقیقت کی پردہ دار نہیں

جسے چاہ بنا لیا دیوتا بندۂ بے لگام کیا کرتا
نہ چلی کچھ تو بد دعا ہی سہی دہن بے لگام کیا کرتا

پیٹ کے ہلکے لاکھ بڑ ماریں کوئی کھلتا ہے جاننے والا

نیند کے ماتے ٹھہر جا آنکھ کھلنے کی ہے دیر
چشمِ حیراں میں سبک خوابِ گراں ہو جائے گا

زہے حسن گنہگاری، زہے فیض پشیمانی
جبے ٹھنڈا پسینا آ گیا جنت میں داخل تھا

چراغِ زیست بجھا دل سے اک دھواں نکلا
لگا کے آگ مرے گھر سے میہماں نکلا

یگانہؔ کے کلام میں بندھے ٹکے فقرے یا مقولے بھی خاصی تعداد میں استعمال ہوئے۔ ان سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ فقرہ یا مقولہ ایک خاص انداز اور خاص مفہوم ادا کرتا ہے اور اس کا محلِ استعمال بھی مخصوص ہوتا ہے۔ جیسے: "خدا یاد آ گیا، یہاں کیا دھرا ہے" وغیرہ۔ ان فقروں یا مقولوں میں تھوڑا بہت تصرف جائز ہے، جیسے واحد کی جگہ جمع، اب ان کی بھی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

کہاں کا روز جزا، کل کے مرتے آج مریں

امید و بیم کو ٹھوکر پہ مارنے والے

اس شعر میں "کل کا مرتا آج مرے یا مر جائے" کو بصورت جمع استعمال کیا ہے۔ اگرچہ "ٹھوکر پر مارنا" محل نظر ضرور ہے کہ "ٹھوکر مارنا" استعمال ہوتا ہے۔ "پر" یا "پہ" کے ساتھ نہیں۔ وہ "جوتے کی نوک پر مارنا" ہے، جو اسی مفہوم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

تیرے دم سے ہے اپنی دُنیا آباد      اے درد، خدا تجھے سلامت رکھے

مُنھ موڑ کے لکھنؤ سے پہنچے ہیں دکن

تقدیر کہاں کہاں لیے پھرتی ہے

منجدھار تو کیا ہے آگ میں کُود پڑیں      کچھ بھی نہیں، دل میں ٹھان لینے کی ہے دیر

کچھ بس نہ چلا تو جان پر کھیل گئے      کیا چال چلے ہیں ڈوب مرنے والے

بچھڑے ہیں تو کیا آپ سے اک لاگ تو ہے

دم بھرتے رہیں گے دم میں دم ہے جب تک

ہر حسن کو فلسفی کی آنکھوں سے نہ دیکھ      دشمن کو مبارک ہو یہ بالغ نظری

ہم نے اس سلسلے میں بطور نمونہ مندرجہ بالا اشعار پیش کر دیے ہیں۔ اس نوعیت کے بیسیوں اشعار ہیں، جو یگانہ کے کلام میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

آخر میں ہم کچھ ایسے الفاظ پیش کر رہے ہیں، جنھیں عام طور پر استعمال کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے، بالخصوص لکھنؤ کے اساتذہ ان سے گریز کرتے ہیں، حالانکہ داستانوں وغیرہ میں ان کے استعمال کو اچھا خیال کیا جاتا ہے اور بغیر استعمال کیے بات بھی نہیں بنتی۔ یگانہ کی پہلی رباعی کو ہم اس سلسلے میں بہت اہمیت دیتے ہیں، کیونکہ اس رباعی میں جو زبان استعمال کی گئی ہے، وہ سیدھی سادی ہے۔ اس میں اُردو پن بہت زیادہ نکھرا ہوا ہے، تصنع نہیں:

ساجن کو کبھی منا لو پھر سو لینا      سوتی قسمت کو جگا لو پھر سو لینا

سوتا سنسار، سُننے والا بیدار      اپنی بپتا سنا لو پھر سو لینا

اس رباعی میں ''قسمت اور بیدار'' کے علاوہ سارے الفاظ دیسی بولی کے ہیں جسے کبھی کھڑی بولی کہا جاتا تھا اور اب اس کے دو رُوپ ہوگئے ہیں، ایک اُردو اور ایک ہندی۔ دونوں میں صرف لفظوں کا ہیر پھیر ہے، ڈھانچا ایک ہی ہے۔ دونوں کا رسم الخط الگ الگ ہے، زبان ایک ہی ہے۔

دراصل ہم یہاں دیسی یعنی کھڑی بولی ہی کے الفاظ پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اُنھیں کے استعمال نے یگانہ کو اہلِ لکھنؤ سے ممیز کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کچھ تو ہم مختلف عنوانات کے ذیل میں پیش کی جانے والی مثالوں میں نقل کر چکے ہیں یہاں ایک رباعی پیش ہے۔

| | |
|---|---|
| سنسار میں چار دانگ اندھیاری ہے | کیا جانیے خواب ہے کہ بیداری ہے |
| آنکھیں ہیں مگر حسنِ نظر سے خالی | اندھیر ہے یا سمے کی بلہاری ہے |

اس میں ''بلہاری'' کا استعمال محلِ غور ہے۔ ایک اور رباعی ہے:

| | |
|---|---|
| گھر بولتا ہے آج دلدّر بھاگا | دُکھ درد کے ماروں کا نصیبہ جاگا |
| دن کاٹے ہیں گن گن اسی دن کے لیے | ساجن آتے ہیں راستہ دے کاگا |

اس رباعی میں بھی ''راستہ دے کاگا'' محل غور ہے، کیونکہ مشہور یہ ہے کہ ''کاگا'' (کوّا) بولتا ہے تو کوئی قریبی عزیزی یا عزیزی مہمان آتا ہے۔ لیکن اس کے متعلق ''راستہ دینے'' کی روایت نہیں ملتی ہے۔ ظنِ غالب یہ ہے کہ یہ بات علاقائی روایت سے متعلق ہے۔ اُردو میں ایسی کوئی روایت نہیں۔ یہ یگانہ نے اُردو میں اضافہ کیا ہے۔ ایک اور سادہ رباعی دیکھیے:

| | |
|---|---|
| بادل کو لگی کھلتے برستے کچھ دیر | دل کو نہ لگی اُجڑتے بستے کچھ دیر |
| بچوں کی طرح موم ہوا ہوں ایسا | روتے کچھ دیر ہے نہ ہنستے کچھ دیر |

اب متفرق اشعار پیشِ خدمت ہیں:

| | |
|---|---|
| زندگی نے یہ کیسی کروٹ لی | آئی کانوں میں کون سی جھنکار |
| بجھاتے کون، تو جس کو جلائے | پتنگوں کی چڑھائی ہو چکی بس |
| ہوا میں اُڑ گیا ایک ایک پتا | گلوں کی جگ ہنسائی ہو چکی بس |

درج ذیل پوری غزل اس رنگ کی آئینہ دار ہے۔ دراصل یہی رنگ اُردو کو قبولیت عام کا درجہ دیتا ہے:

گوشہ گیری ہے اک انوکھا سانگ — مانگنا ہے کھلے خزانے مانگ

پوچھنا کیا زمانہ سازوں کا — نت نیا بھیس نت نرالا سانگ

شیخ کی کون سی ہے کل سیدھی — ارے جو بات ہے سو اوٹ پٹانگ

کس طلب میں چلا ہے بے انکل — آنکھ والوں سے پہلے آنکھیں مانگ

صلح ٹھہری تو ہے برہمن سے — کہیں مذہب اڑا نہ دے کوئی ٹانگ

بانسری نے دلوں کو موہ لیا — کون سنتا ہے پنجگانہ بانگ

ایک اور ایک دو کسے سمجھائیں — اُن کے مُرغے کی ہے وہی اک ٹانگ

اُڑ چلے کیا فرشتہ انساں سے؟ — سو اُڑان اُس کی اس کی ایک پھلانگ

پھرتے ہیں بھیس میں حسینوں کے — کیسے کیسے ڈکیت تھانگ کی تھانگ

کون دیتا ہے ساتھ مردوں کا — حوصلہ ہے تو باندھ ٹانگ سے ٹانگ

خواہ پیالہ ہو یا نوالہ ہو — بن پڑے تو جھپٹ لے بھیک نہ مانگ

بول بالا رہے یگانہؔ کا

نام باجے جگت کے چاروں دانگ

بات کو مختصر کرتے ہوئے ہم سادہ زبان کچھ مصادر و الفاظ پیش کرتے ہیں، جن سے یگانہؔ کا رنگ نکھر کر سامنے آ جائے گا۔ ان کا استعمال جس انداز سے کیا گیا ہے وُہ ان کے کلام میں دیکھیے تو یگانہؔ کی قادر الکلامی اور زبان دانی بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔ اوّلاً مصادر کی مختصر سی فہرست درج کی جاتی ہے:

"دھڑکنا، پھڑکنا، بھڑکنا، دہکنا، چٹکنا، کھٹکنا، ٹٹولنا، رجھانا، اکڑنا، اُچٹنا، ترنا، جھنجھوڑنا، دھرانا، ناندھنا، ٹھاننا، جھجکنا، بچھڑنا، گھبرانا، دھضنا، مہکنا، تڑنا، پھنسنا، بکسنا، لہلہانا، بھانپنا، ٹاپنا، کڑھنا، کھپنا، سلگنا، تڑپنا، جھکنا، تھکنا، ڈھلنا، پھوٹنا، ہچکچانا، ٹھانا، سانا، چھاننا، ڈسنا، بھٹکنا، بگڑنا، جھڑنا، اُکھڑنا، چہکنا، اُدھڑنا، لڑکھڑانا، ترسنا، ڈھہنا، جھلانا، ٹھٹکنا، پسارنا، بکھانا، سمونا، پھاندنا، راندنا، پتھانا، باجنا، گھِسنا، تاننا، نپٹنا، ریجھنا، لپکنا، گڑنا، گڑونا، پیٹنا، ٹٹولنا، اڑانا، ڈگمگانا، ڈھونا، الاپنا، جھپٹنا، ٹھننا، کھنکانا، ٹپکنا، ٹالنا، بھیجنا، چڑھانا، گھبرانا، کھل کھلانا، رُوٹھنا، پھوٹنا، کھپانا، چومنا، بھگونا، بدنا۔"

۔۔۔ ہم نے مرکب مصادر نہیں دیے ان کی تعداد بھی خاصی ہے۔ اب مفرد یا ایسے مرکب جو بمنزلہ مفرد ہیں ان کی بھی ایک مختصر فہرست پیش ہے۔ ان سے بھی یگانہ کی انفرادیت ظاہر ہوتی ہے یہ بھی مفصل بحث طلب پہلو ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ الفاظ ملاحظہ فرمایئے:

"پھبتی، دونا، گھروندا، چرسا، دہا، روپ، درشن، پٹم، دوبکھی، پٹختی، جگت، ونڈ، وڑیڑ، الٹوانسی، دمنی، بھرم، ڈھبی، ڈانڈا، گہہ، مت، بھول بھلیاں، کرکری، ٹھیکرا، بل، بکھیڑا، پھیر، وانگ، پریم، پریم بھگت، بھگت، ہلکان، سے، سانگ، نت، بھیس، بے انکل، اڑان، پھلانگ، ڈکیت، تھانگ، باگ، گھن، پانچھی (کذا)، بونڈلا، کاگا، اندھا آئینہ، اندھی نگری، اندھیاری، بلہاری، مہیسر، چونپ چاؤ، سبھاؤ، تاؤ بھاؤ، جاگتی جوت، ڈگن، جم جم، گھورا، تڑکا، بھلا چنگا، کھٹکا، دمن، ڈھکا پردہ، پیٹ کا ہلکا، نیند کا ماتا، جگ ہنسائی، دھن کا پکا، منہ بولتا (بولتی)، جاگتی جوت، تجک، تاؤ بھاؤ، خدا کی سنوار، سمجھ کا پھیر، ہنسائی، دہائی، پچھلا پہر، دیکھا دیکھی، چت، پٹ، آگے، چوری، ڈفلی، راگ، اُجالا، کرنی، خدا کی مار، بھلے کو، کھتا، دُور کے ڈھول، بھلا چنگا، کالے کوس، انوکھا، پیچھے، ٹھکانا، منجدھار، گھاٹ، بھاری، تڑپ، بھجن، لگن، ڈگن، آسرا، کنواڑ (کذا) دھوکا، ٹھیس، گھنا (گھنی)، چھاؤں، جان جوکھم، منتر، گہن، گھن (کذا)، گھونٹ، کاندھا، جھونکا، پروان، پتلا، لاگ، لگاؤ، ڈھیر، چونپ، کروٹ، کھیتی، ہری، ہیرا، چاؤ، کنکر، انمول، گونگا، بہرا، گہرا، بڑھ کر، دھڑکا، ناتا، ٹھوکر، پریم پاپی، ٹھیس، ڈہری، ان بن، ماتھا، سنسنی، پینگ، گھات، بے ڈھڑک، سکھ، دکھ، اجیرن، آہٹ، الٹا (الٹی) جھنجھٹ، آگا، پیچھا، ہیا، کسک، لہر، گاہک، سیانا، بیچاری، پھل، الٹا سیدھا (الٹی سیدھی)، ڈھب، مہنگا، پالا، پلا، دھیان، چسکا، کس بل، پچھلا، تجھٹ، کھٹک، چنگاری، ہوکا، کھیل، آئی، اوجھل۔"

یہ تھا یگانہ کی زبان کا ایک مختصر سا جائزہ، جس میں ان کے کلام سے زبان کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم نے اس مضمون میں اہلِ ادب کی زبان کا جائزہ لینے کے ایک انداز کی طرف اشارے کیے ہیں۔ اس میں عربی و فارسی کے الفاظ و تراکیب سے عمداً صرفِ نظر کیا ہے کیونکہ وہ خاصے عام اور مروّج ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ ہم یگانہ کے اس انداز کی طرف توجہ دلائیں جو ان کو اہلِ لکھنؤ سے ممیّز کرتا ہے۔ اور وہ پہلو یہی ہے کہ انھوں نے عربی و فارسی کے ثقیل الفاظ کا سہارا نہیں لیا بلکہ سادہ اور عام فہم اُردو کے الفاظ و تراکیب کو استعمال کیا اور سادہ ہی زبان لکھی ہے۔

# یگانہ کی شعری زبان

ڈاکٹر نجیب جمال

شاعری بظاہر وحدت نظر آتی ہے لیکن درحقیقت بہت سے عناصر سے مل کر وجود میں آتی ہے ۔ شاعری کے لیے جذبہ اور تخیل کی فراوانی از بس ضروری ہے اس کا تیسرا لازمی عنصر حسن بیان ہے ۔ دراصل شاعری حسن بیان کی طرف طبعی میلان رکھتی ہے تاہم حسن بیان ، جذبہ اور تخیل کے ساتھ مربوط ہو تو وہ وحدت جنم لیتی ہے جسے شاعری کہا جاتا ہے ۔

الفاظ شاعری کا بنیادی جوہر ہیں اور اپنا ایک مخصوص مزاج اور لہجہ رکھتے ہیں ان کی یہی خصوصیت جب کسی شاعر کے یہاں مانوس تکرار کے ساتھ اُبھرتی ہے تو شاعری کا منفرد لب ولہجہ بھی اُبھر کر سامنے آجاتا ہے ۔لفظوں کا مزاج اور لہجہ ہی انہیں شیریں یا تلخ ، مانوس یا اجنبی ، خوش گوار یا ناخوش گوار بناتا ہے ۔ الفاظ سے ہی شعر میں غنائیت پیدا ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اشعار معنی ومفہوم کے اعتبار سے اتنی اہمیت نہیں رکھتے لیکن ان کا صوتی آہنگ بڑا دل نشیں ہوتا ہے ۔

فارسی ، اُردو شاعری میں اظہار کا مقبول ترین پیرایہ تغزل ہے ۔ جذبات ، احساسات اور واردات کو لطیف ترین پیرائے میں بیان کرنے کو تغزل کا نام دیا گیا ہے ۔تغزل دراصل کیفیت میں ڈوبی ہوئی اس زبان کو کہتے ہیں جس میں سوز اور ساز دونوں موجود ہوں ۔تغزل یوں تو صنف غزل سے مخصوص ہے مگر حسن اتفاق سے فارسی اُردو شاعری کی تمام اصناف میں تغزل کا رچاؤ موجود ہے ۔

غزل کا مرکزی اور محبوب تصور ''حسن وعشق'' رہا ہے ۔ شام وحشت ، شب ہجراں اور صبح وصال کے فسانے جس کو جتنے یاد تھے اُس نے اتنے سنائے ضرور۔ تاہم غزل محض محبوب کی زلفوں کے پیچاک میں اُلجھ کر نہیں رہ گئی بلکہ اس میں ستم ہائے روزگار اور جہانِ تازہ کے قصے بھی چھیڑے گئے ۔ غزل میں عشقیہ موضوعات کے علاوہ بتدریج مابعد الطبیعیاتی ، تہذیبی ، سیاسی اور سماجی مسائل و افکار شامل ہوتے گئے ۔ یوں غزل کی زمین

کشادہ ہوتی چلی گئی اور اس میں معنی کی ایک دنیا آباد ہوگئی ۔ برصغیر کے فارسی گوشعراء طالب آملی ، ظہوری ، نظیری ، عرفی ، ناصرعلی سرہندی اور بیدل وغیرہ معنی آفرینی (Quest of Meaning) پر یقین رکھتے تھے ۔ اُردو میں بھی شعراء کا ایک ایسا طبقہ موجود ہے جس کے یہاں لفظ و معنی کا رشتہ بہت گہرا ہے اس طبقے کی نمائندگی میر و غالب کے بعد اقبال کرتے ہیں ۔ اُردو کے متاخرین شعراء میں اس سلسلے کے آخری غزل گو شاعر یگانہ ہیں ۔

یگانہ کی غزل کی زبان اُن کے شعری اظہار (Poetic Medium) کی زبان ہے اگرچہ انہوں نے ایک کثیر تعداد میں رباعیاں بھی کہیں مگر اس کے باوجود رباعی اُن کے تخلیقی اظہار میں ثانوی حیثیت (By Product) رکھتی ہے پھر یہ کہ رباعی میں بھی اُن کی غزل کا آہنگ موجود ہے ۔ یگانہ نے اُردو شاعری کے بلند آہنگ لہجے کی روایت کو قبول کیا تھا ۔

تمام اُردو شاعری کو بالعموم اور اُردو غزل کو بالخصوص لہجے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ۔لہجہ دراصل منفرد اندازِ گفتگو یا وہ کیفیت اظہار ہے جو مختلف جذبات اور احساسات کے اظہار سے عبارت ہے ۔ لہجے کی ایک سطح عمومی ہوتی ہے جس میں شاعر محبت ، رفاقت ، ہم دردی اور شفقت کے جذبے کا اظہار کرتا ہے اور دوسری سطح انفرادی ہوتی ہے یعنی اسلوب میں شخصیت کی گونج سنائی دیتی ہے ۔ یگانہ کے یہاں لہجے کی یہی انفرادی سطح ہے ۔ اور اگر لان جائنس کی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ ''اسلوب کی رفعت ایک بڑی شخصیت کی گونج ہے''۔ تو یگانہ کے اسلوب کے حوالے سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کے اسلوب کا ترفع ان کی پہچان ہے ۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کے لفظوں میں ''یگانہ نے اپنے مفکر انداز کے سہارے ایک ایسی بلند آہنگی اور شدت پیدا کی کہ اس کی حدیں رفعت اور ترفع سے جا ملیں''۔

یگانہ کی پوری کی پوری شخصیت حرف وصوت کی شکل میں ان کے شعر میں ڈھل گئی تھی گویا ان کا لہجہ اس چوکھٹے کی طرح ہے جس میں ان کی تصویر سجی ہوئی ہے ۔ یگانہ کی یہ لہجہ انجم اعظمی کے خیال میں ''اُردو کا قوی ترین لہجہ ہے اس میں شعور اور انسانی کردار کی بے پناہ قوت ہے ۔ اس کی شخصیت ایک ایسی شخصیت بن کر ہمارے سامنے آتی ہے جو زندگی کے جبر سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہے لیکن شکست تسلیم نہیں کرتی ۔ اس سے اُردو شاعری میں ایک عظیم المیہ وجود میں آتا ہے ۔ یہی المیہ پکار کی صورت اس کے لہجے میں سمٹ آیا ہے''۔

بہت کم شاعروں کا ہر شعر مخصوص لہجہ کا پابند ہوتا ہے۔ اُردو شاعری کی روایت میں ایسے چند ہی نام ذہن میں آتے ہیں۔ میر کی طرح یگانہ بھی اپنا ایک منفرد آہنگ رکھتے ہیں۔ کلام موزوں میں آہنگ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آہنگ عروضی وزن سے پیدا ہوتا ہے۔ عروضی آہنگ کو اپنے آہنگ سے ملا کر کوئی اور کیفیت بنا دی جاتی ہے۔ یہ کیفیت اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ عروضی وزن میں رہتے ہوئے الفاظ کے استعمال سے کوئی اور آہنگ تخلیق کر لیا جائے۔ باکمال شاعر وہی ہے جو عروضی آہنگ کو اپنے آہنگ سے ملا کر نئی کیفیت بنا دیتا ہے۔ میر کا مترنم اور یگانہ کا بلند آہنگ اسی نئی کیفیت کا نام ہے۔ یگانہ، سودا، آتش اور غالب کی طرح ان لوگوں میں سے ہیں جو صرف اپنی آواز کے طنطنے، الفاظ کی کاٹ اور لہجے کے کس بل کی وجہ سے زندہ رہ سکتے ہیں۔

یگانہ کی زبان اُردو شاعری کی روایت میں اس لیے بھی اہم ہے کہ وہ غزل جیسے داخلی احساسات کی نمائندہ صنف سخن میں غیر عشقیہ واردات کا ذریعہ اظہار بنی ہے۔ اسی طرح یگانہ نے اپنے مخصوص بلند آہنگ لہجہ کے ساتھ ساتھ نئے فکری اور جمالیاتی شعور کو بھی اُردو غزل میں سمو دیا ہے۔ ان کے یہاں شعری اظہار شعری معنویت کے تابع ہے۔ یہ شعری معنویت شاعرانہ اظہار کے سبھاؤ سے زندگی کی ہر واردات کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ یگانہ کی غزل نے نئے نئے فنی اور فکری مطالب کی ترجمانی کر کے اپنی ہمہ گیری اور ارتقا پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ گویا یگانہ کی غزل میں الفاظ کی اہمیت محض صوتی نہیں بلکہ فکری بھی ہے۔ ان کے اشعار میں مصرعوں کی بندش کا نظام بڑا چست ہے انہیں اپنے بیشتر معاصرین سے بھی یہی شکایت تھی کہ انہیں دوسرا مصرع کہنا نہیں آتا۔ جب کہ سید عابد علی عابد کے لفظوں میں ''یگانہ کے الفاظ کی کاٹ اور مصرع کہنے کا پینترا ایک عجیب رنگ رکھتا ہے''۔

یگانہ متروک لفظوں کا بھی احترام کرتے ہیں اور مفہوم کی ترسیل کے لیے بعض اوقات متروک لفظوں کا استعمال کر کے حقیقی مسرت حاصل کرتے ہیں۔ یگانہ نے غزل کی زبان میں بعض ایسے نئے الفاظ کا اضافہ کیا جنہیں شاعری کے لیے ناموزوں اور ناگوار سمجھا جاتا تھا۔ یگانہ نے ان کو گوارا ہی نہیں بنایا بلکہ انہیں استعمال کر کے بیان کا حسن اور رچاؤ پیدا کیا۔ یگانہ نے ایسے مہند لفظوں میں جو اپنے مستعمل معنوں میں عربی اور فارسی میں استعمال نہ ہوتے ہوں عربی، فارسی لفظوں کی طرح اضافت یا عطف کو جائز قرار دیا اور اس معاملے پر اپنے مضمون ''الفاظ مہند بہ عطف واضافت'' (مطبوعہ ''نظارہ'' میرٹھ، اپریل، مئی ۱۹۱۶) میں فیصلہ

کن بحث کی۔ یگانہ کا یہ مضمون ایک متنازع فیہ مگر فکرانگیز مضمون ہے۔ اس سے ناسخ کے اصلاح زبان کے اس نظریے پر براہ راست زد پڑتی ہے جس کی پیروی لکھنؤ میں فرض سمجھ کر کی جاتی تھی اور جس کے نتیجے میں فارسی زدہ تراکیب اُردو شاعری کا لازمہ بن گئی تھیں۔

ناسخ کے اصلاح زبان کے ضابطے طرز فارسی کی حمایت کرتے تھے جس کے نتیجے میں فارسی الفاظ و تراکیب کا استعمال بہت بڑھ گیا تھا۔ ناسخ نے اُردو کی صرف ونحو کے اصول مرتب کیے، روز مرہ اور محاورات کی چھان پھٹک کی اور ان کے قاعدے مقرر کیے۔ تذکیرو تانیث کے ضابطے بنائے، افعال و مصادر میں تبدیلیاں کیں اور عروض و قافیہ کی پابندیوں پر زور دے کر ارکان کی ہم آہنگ ترتیب پر زور دیا۔ ناسخ کے یہ سب اصول اور ضابطے فیصل تھے اور ان سے انحراف کی اجازت نہیں تھی چناں چہ ایک عرصہ تک ناسخ کی زبان کسوٹی بنی رہی یہاں تک کہ غالب نے بھی اپنی شاعری کے ابتدائی دور میں ناسخ کے اصولوں کی سختی سے پیروی کی۔ دوسرے معنوں میں ناسخ نے بھاشا، ہندی اور پراکرتی ہندی الاصل الفاظ کے استعمال پر پابندی عائد کی جس سے اُردوشعرو ادب سے ہندی رس ختم ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ یگانہ اس امر پر یقین رکھتے تھے کہ ہر وہ لفظ جو اُردو زبان کا حصہ بن گیا ہے خواہ وہ عربی ہو یا فارسی، ہندی ہو یا پنجابی، مستعمل ہو یا متروک اگر اس میں چاشنی ہے تو وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے اور اسے شعری لسانیات کی تشکیل میں استعمال کیا جانا چاہیے۔ گویا ناسخ نے جو محاورہ شعری وضع کیا تھا یگانہ نے اسے قبول نہیں کیا اور خود انہوں نے فارسی کے ثقیل الفاظ کا سہارا لینے کے بجائے اُردو کے مستعمل الفاظ و تراکیب اور محاوروں کو استعمال کیا۔ یگانہ کی انفرادیت یہ ہے کہ فارسی زبان و ادب کا گہرا شعور رکھنے کے باوجود بیشتر شعرائے اُردو کی طرح ان کا لسانی خمیر فارسی کلاسیکی اسلوب سے نہیں اُٹھا بلکہ انہوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ فارسی بندشوں میں محصور اُردو شاعری کا رُخ ٹھیٹھ اُردو محاورے اور زبان کی طرف موڑ دیا۔ زبان کی اس خصوصیت کی وجہ سے ان کا شعری لب و لہجہ نہ صرف اپنے دور کے اُردو غزل گو شعراء سے الگ ہے بلکہ اُردو کے کلاسیکی شعراء کے لہجے سے بھی علیحدہ نظر آتا ہے۔

یگانہ کے معاصرین کی غزل روایت سے مربوط ہے اور غزل کے معین فریم ورک میں رہتی ہے۔ یگانہ نے غزل کے روایتی اسلوب سے الگ ہو کر اسے صریحاً افکار و خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا انہوں نے اُردو شاعری کو Permanent Working Vocabulary سے کام لے کر بعض جدتیں پیدا کیں۔ اس

نئے تجربے میں یگانہ سے چھوٹی موٹی لغزشیں بھی ہوئیں ۔ مثلاً ان کے دو اشعار دیکھیے ۔

دل کا بنا بنایا گھروندا بگڑ گیا　　　پالا اُمید و بیم سے ناگاہ پڑ گیا

آخر پڑی وہ مار کہ چرسہ اُدھڑ گیا　　　منہ زوریوں کا حوصلہ سرکارِ حسن سے

ان اشعار میں گھر بگڑنا کی بجائے ''گھروندا'' یا چمڑی اُدھڑنا یا کھال اُدھڑنا کے بجائے ''چرسہ اُدھڑنا'' غیر مانوس شعری زبان ہے تاہم یگانہ کے تجربے کی اہمیت کے پیش نظر یہ معمولی فروگزاشتیں نظر انداز کی جاسکتی ہیں ۔

یگانہ کے بلند آہنگ لہجے کو طاقت اور توانائی کا لہجہ کہنا چاہیے ، ایسا لہجہ جو انسانی بے بسی کے احساس کو زائل کرتا ہے اور اس کی جگہ اثبات اور حوصلہ پیدا کرتا ہے ۔ اسی لہجے کو یگانہ نے خودشناسی کی سپر بنایا تھا اور اسی لہجے سے وہ روایتی نظام اخلاق پر ضرب کاری لگاتے ہیں ۔ یگانہ کے بلند آہنگ توانا لہجے کے بعد ان کی شعری زبان کی اہم ترین خصوصیات دو ہیں (۱) محاوروں کا مخصوص استعمال (۲) ٹھیٹھ اُردو کا استعمال ...... یہ دونوں خصوصیات نسبتاً تفصیلی مطالعے کی متقاضی ہیں ۔

کسی بھی زبان کے محاوروں کا تہذیبی اور سماجی زندگی سے اٹوٹ رشتہ ہوتا ہے اس کی واضح مثال اُردو زبان کے محاورے ہیں جو برصغیر کے ہندو مسلم کلچر کے خدوخال اُجاگر کرتے ہیں ۔شاعری چونکہ '' سلیقہ کلام'' کی علامت سمجھی جاتی ہے اس لیے شاعری میں محاوروں کے برمحل اور برجستہ اظہار کے لیے شاعر کا تہذیب شناس ہونا بہت ضروری ہے گویا محاورے کا برمحل استعمال تہذیبی عمل کو تسلسل مہیا کرتا ہے ۔

یگانہ نے اپنے کلام میں جابجا محاوروں کا برجستہ اور معنی خیز استعمال کیا ہے ۔ یہ ان کا ہنر بھی ہے اور عیب بھی ۔ ہنر اس لیے کہ وہ شعر میں محاورے کو غیر محسوس طریقے سے استعمال کرتے ہیں ۔ یگانہ کے بعض مخالفین نے بھی ان کی اس خوبی کو تسلیم کیا ہے ۔ مثال کے طور پر نخشب جارچوی نے اپنے مضمون ''میرزا یگانہ چنگیزی'' میں جہاں یگانہ کے اشعار میں تکرار الفاظ اور تکرار تراکیب کو بخل شاعر قرار دیا ہے وہاں محاورے کے استعمال کے بارے میں لکھا ہے کہ '' مرزا یگانہ کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے جو اس دور کے اور کسی دوسرے شاعری میں نہیں پائی جاتی وہ محاورات اس انداز سے لکھ جاتے ہیں کہ یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ شعر محاورہ کے لیے کہا گیا ہے شعر سے شعریت نہیں جاتی اور عبارت میں جھول پیدا نہیں ہوتا ۔یوں تو ذوق مرحوم نے بھی محاورات نظم کیے ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ وہ فقط محاورات کے ہی شاعر تھے اور بس ۔ یہاں اس کے برعکس

محاورہ شعر کی قیمت بڑھاتا ہے'' یگانہ کے یہاں محاورے کا استعمال عیب اس لیے ہے کہ وقت کے ساتھ محاورے سے مزین زبان کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے پھر یہی نہیں شعری زبان میں محاوروں کی بھر مار اسے بے لطف بنا دیتی ہے اور ایسا یگانہ کے یہاں بھی ہوا ہے۔ مثال کے طور پر یگانہ کے یہ اشعار:

| | |
|---|---|
| کیوں نقشِ قدم دیکھ کے کھاتے ہو پچھاڑیں | کیا قافلے سے کوئی بچھڑ کر نہیں ملتا |
| کس سادگی سے میں نے بڑھایا تھا دستِ شوق | ہتھے سے بدمزاج یکایک اُکھڑ گیا |

تاہم مجموعی طور پر یگانہ کے یہاں محاوروں کا استعمال انتہائی باموقع ہے وہ محاورے کے استعمال سے زبان میں ''کن'' لگانے کا ہنر جانتے تھے۔

یگانہ کا کم و بیش تین چوتھائی کلام محاوروں کے استعمال پر مبنی ہے۔ بعض اشعار میں ایک سے زائد محاورہ بھی پائے جاتے ہیں۔ چند اشعار دیکھیے:

| | |
|---|---|
| نہا لیتے گنگا بکھیڑا تھا پاک | گناہوں کو زم زم سے دھویا تو کیا |
| لہو لگا کے شہیدوں میں ہوگئے داخل | ہوس تو نکلی مگر حوصلہ کہاں نکلا |
| زمانہ پھر گیا چلنے لگے ہوا اُلٹی | چمن کو آگ لگا کر جو باغباں نکلا |
| دکھایا گورِ سکندر نے بڑھ کے آئینہ | جو سر اُٹھا کے کوئی زیرِ آسماں نکلا |

سیّد قدرت نقوی نے اپنے مضمون ''یگانہ کی زبان'' میں یگانہ کے کلام میں محاوروں کو ساخت اور معنویت کے لحاظ سے چند بڑے عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ وہ عنوانات یہ ہیں (الف) عام محاورات (ب) واقعاتی یا تجرباتی محاوارت (ج) اختراعی محاورے (د) ترمیمی محاورات (ہ) ترجمہ۔

یگانہ کے کلام میں اگرچہ فارسی آمیز تراکیب بھی پائی جاتی ہیں مگر ان کا تخلیقی جوہر ایسے اشعار میں زیادہ نمایاں ہوا ہے جن میں اُردو زبان کے روز مرہ اور محاورے کا حسن موجود ہے۔ اس حوالے سے اُردو کے شعراء ذوق اور داغ خصوصی شہرت کے حامل ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں کے یہاں محاورے کا استعمال محض لطف زبان کے لیے ہے جبکہ یگانہ کے یہاں محاورہ زبان کا چٹخارہ پیدا کرنے کے بجائے وصف لفظی و معنوی میں اضافہ کرتا ہے۔ یگانہ نے محاورے کی تختی کو اس طرح برتا ہے کہ محاورہ بندی نشتریت کا عمل بن گئی ہے۔ یگانہ کا یہ انداز مکمل تہذیبی آگہی اور اپنی شعری روایت سے باخبر ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ یگانہ کے درج ذیل اشعار دیکھیے:

کوئی طوفان آیا یا ہمارے کان بجتے ہیں ذرا اے بندگان ناخدا ہشیار ہو جانا

اسیر شوق آزادی مجھے بھی گدگداتا ہے مگر چادر سے باہر پاؤں پھیلانا نہیں آتا

یگانہ کے محاورات زندگی کے جبر اور شخصیت کے ارادے سے عمل تک کی منزل کا پتا دیتے ہیں اسی لیے ان کی بلند آہنگ اور نسبتاً غیر متغزلانہ زبان کا چرچا ہے۔ ایم ڈی تاثیر کے الفاظ میں ''یاس کی شاعری محض حیات و جذبات کی ترجمانی پر اکتفا نہیں کرتی اس میں تنقید حیات کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ قدرت زبان کی وجہ سے یاس گہرے خیالات، صاف بامحاورہ عبارت میں بیان کرتا ہے اور اس کا کلام محاورہ برائے محاورہ اور بے معنی رعایت لفظی سے عموماً پاک ہے''۔

یگانہ کی بامحاورہ بند شاعری کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ محاورہ خیال کے تسلسل میں رکاوٹ بننے کے بجائے اسے آگے بڑھنے میں مدد دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ یگانہ کی بیشتر غزلوں میں مسلسل خیال موجود ہے اور باوجود یہ کہ ان کے بعض اشعار میں ایک سے زائد محاورے استعمال ہوئے ہیں خیال اور معنی کی ترسیل میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ غزل اور رباعی کے علاوہ مثلث میں بھی محاوروں کا استعمال یگانہ کی مہارت کا ثبوت ہے، مثلث کا ایک بند دیکھیے:

ناخدائے کم ہمت ہاتھ پاؤں مار آیا تہ کی کیا خبر لاتا حوصلہ بھی ہار آیا

پار اُتارنا کیسا بارِ سر اُتار آیا

یگانہ کا کلام فکری توانائی، زبان کی لطافت اور تاثیر کے اعتبار سے ہی منفرد نہیں لفظی مناسبتوں، روزمرہ کے استعمال اور محاوروں کی صحت کے سبب اپنا ایک الگ مقام رکھتا ہے۔ محاوروں میں تصرف کرتے ہوئے یا نئے محاورے ایجاد کرتے ہوئے ان سے کچھ لغزشیں ضرور ہوئی ہیں مگر اس کے باوجود نئے نئے محاوروں کو زبان کا جزو بنانے کا تجربہ یگانہ نے بڑی خوش سلیقگی سے کیا ہے۔ الفاظ کی نشست و برخاست، روزمرہ محاوروں کے استعمال کے ساتھ ساتھ معنی آفرینی کا حسن اور جدت بیان کے ساتھ جوش ادا کا پہلو یگانہ کی ایک ہی غزل کے چند اشعار میں دیکھیے:

ادب نے دل کے تقاضے اُٹھائے ہیں کیا کیا ہوس نے شوق کے پہلو دبائے ہیں کیا کیا

اسی فریب نے مارا کہ کل ہے کتنی دور اس آج کل میں عبث دن گنوائے ہیں کیا کیا

بلند ہو تو کھلے تجھ پہ زور پستی کا بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگائے ہیں کیا کیا

خودا پنی ذات پہ شک دل میں آئے ہیں کیا کیا　　خدا ہی جانے یگانہ میں کون ہوں کیا ہوں

یگانہ کے شعر:

خونِ فرہاد برسرِ فرہاد　　کون دیتا ہے دادِ ناکامی؟

پر مجتبیٰ حسین کی رائے بڑی صائب ہے۔ یگانہ کی محاورہ دانی کی بحث کا اختتام اسی رائے پر کیا جاتا ہے، وہ لکھتے ہیں ''یہ شعر جو''کوہ بے ستون'' کو تراش کر نکالا گیا ہے المیہ کی جس بلندی کو چھو لیتا ہے وہاں آنسوؤں اور آہوں کا گزر نہیں۔ یہ انسانی زندگی کی صدیوں کی المناکیوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ محاورات کے استعمال یا خالی خولی زبان دانی کا مظاہرہ نہیں ہے یہ غم کی بات ہے جو سستے مظاہرے کی طالب نہیں ہوتی۔

یگانہ کی شعری زبان کی دوسری اہم ترین خصوصیت ٹھیٹھ اُردو کا استعمال ہے انہوں نے بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ ٹھیٹھ اُردو کے الفاظ کو شاعری کی زبان کا حصہ بنایا۔ یگانہ ایسے کھڑی بولی، برج بھاشا اور اودھی کا بھید بھاؤ اور مزاج سمجھنے والے بہت کم اُردو شعراء ہیں۔ ٹھیٹھ ہندی الفاظ، روزمرہ ٹکسالی بولی اور محاوروں کو انہوں نے کثرت سے اُردو میں داخل کیا۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا یہ خیال درست ہے کہ ''زبان کا مسئلہ دراصل صرف زبان کا مسئلہ نہیں یہ ایک تہذیبی نظر، ایک انداز زندگی، گنگا جمنی کیفیت اور دو بڑے فرقوں کے مابین ذہنی و جذابی اشتراک کا مسئلہ بھی ہے''۔ اِس اعتبار سے دیکھیں تو یگانہ کی زبان میں بھی کسی خاص علاقے یا کسی خاص زبان کے اثرات کو رَد کر کے زبان کا وسیع تر تصور پیدا کرنے کی کوشش ملتی ہے۔ یگانہ کے شعری اسلوب میں عربی، فارسی مزاج یا لکھنؤ اور دہلی کے انداز کے علاوہ ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں اور ان کی آوازوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔ انھی آوازوں کے ملاپ سے یگانہ کے یہاں ٹھیٹھ اُردو کے لہجے نے جنم لیا ہے، اس لہجے کی گونج کی چند مثالیں دیکھیے:

پکارتا رہا کس کس کو ڈوبنے والا　　خدا تھے اتنے مگر کوئی آڑے نہ گیا

پہلے اپنی تو ذات پہچانے　　راز قدرت بکھانے والا

راہ چلتے لپٹ پڑے نہ کہیں　　بے دھڑک دل میں ٹھاننے والا

خاک میں مل کے پاک ہو جاتا　　چھانتا کیا ہے چھاننے والا

آپ سے باہر چلے ہو ڈھونڈنے　　آہ پہلا ہی قدم جھوٹا پڑا

آج ہی حق سے ادا ہو جائیے دھیان بھٹکا ولولہ ٹھنڈا پڑا

یا ان کی وہ مکمل غزل جس کے قافیہ میں ''ڑ'' حرف روی کے طور پر ہے۔ غزل کا مطلع ہے:

پالا اُمید و بیم سے ناگاہ پڑ گیا دل کا بنا بنایا گھروندا بگڑ گیا

ایک اور غزل کے کچھ اور شعر دیکھیے:

اُلٹی تھی مت زمانۂ مردہ پرست کی میں ایک ہوشیار کہ زندہ ہی گڑ گیا

شربت کا گھونٹ جان کے پیتا ہوں خونِ دل غم کھاتے کھاتے منھ کا مزہ تک بگڑ گیا

دونوں کے دل سے پوچھیے انجام عشقِ کار سِل گھستے گھستے گھِس گئی بٹا رگڑ گیا

اللہ ری کشا کش دیر و حرم کہ یاس حیرت کے مارے بیچ دورا ہے پہ گڑ گیا

پہلے تو اپنے آپ کو پہچانتے نہ تھے حسنِ یگانہ کس کی نگاہوں میں تڑ گیا

ایک اور غزل کے چند اشعار دیکھیے:

پوچھنا کیا زمانہ سازوں کا نت نیا بھیس نت نرالا سانگ

پھرتے ہیں بھیس میں حسینوں کے کیسے کیسے ڈکیت ٹھانگ کے تھانگ

خواہ پیالہ ہو یا نوالہ ہو بن پڑے تو جھپٹ لے بھیک نہ مانگ

روزمرہ کے ساتھ ''ڈھ'' کا جیسا استعمال یگانہ نے کیا ہے اُردو غزل میں اس کی مثال شاذ ہی ملے گی، دیکھیے:

یگانہ ٹھن گئی بے ڈھب تو سوچتے کیا ہو شریک کار نہیں تو نہیں جریدہ سہی

دیروحرم بھی ڈھہہ گئے جب دل نہیں رہا سب دیکھتے ہی دیکھتے ویرانہ ہوگیا

ہوئے کیوں بارِ خاطر خود بخود گلہائے پژمردہ ڈھے پڑتے ہیں آپی آپ کیوں گلچیں کے دامن پر

زمیں پہ نور کے پتلوں نے کیوں ڈھئی دی ہے کفن ملے تو سمجھنا دھنی تھے قسمت کے

ذرا سی بات پہ لگتی ہے چوٹ کیا کہیے دل حزیں کہیں اک ٹھیس میں نہ ڈھہہ جائے

اُردو میں ہزاروں الفاظ ایسے ہیں جو روزمرہ میں تو شامل ہیں مگر وہ غزل کی زبان سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ یگانہ نے ایسے ہی ان گنت لفظوں کو غزل اور رباعی میں بلاتکلف استعمال کیا۔ اُردو شاعری کی روایت میں یہ کوشش درحقیقت ایک جدت کی حیثیت رکھتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ غزل اور رباعی جیسی لطیف

اصناف سخن میں یہ پابندی بہت مشکل کام ہے۔ یگانہ کی ایک رباعی ہے:

پھر کوئی نئی لگن لگی ہے شاید  ہاں ہاں تہِ پیرہن لگی ہے شاید
دل پریم کے ساگر میں بے تاب ہے کیوں  تازہ کوئی ڈگن لگی ہے شاید

اس ایک رباعی میں کثیر تعداد میں ایسے لفظ استعمال ہوئے ہیں جو اس سے پہلے اُردو شعر و ادب کے لیے نامانوس تھے۔ روزمرہ بیان کے وہ الفاظ جنہیں استعمال کرنا تو دَرکنار انہیں عامیانہ، سوقیانہ، غیر شاعرانہ، کرخت اور کھردرے قرار دیا جاتا تھا، یگانہ نے ان کا نہ صرف بے دریغ استعمال کیا بلکہ زیادہ تر یہ استعمال اتنا دل کش ہے کہ اس سے کلام کے آہنگ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یگانہ کے مخالفین نے اس محنت طلب کام کی داد اس پر طرح طرح کے اعتراضات کر کے دی مگر یگانہ نے یہ ثابت کیا کہ مذاقِ سلیم اور سخن شناسی کا قرینہ میسر ہو تو حسنِ خیال کو ٹھیٹھ زبان کے الفاظ کے ذریعے سے بھی حسن کلام منتقل کیا جاسکتا ہے۔ مجتبیٰ حسین کے الفاظ میں ''ٹھیٹھ زبان میں اتنی قوت اور جامعیت کے ساتھ شاید ہی کسی اور نے ایسے شعر کہے ہوں یہ ٹھیٹھ زبان ان کے یہاں ''پینترے'' کے طور پر استعمال نہیں ہوئی۔ یگانہ کی سفاکی طبع انہیں اس زبان تک لے گئی۔ سپاٹ (BALD) لہجے کی شاعری کے ذریعے وہ قاری کو سستی جذباتیت سے دور رکھ کر حقیقت سے قریب تر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ٹھیٹھ زبان ان کے مزاج سے ہم آہنگ تھی۔ اس زبان میں شعری امکانات کو ڈھونڈ نکالنا اور پیدا کرنا اس کے خاکی لفظوں میں زندگی کے گرد آلود چہرے کو دیکھ لینا کسی معمولی شاعر کے بس کی بات نہیں''۔

جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے یگانہ نے ٹھیٹھ اُردو کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کو برتنے کی کوشش کی۔ یگانہ کے فراق نے اس زبان کو زیادہ واقف کاری کے ساتھ اُردو غزل اور رباعی کا حصہ بنایا۔ یگانہ نے جب اس لہجے کو برتا تو اس میں ثقالت اور غرابت کا پیدا ہو جانا فطری تھا۔ ایک تو یہ لہجہ نامانوس تھا دوسرے غزل کی لطافت، غنائیت، اور ایمائیت سے لگا نہیں کھاتا تھا اور تیسرے خود یگانہ کی نکتہ چیں، زور آزما اور جنگ جو شخصیت کے دوٹوک اظہار کی وجہ سے اس میں کہیں کہیں ثقالت اور عامیانہ پن پیدا ہوا۔ مجتبیٰ حسین کے لفظوں میں ''یگانہ نے جہاں اس لہجے کو ضرورت سے زیادہ تانا ہے۔ ان کے کلام میں ابتذال پیدا ہوگیا لیکن بالعموم اس ٹھیٹھ لہجے میں یگانہ نے بڑے فیصلہ کن اشعار کہے ہیں یہ لہجہ ان کے تجربات کا نچوڑ ہے''۔

یگانہ جس دور میں غزل کہہ رہے تھے اس وقت نظم معریٰ اور نظم آزاد کا بڑا شہرہ تھا جب کہ یگانہ غزل کے زبردست حامی تھے۔ غزل کے دفاع میں انہوں نے نظم معریٰ اور نظم آزاد پر سخت نکتہ چینی کی تھی اس

تناظر میں دیکھیں تو اُردو غزل میں ٹھیٹھ اُردو کے الفاظ متعارف کرانے سے یگانہ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نظم معریٰ اور نظم آزاد کی نئی لسانی تشکیلات کا مقابلہ غزل کی زبان میں ٹھیٹھ اُردو کے الفاظ شامل کر کے کرنا چاہتے تھے۔ یگانہ کی معاصر غزل اُردو نظم کی مسابقت میں ناکام ہوچکی تھی۔ غزل کو ایک ایسی زبان کی ضرورت تھی جو جدید حسیت کا اظہار جدید پیرائے میں کر سکے۔ یگانہ کے یہاں ٹھیٹھ اُردو کا استعمال تیسری دہائی کے آغاز سے ہوا۔ ''ترانہ'' کی رباعیوں سے یہ سلسلہ شروع ہو کر آخری دور کی غیر مطبوعہ غزلوں پر منتج ہوا۔ ''ترانہ'' کی پہلی رباعی ہے:

ساجن کو سکھی منا لو، پھر سو لینا سوتی قسمت جگا لو، پھر سو لینا

سوتا سنسار، سننے والا بیدار اپنی بیتی سنالو، پھر سو لینا

اس رباعی میں ایک آدھ لفظ کے علاوہ سارے الفاظ کھڑی بولی کے ہیں جس کے آگے چل کر دو روپ ہوگئے تھے، ایک ہندی اور دوسرا اُردو۔ دونوں میں کسی قدر لفظی الٹ پھیر ہے وگرنہ زبان کی اصل کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں، چند مزید رباعیاں دیکھیے:

سنسار میں چار دانگ اندھیاری ہے کیا جانیے، خواب ہے کہ بیداری ہے

آنکھیں ہیں مگر حسنِ نظر سے خالی ہے اندھیر ہے یا سمے کی بلہاری ہے

کیا بھانپتا ہے بھانپنے والے باز آ حیران ہے کیوں ناپنے والے باز آ

کھنچتی جائے گی اور بھی دور سے دور آفاق کی حد ناپنے والے باز آ

غیر مطبوعہ غزلوں کے اشعار درج ذیل ہیں:

بتوں سے خدا جانے کیسے بنے چلو یاں سے اب اُٹھ چلو سب جنے

حقیقت کی تہہ کو پہنچنا محال وہ پتلی چھنے، چاہے گاڑھی چھنے

خاک اُڑتی ہے پیٹ میں ساقی ارے خالی پیالہ بھرنا کیا

بدل کے بھیس زمانے کی تھاہ لینا ہے نگاہِ شک میں کوئی بات اجنبی نہ لگے

گناہ گار ہوں پھر بھی وہ دل دیا تو نے تری جناب میں پہنچوں تو تھرتھری نہ لگے

یہی زمانہ نئی نظم کے فروغ اور عروج کا ہے۔ یگانہ نے اس اثناء میں اپنے نثری مضامین میں نظم

معریٰ اور نظم آزاد کی زبان اور ہیت پر اعتراضات کیے اور شاعری میں قافیہ کے استعمال کی پُرزور حمایت کی اس کے ساتھ ہی انہوں نے ٹھیٹھ زبان میں لکھی گئیں اپنی غزلوں اور رباعیوں کو پنجاب کے معروف جرائد میں شائع کیا۔ یاد رہے کہ پنجاب (لاہور) جدید اُردو نظم کا مرکز تھا۔

''آیاتِ وجدانی'' جدید (۱۹۴۶ء) میں ٹھیٹھ زبان میں کہی گئیں تمام غزلیں شامل ہیں۔ یگانہ نے ''آیاتِ وجدانی'' جدید کی اشاعت کو زندگی کا ایک بڑا کام قرار دیا تھا۔ ان حالات میں یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ یگانہ کی ''سپرٹ'' کی صحیح طور پر داد دی جائے خاص طور پر اس صورت میں کہ غزل گوشعراء کی نئی نسل پر فراق گورکھ پوری کے توسط سے یگانہ کی زبان کے اثرات با آسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس بحث کے بعد یگانہ کی زبان کی کچھ ثانوی خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے بیشتر خصوصیات یگانہ کے مخصوص سادہ اور عام فہم مگر منفرد لہجے کی دین ہیں۔ یگانہ کے کلام میں ضرب الامثال یا کہاوتوں کے علاوہ روزمرہ میں استعمال ہونے والے گفتگو کے ٹکڑے، تراکیب اور مقولے بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ اگرچہ ان کا استعمال عام طور پر شاعری کی زبان اور خاص طور پر غزل کی زبان میں معیوب سمجھا جاتا رہا ہے مگر یگانہ نے ان کا استعمال بھی چابک دستی سے کیا ہے۔ سیّد قدرت نقوی نے اپنے مضمون ''یگانہ کی زبان'' میں ایسے بہت سے اشعار بطور مثال دیے ہیں، چند اشعار دیکھیے :

چت بھی اپنے ہے پٹ بھی اپنے ہے  میں کہاں ہار ماننے والا
پیٹ کے ہلکے لاکھ بڑ ماریں  کوئی کھلتا ہے جاننے والا

شامت آگئی آخر کہہ گیا خدا لگتی  راستی کا پھل پاتا بندۂ مقرب کیا
کہاں کا روزِ جزا کل کے مرتے آج مریں  اُمید و بیم کو ٹھوکر پہ مارنے والے

یگانہ کھلے اور بلند بانگ لہجے کے شاعر ہیں مگر لطف کی بات یہ ہے کہ ان کی بلند آہنگی نے رمزیت کو فنا نہیں کیا۔ یگانہ بہت سی ان کہی باتیں سجھائی دینے والے پیرائے (Sujjes Tiveness) میں ادا کرتے ہیں۔ وہ اَن دیکھی حقیقتوں کی یافت کرنا چاہتے ہیں اور جاننا چاہتے ہیں کہ کائنات کی حقیقت کیا ہے، اس کو کیسے پایا جا سکتا ہے اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ حقیقت کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا جا سکے۔ یگانہ کا متشککانہ روّیہ ان کے شعر میں رمزیت پیدا کرتا ہے ان کی تقریباً ہر غزل میں رمزیاتی اشعار ملتے ہیں :

شش جہت میں ہے ترے جلوۂ بے فیض کی دھوم  کان مجرم ہیں مگر آنکھ گنہ گار نہیں

کس کی آواز کان میں آئی  دور کی بات دھیان میں آئی

دکھائی جلوۂ موہوم نے کیا برق رفتاری  پلک جھپکاتے ہی حدِ نظر سے دور ہو جانا

کیا زندگی کے بعد بھی ہے کوئی زندگی  پھر جان آ چلی چمنِ پائمال میں

سوچتا ہوں جب تو میں ہی میں ہوں اور کوئی نہیں  ہو نہ ہو کچھ بھید اس اندیشۂ باطل میں ہے

یگانہ کے یہاں استعارے کا استعمال اگرچہ کم ہے مگر معنی خیز ہے۔ استعارہ درحقیقت ایک فنی تدبیر ہی نہیں ذہنی طریقہ کار بھی ہے۔ شاعر اس کے ذریعے تخیل کی حقیقت کا انکشاف کرتا ہے اور اس حقیقت کی تہہ در تہہ پیچیدگی اور اس کی وسعت کو اُجاگر کرتا ہے۔ استعارے میں ایک طرح کی بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ یگانہ کی ایک ہی غزل کے چند اشعار میں استعارے کے استعمال کے مختلف انداز دیکھیے:

قفس میں بوئے مستانہ بھی آئی دردِ سر ہو کر  نویدِ ناگہانی پہنچی ہے مرگِ منتظر ہو کر

نگاہِ شوق سے کیا کیا گلوں کا دل دھڑکتا ہے  مبادا رنگ و بو اُڑ جائے پامالِ نظر ہو کر

کہاں پر نارسائی کی ہے پروانوں کی قسمت نے  پڑے ہیں منزلِ فانوس پر بے بال و پر ہو کر

یگانہ نے اُردو شاعری کی بعض پامال علامتوں کو نئے سیاق و سباق میں برتا۔ انہوں نے قفس و آشیاں کی علامت کو خاص طور پر نئے تناظر میں استعمال کیا۔ دیکھیے:

افسردہ خاطروں کی خزاں کیا بہار کیا  کنجِ قفس میں مر رہے یا آشیانے میں

خدا کسی کو بھی یہ خوابِ بد نہ دکھلائے  قفس کے سامنے جلتا ہے آشیاں اپنا

یکساں کبھی کسی کی نہ گزری زمانے میں  یادش بخیر بیٹھے تھے کل آشیانے میں

یگانہ کے یہاں علامتوں کا پھیلا ہوا یا پیچیدہ نظام نہیں ہے۔ ان کا علامتی اظہار مانوس معلوم ہوتا ہے:

ہوائے کوچۂ قاتل سے بس نہیں چلتا  کشاں کشاں لیے جاتا ہے ولولہ دل کا

نقشِ باطل ہو چلا خوابِ پریشانِ بہار  دیدۂ حیراں میں کھچ کر آ گئی جانِ بہار

دلیلِ راہ، دلِ شب چراغ تھا تنہا  بلند و پست میں گزری ہے جستجو کرتے

یہ کس نے گرم رفتارِ فنا کی راہ کھوٹی کی  بٹھا کر پردۂ فانوس میں شمعِ شبستاں کو

یگانہ کے اندازِ بیان کی ایک اور خوبی تمثیلی پیرایہ بیان ہے ان کا لہجہ ڈرامائیت سے بھرپور لہجہ ہے۔

آواز، حرکت اور رفتار کے تلازمات کو نمایاں کرنے کے علاوہ یگانہ ان کو جسم و جاں عطا کرنے کے فن میں مہارت رکھتے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے جا بجا برجستہ محاوروں کا استعمال کر کے آواز، حرکت اور رفتار کی تجسیم کی ہے۔ غیر مرئی تصورات کو متشکل کرنے کے عمل میں متخیلہ سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے اور یگانہ کی متخیلہ تمثال کو متحرک صورت میں دیکھنے کی عادی ہے۔ دیکھیے :

رفتارِ زندگی میں سکون آئے کیا مجال — طوفان ٹھہر بھی جائے تو دریا بہا کرے

پیالہ خالی اٹھا کے لگا لیا منہ سے — کہ یاس کچھ تو نکل جائے حوصلہ دل کا

چراغِ زیست بجھا دل سے اک دھواں نکلا — لگا کے آگ مجھے گھر سے میہماں نکلا

بڑھتے بڑھتے اپنی حد سے بڑھ چلا دستِ ہوس — گھٹتے گھٹتے ایک دن دستِ دُعا ہو جائے گا

آبلہ پا نکل گئے کانٹوں کو روندتے ہوئے — سوجھا پھر آنکھ سے نہ کچھ منزل یار دیکھ کر

یگانہ کے لہجے میں جو تندی، صلابت اور استواری ہے اس میں ان کی جدت پسند طبیعت کے ساتھ ان کے طناز ذہن کا بھی دخل ہے۔ حسن و عشق کے مضامین ہوں یا تنگیٔ حیات کا ذکر، خدا سے خطاب ہو یا بندے سے، پروانے کی نارسائی کا گلہ ہو یا فانوس کے آڑے آ جانے کی بات، پیاسے اور دریا کا تذکرہ ہو یا حیات و کائنات کے مسائل پر تبصرہ ہر جگہ یگانہ کے طنزیہ لہجے کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ یہ طنزیہ لہجہ کبھی لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی شعر کے بنیادی خیال سے۔ یگانہ کی شاعری کا بہترین حصہ وہ ہے جس میں ان کا طنز اپنی تمام پہلوداری کے ساتھ موجود ہے تاہم ان کے طنزیہ لہجے نے غم و غصے کی صورت بھی اختیار کی ہے۔ ان کے ایسے اشعار زہر میں بجھی ہوئی تلوار کی مانند ہیں۔ یگانہ کے یہ اشعار عام طور پر مثال دینے کے لیے بھی مستعمل ہیں :

جفائے پنجۂ خوں خوار سے جو بس نہ چلے — تو بَن کے خشک نوالہ گلے میں پھنستا جا

علاجِ اہلِ حَسَد زہر خندِ مردانہ — ہنسی ہنسی میں تو ان احمقوں کو ڈستا جا

یگانہ کا لہجہ متغزلانہ لہجہ تو ہرگز نہیں مگر وہ غزل کی حدود سے پوری طرح آشنا تھے انہی حدود میں رہ کر انہوں نے اپنے لیے آزادیاں حاصل کیں۔ اس لیے یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ وہ غیر متغزلانہ لہجے کے غزل گو ہیں۔ ملک اسماعیل حسین خان کے الفاظ میں "یگانہ نے اُردو غزل کو جو رجائی انداز، کڑک دار لہجہ، حوصلہ افزا خیالات رکھنے والا ذہن، تھک کر نہ ہارنے والا عزم اور جو توانائی اور کس بل دیا ہے وہ اُردو میں ان کا خاص Contribution ہے"۔

''حدیث دل'' کا بیان یگانہ کا موضوع نہیں نہ ہی معاملہ بندی کی طرف کبھی ان کا رجحان رہا۔ یگانہ کے عشقیہ اشعار میں ان کے مخصوص لب و لہجے کی نمود کچھ اس طرح ہوئی ہے کہ یہ اشعار اُردو کے ہزاروں فرسودہ اور رسمی اشعار کی صف میں شامل ہونے سے بچ گئے ہیں۔ ان اشعار میں بسورتی ہوئی آنکھ کی دھندلی دنیا نہیں ہے یہ ''دل گداختہ'' کے سوزوگداز سے بھرپور غنائیے بھی نہیں ہیں نہ اُن میں لطف ہے نہ والہانہ پن، نہ سپردگی ہے نہ گھلاوٹ، پھر بھی ان میں ایک طرح کا نیا پن ہے اور یہ نیا پن ''حدیثِ دل'' نہیں ''حدیثِ یگانہ'' کا پابند ہے۔ دیکھیے یگانہ کا یہ شعر:

یہی حدیثِ یگانہ جو تم نے دل سے سنی
زبانِ غیر سے سنیے تو کچھ بھلی نہ لگے

مجموعی طور پر یگانہ کے یہاں شعریت، موسیقیت اور تاثیر کی کمی نہیں اگرچہ یہ شعریت اور موسیقیت بھی اُردو غزل کی مروّجہ روایات اور مخصوص فضا سے الگ اور انہی کے دور کے دوسرے ممتاز غزل گوشعراء کے کلام کے معیار سے مختلف ہے لیکن اس اجنبیت کے پردے میں غزل کی ایک بالکل نئی مترنم آواز سنائی دیتی ہے:

ایسے دو دل بھی کم ملے ہوں گے — نہ کشاکش ہوئی نہ جیت نہ ہار
جانِ ایماں ہے ابھی وہ آنکھ شرمائی ہوئی — کیفیت میں ڈوب کر کیا جانے کیا ہو جائے گی
واہ ری وارفتگی جاتی رہی سب بھوک پیاس — چشمِ بلبل سے گلوں کو غرقِ شبنم دیکھ کر
چپ لگی مجھ کو گناہ عشق ثابت ہو گیا — رنگ چہرے کا اُڑا رازِ دلِ مضطر کھلا
اللہ ری بیتابیٔ دل وصل کی شب کو — کچھ کشمکشِ شوق بھی کچھ صبح کا ڈر بھی

کیفیت میں ڈوبی ہوئی اس تخلیقی زبان میں جذباتی قوتوں کی کارفرمائی موجود ہے تاہم یہ یگانہ کا مستقل انداز نہیں۔ یگانہ کا اسلوب اُردو کی کلاسیکی شاعری کی روایت میں غیر جذباتی اسلوب کا شاید واحد ترجمان ہے۔ ان کی زبان نے عصری صداقت اور فن کارانہ ملاپ سے جنم لیا ہے۔ یہ بظاہر مختلف اور نامانوس زبان ہے مگر جدید تر شاعری کا لہجہ بننے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔
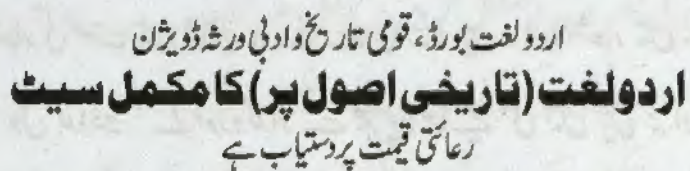
---

# اشاریہ اردو نامہ


مرتبہ

مصباح العثمان



اردو لغت بورڈ

## یاس یگانہ چنگیزی

اردو کے نامور شاعر یاس یگانہ چنگیزی کا اصل نام مرزا واجد حسین تھا اور وہ 17/اکتوبر 1884ء کو صوبہ بہار کے شہر پٹنہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدا میں یاس تخلص کرتے تھے پھر یگانہ تخلص اختیار کیا۔ 1904ء میں وہ لکھنؤ گئے جہاں کی فضا انہیں کچھ ایسی راس آئی کہ وہیں کے ہو رہے۔ لکھنؤ میں مشاعروں اور ادبی محافل کا دور دورہ تھا لیکن وہاں کے روایت پسند اساتذہ سے یگانہ کی بنی نہیں۔ یگانہ اچھے اچھے شاعروں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے حتیٰ کہ مرزا غالب بھی ان کے اعتراضات کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ یگانہ نے اپنی زندگی کا آخری حصہ لکھنؤ میں بڑی کس مپرسی میں بسر کیا۔

یگانہ کے شعری مجموعے نشتر یاس، آیات وجدانی، ترانہ اور گنجینہ کے نام سے اشاعت پذیر ہوئے۔ 2003ء میں مشفق خواجہ نے ان کے کلام کی کلیات شائع کی۔ یگانہ 4/فروری 1956ء کو لکھنؤ میں وفات پا گئے۔ وہ لکھنؤ میں کربلا منشی تفضل حسین (وکٹوریہ گنج) میں آسودہ خاک ہیں۔ ان کی لوح مزار پر انہی کا یہ شعر تحریر ہے۔

خود پرستی کیجیے یا حق پرستی کیجیے      آہ کس دن کے لیے نا حق پرستی کیجیے

## مشفق خواجہ

اردو کے نامور محقق، ادیب اور شاعر جناب مشفق خواجہ کا اصل نام خواجہ عبدالحئی تھا اور وہ 19/دسمبر 1935ء کو لاہور میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد خواجہ عبدالوحید علامہ اقبال کے ہم جلیس اور کئی علمی کتب کے مصنف تھے جب کہ ان کے چچا خواجہ عبدالمجید اردو کے معروف لغت جامع اللغات کے مؤلف تھے۔ قیام پاکستان کے بعد مشفق خواجہ کراچی منتقل ہو گئے۔ 1957ء سے 1973ء تک وہ انجمن ترقی اردو سے وابستہ رہے۔ اس ادارے سے وابستگی نے مشفق خواجہ کی شخصیت کو جلا بخشی اور یوں انہوں نے تن تنہا کئی اہم تحقیقی کارنامے انجام دیئے۔

1980ء کی دہائی میں مشفق خواجہ نے خامہ بگوش کے قلمی نام سے ادبی کالم نگاری کا آغاز کیا جس نے پورے برصغیر میں دھوم مچا دی۔ مشفق خواجہ کی تصانیف اور تالیفات میں خوش معرکہ زیبا، پرانے شاعر نیا کلام، اقبال از احمد دین، غالب اور صفیر بلگرامی، جائزہ مخطوطات اردو، تحقیق نامہ اور کلیات یگانہ کے نام سرفہرست ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ ابیات کے نام سے اشاعت پذیر ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے ادبی کالموں اور مکاتیب کے کئی مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

مشفق خواجہ 21/فروری 2005ء کو کراچی میں وفات پا گئے اور کراچی ہی میں سوسائٹی کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔